ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

تاریخ وواقعات واقعیہ عالیجناب معلی القاب حضرت نجم الامرا احتشام الملک حافظ حاجی مولوی قاری صاحبزادہ
محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ ابن عالیجناب والاخطاب حضور یمین الدولہ وزیر الملک نواب
محمد علیخانصاحب بہادر صولتجنگ فرمانروائے ریاست دارالاسلام محمد آباد عرف ٹونک راجپوتانہ تغمدہ اللہ بغفرانہ المسمی

سفرنامہ سعادت

مطبوعہ ۱۳۵۳ ہجری

حرمین شریفین صاحبزادہ محمد عبدالوہاب
خانصاحب بہادر صفدر جنگ

حسب فرمان واجب الاذعان امیر والاشان کریم الاخلاق عمیم الاحسان جناب خان بہادر قمر الامرا
مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبدالتواب خان صاحب بہادر سالار جنگ خلف الرشید جناب
نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ صاحب بہادر مرحوم موصوف الصدر

مؤلفہ

مولانا ابوالمظفر حکیم سید امیر حسن صاحب سہا محدث طبیب خاص حضور پرنور فرمان
فرمائے ریاست دارالاسلام محمد آباد عرف ٹونک دام اللہ اقبالہ و ضاعف اجلالہ

الحمد للہ بتاریخ ۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۳۴ء تمام شد

در مطبع محبوب المطابع زیور طبع پذیرفت
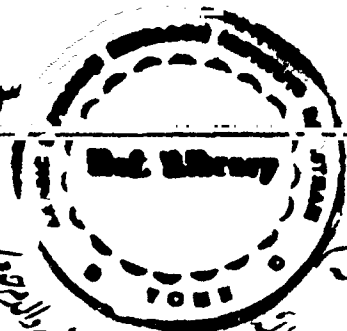
کتبہ محمد افضل علی پوری عفی عنہ

از پیشگاہ حضور پرنور دام اقبالہ و ملکہ

حکم ہوا کہ

ہمارے عزیز القدر خان بہادر صاحبزادہ محمد عبدالتواب خان بہادر ممبر [illegible] اپنے والد مرحوم علیہ الرحمۃ والمغفرۃ

نے پیش کیا یعنی حج کا جو سفر نامہ صاحبزادہ نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ عبدالوہاب خان صاحب بہادر

صفدر جنگ مرحوم نے [illegible] مخطوط ہوکر وہ نادر و دلچسپ

حالات و واقعات کا مجموعہ [illegible] لکھا گیا اس تصنیف کو بادلت

ذوالجلال اپنے نام سے معنون (ڈیڈیکیٹ) کرنے اور اس کا نام [illegible]

سفر [illegible] کی بخوشی اجازت دیتے ہیں ۔ فقط

۱۴ جون ۱۹۳۴ء یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ ہجری

سعید

عرضداشت بغرض حضور فیض ظہور ہز ہائنس نواب سعید الدولہ وزیر الملک جناب حافظ سر محمد سعادت علیخانصاحب بہادر صولتجنگ فرمانروائے ریاست ٹونک دام اقبالہ و ملکہٗ

۱۴ جون ۱۹۳۴ء یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

عالیجاہا

تابعدار کے والد ماجد نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم سابق فنانشل ممبر ریاست نے حج حرمین شریفین اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کے متعلق جو سفر کیا وہ بشکل سفر نامہ مرحوم مغفور کی قلم کا ایک دلچسپ اور دلکش مجموعہ واقعات ہے تابعدار اوس کو طبع کرانے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ یہ سفر نامہ حضور والا نے ملاحظہ فرما کر اوس کو بہت پسند فرمایا اور اسکے مطالعہ سے محظوظ ہوئے ۔ اب تابعدار کی یہ استدعا ہے کہ از راہ کرم والطاف اجازت فرمائی جاوے کہ اس سفر نامہ کو حضور کے نام نامی پر معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا جاوے ۔ اور اس کا نام سفر نامہ سعادت حرمین شریفین تجویز کیا جاوے ۔ تاکہ یہ نادر سفر نامہ مطبوعہ حضور کے عہد سعادت مہد کی یادگار رہے ۔ معروضہ صدر سنہ صدر

عرض
صاحبزادہ عبدالتواب جوم ممبر کونسل
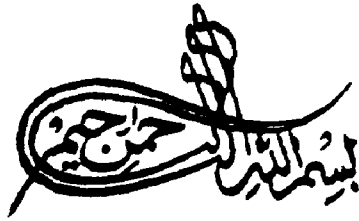
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

سبحان اللہ کارخانہ عالم ہی اوس کی حکمت بالغہ وصنعت کاملہ کا ایک نمونہ ہے جس کے اجزا وارکان باوجود اختلاف مزاج ومخالفت کیفیت کے باہم ملکر کس صلح واشتی سے کام کررہے ہیں کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے آگ بااین ہمہ آتش خوئی وشعلہ مزاجی پانی کو مفقود ومعدوم نہیں کرسکتی اور پانی باہمہ افراط وروانی آگ کو ٹھنڈا نہیں کرتا خشکی تری پر غالب نہیں تو تری خشکی کو نابود کرنے کی طالب نہیں پھران سب کے امتزاج سے موالید ثلثہ یعنی جمادات ونباتات وحیوانات کی تولید اور مختلف انواع واشکال کا ظہور کیسی بوالعجبی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین مزید براں اس گلزار قدرت میں ہر موجود کو اوس کی نفع ونقصان سے بے منت وبے سوال مطلع فرمانا بلکہ خود اوسکی ذات میں اون کا علم فطری طور پر رکھدینا جیسا کہ فرمایا قولہ تعالے ونفس وما سواھا فالھمھا فجورھا وتقواھا یعنی ہر نفس کو اوس نے پیدا کیا اور اوس کی نیکی وبدی کا اوسکو الھام کردیا۔ اور پھر تمام ضروریات و مایحتاج کو پیدا کرکے اوس کے اکتساب کے وسائل بتادئے یہ سب امور اوس خالق بے ہمتا کے انتہا لطف وکرم کی دلیل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رباعی

بخشندہ تخت وتاج شاہی تو ہے	دارندہ مہر وماہ وماہی تو ہے
دیتا ہے جو سب کو یا الٰہی تو ہے	بے منت وبے سوال وبے استحقاق

اب ایک قدم آگے چل کر دیکھو تو اوس سے بھی زیادہ لطف وکرم کا کرشمہ نظر آتا ہے کہ اگر اس
کارخانہ کے بعض افراد نے شوخ چشمی سے کسی امر میں افراط وتفریط کی تو اوس کی چشم نمائے واصلاح
کیواسطے مصلحان ظاہر وباطن انبیا ومرسلین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو بھیجکر اصلاح معاش ومعاد کی
تکمیل فرمائی خصوصاً ہمارے نبی کریم بحر نبوت ورسالت کے درِ یتیم عرش خرام معراج مقام احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو مصلح کامل ومظہر تام صفت ہدایت وارشاد تھے ارسال فرمایا
اللہ اکبر اوس خاتم النبیئین امام المرسلین کی عزت وعظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جسکی اُمت
کے علما انبیا بنی اسرائیل کے مثیل ونظیر ہوں جیسا کہ حدیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے علماء امتی کا
نبیا بنی اسرائیل ۔ خلاصہ یہ کہ حمد وشکر الٰہی ولغت ومنقبت جناب رسالت پناہی ہماری
قدرت تحریر وتقریر سے باہر اور ہمارے عجز وقصور سے ظاہر ہے ۔ اس میں قلم فرسائی محض سخن سنجی
وطبع آرائی ہے بعد اس مختصر حمد ونعت کے معزز ناظرین کتاب ہذا پر واضح ہو کہ جس گوہر بے بہا
خاندان فرمان روائے وشہریاری کا اس کتاب میں ذکر ہے اول مجملاً بنا بر آگاہی خاص وعام
خصوصاً سکنا ر ممالک بعیدہ اس ریاست کا ذکر کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے اوس کی جغروی
حالت یہ ہے کہ ریاست ہذا جس کا دار الحکومت شہر محمد آباد عرف ٹونک وسط راجپوتانہ میں
عرض البلد شمالی کے تقریباً پچیس درجہ پر شہر جے پور سے جانب جنوب ساٹھ میل کے
فاصلہ پر آباد ومعمور ہے ۔ اور اکثر علماء اہل اسلام کا مامن ومرجع مشہور نزدیک ودور ہے ۔ دریاء
بانکس نے شمال ومغرب دو سمتوں سے احاطہ کر کے اس شہر کو جزیرہ نما کی صورت کرلیا ہے
ہر سمت میں کم از کم دو میل اور زیادہ سے زیادہ چھ میل کے فاصلہ سے جاری رہتا ہے موسم بارش
میں نہایت طغیانی سے بہتا ہے باقی ایام میں غایت استقلال سے رہتا ہے موسم ربیع
میں بہت زرخیز وتولید خربزہ ہائے شیریں سے جو تمام ہندوستان میں مشہور ومعروف ہیں
حلاوت بخش وفرحت انگیز ہے ۔ حضور پر نور بانی مبانی سلطنت وکشورستانی مجاہد ومساہد
قواعد حکومت وکامرانی درۃ التاج کیاست وسیاست مورث اعلا ریاست عالیجناب

معلے القاب جنّت آشیان فردوس مکان، امیر الدولہ امیر الملک نواب محمد امیر خاں صاحب بہادر شمشیر جنگ رحمت اللہ علیہ نے سمت ۱۸۶۲ بکرمی میں اس شہر کو دار الحکومت قرار دیا۔ اور مستقر رایات نصرت آیات ٹھرایا شہر کی آبادی و آرایش اور رعایا کی بہبودی و آسایش کی جانب ہمت والا نہمت کو مبذول فرمایا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں بازار و آبادی امیر گنج و مسجد جامع جو باعتبار وسعت و عظمت و خوبی قطعات و تزئین عمارت راجپوتانہ میں آپ ہی اپنی نظیر ہے اور اوس کے مقابل ایک چاہ کلاں جس کا پانی نہایت خوشگوار و دلپذیر ہے و نظر باغ وغیرہ دیگر عمارات عالیشان و خوش منظر بنکر تیار ہوگئیں۔ اوس کے بعد دوسرے بازار و آبادی کی بنا ڈالی اور اپنے فرزند اکبر وارشد ولی عہد سلطنت کے اسم مبارک سے منسوب فرماکر بازار وزیر گنج نام رکھا وہ بھی حضور ممدوح کی قدردانی و توجہ سے کارپردازان چابکدست و صناعانِ اطاعت پرست نے بہت قلیل عرصہ میں مکمل و درست کر دیا۔ چونکہ اوس زمانہ میں بوجہ اختلال احوال عمال سلطنت ہند تمام ہندوستان میں امن و امان مفقود اور خوف و ہراس ہر وقت موجود رہتا تھا حتیٰ کہ ایک منزل کا سفر بھی بغیر دو چار سوار ہتھیار بند کے دشوار و ناممکن تھا اور حضور کے پرگنہ جات مختلف سمتوں میں دار الحکومت سے دور دست واقع ہوئے تھے۔ اسواسطے ہمیشہ ہمت علیا حضوری رفاہ عام وقیام امن و آسایش خلایق کی جانب مصروف اور معطوف تھی اکثر اوقات معہ صاحبزادہ والاشان ولی عہد سلطنت کے دورہ پرگنہ جات فرماتے اور قطاع الطریق اور رہزنوں کی گوشمالی کا خیال رکھتے تھے تاآنکہ عرصہ قلیل میں تمام اطراف ریاست بلکہ تمام ملک راجپوتانہ و مالوہ کو رہزنوں و مفسدوں سے پاک وصاف فرمادیا کہ مسافروں کو ہر طرح اطمینان و آسایش ہوجائے۔ اسی نظم و نسق و اصلاح امور ریاست و رعایا و برایا و رفاہ عام خلق خدا میں عرصہ سولہ سال تک بخیر و خوبی و انتظام مہام انام و عبادت و رضاجوئی خالق منعام میں بسر فرماکر ۱۲۵۰ ہجری نبوی صلعم میں سفر آخرت فرمایا اور نہایت صبر و شکر سے داعی اجل کو لبیک کہا خدا تعالےٰ اجر عظیم و ثواب جسیم عطا فرمائے آمین۔ بعد وفات حضور ممدوح کے فرزند رشید و خلف حمید و لد الاکبر ولی عہد منصور و مظفر مرکز دائرہ دولت محیط مراکز حکومت

وریاست جامع علم وعمل قاطع شرک ودغل سلطنت پناہ معدلت آگاہ مریخ صولت مشتری درایت
فلک جناب ہلال رکاب عالیجناب وزیرالدولہ امیرالملک نواب محمد وزیرخان صاحب بہادر
نصرت جنگ مسندارائے حکومت وفرمان روائے ریاست ہوئے اورآپ کی کمال قدردانی
وفیض رسانی کی وجہ سے یہ شہر معدن علمار عالی تبار ومخزن فضلار روزگار ہوگیا جس طرح یورپ
میں کبھی یونان مولد حکمار تھا اس طرح حضور کے زمانہ میں ٹونک مرجع علمار ہوگیا ہمیشہ حضور ممدوح
کی توجہ احیار علوم دینی واشاعت احکام قرآنی وطریقہ سنت نبوی واستقامت قواعد ایمانی
کی طرف مصروف ومعطوف رہے اور الحمداللہ اوس میں خاطرخواہ کامیابی ہوتی گئی ۔ حضور ممدوح
اس طرح اپنے اوقات عالیات کوتیس سال رفاہ رعایا وبرایا واطاعت وعبادت خالق بے ہمتا
میں صرف فرماکر ۱۳ محرم ۱۲۸۱ہجری میں راہے ملک بقا ہوئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
اللہ تعالیٰ ممدوح کی روح پرفتوح کو اعلیٰ علیین وفردوس بریں میں محو نظارہ جمال الٰہی رکھے آمین، اوس
کے بعد اون کے وارث مطلق ومستحق برحق جوبہ حین حیات عہدۂ عالیہ ولی عہدی سے سرفراز
اور جملہ اولاد واحفاد خاندان شاہی میں ممتاز تھے یعنی عالیجناب صولت وشجاعت انتساب عدالت
ومعارف اکتساب حضور یمین الدولہ وزیرالملک نواب محمد علیخان صاحب بہادر صولت جنگ دام
اللہ برضوانہ وادخلہ بجبوبہ جنانہ مسندآرا وفرمان فرمائے ریاست وحکومت ہوئے چونکہ حضور ممدوح
تعلیم وتربیت یافتہ حضرت والدماجد خود تھے اسواسطے وہی آئین جہانداری وطریق معدلت
گستری وشہریاری قایم رکھکر علمار زمان وفضلار ذی شان کی قدردانی وعزت افزائی بعطائے
خطابات وانعامات فرماتے رہے اور یہ شہر فضایل بحر مثل سابق بلکہ اوس سے بھی بہتر طریقہ پر
ترقی پذیر ورونق اندوز رہا ۔ حضور ممدوح نے علاوہ ترقی علوم وفنون آئین وانتظام ریاست میں بھی
بہت کچھ اصلاح فرمائی ۔ شہر میں آبادی اور ایک بہت بڑا بازار طویل وعریض بنام نہاد علیگنج
قایم کیا جو آجتک روزافزوں ترقی کے ساتھ حضور مرحوم ومغفور کی زندہ یادگار ہے حضور کی داد ودہش
وقدردانی علمار کا یہ عالم تھا کہ ہر جشن مسرت پر خطابات وانعامات کا اجرا ہوا کرتا تھا اور تمام رعایا

دبرایا خوش حال و مالامال ہوگئی تھی۔ چنانچہ جشن تخت نشینی پر خاکسار نامہ نگار کے جد بزرگوار مولانا مولوی سید نجف علیخان صاحب مرحوم کی جن کو گورنمنٹ عالیہ سے خان بہادر و بحر العلوم کا خطاب تھا تاج العلما قلزم علوم کے خطاب سے عزت افزائی فرمائے اور بہت کچھ زر نقد و خلعت وغیرہ وقتاً فوقتاً عطا فرماتے رہے اتفاق قضا و قدر سے ۲۳ ماہ شعبان ۱۲۹۳ھ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی میں حضور موصوف الصدر نے حکومت ریاست کو ترک فرما کر گوشہ نشینی اختیار کی اوس وقت قبل از علیحدگی اپنے ولد اکبر و خلف اشہر و لی عہد ریاست و انائے رموز سلطنت و کیاست مریخ حشم برجیس شیم تاہید نغم خورشید علم معدن جود و کرم عالیجناب معلی القاب مالک الرقاب حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی ایس ائی۔ جی سی آئی اے جنت آشیان فردوس مکان کو خود تخت نشین فرمایا اور کچھ زر و جواہر و نقد و جنس و بعض اولاد و احفاد و جان نثاران نیک نہاد کے ساتھ جائے پسندیدہ کی جانب نہضت فرمائی حضور ممدوح کی اولاد میں بارہ فرزندان عالی وقار اور پانچ دختران عصمت شعار عالم وجود میں رونق افزائے دیدہ روزگار ہوئے منجملہ اون بارہ بروج رشیدہ فلک سلطنت کے تین صاحبزادگان جنت آشیان نے بحالت صغرسنی انتقال فرمایا اور نو شہزادوں سے نسل جاری ہوئی منجملہ اون کے پانچ صاحبزادہ مثل حواس خمسہ ریاست امارت مشکوئی معلے بطن محل عالیہ کلاں سے عالم ظہور میں جلوہ افروز ہوئے اول خلف الرشید ولد سعید و حمید حضور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ مرحوم و مغفور جیسا کہ قبل ازیں معرض تحریر میں آیا مسند نشین ریاست ہوئے۔ دویم اعظم الامرا وقار الملک صاحبزادہ حافظ محمد اسحاق خان صاحب بہادر سطوت جنگ جن کی تاریخ ولادت ۲۰ شوال ۱۲۶۰ھ ہجری ہے، سویم افضل الامرا منتظم الملک صاحبزادہ حافظ محمد عبد الرحیم خان صاحب بہادر مظفر جنگ جن کی تاریخ ولادت ۲۱ رجب ۱۲۶۱ھ ہجری ہے چہارم نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ محمد عبد الوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ جن کی تاریخ ولادت ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ ہجری ہے۔ پنجم وقار الامرا اعتماد الملک صاحبزادہ

محمد عبدالحمید خانصاحب بہادر ولادر جنگ جن کی ولادت ۳۰ رجب ۱۲۹۲ھ ہجری کے باقی چہار صاحبزادگان عالی تبار جو دیگر محلات عالیات سے رونق افزائے عالم ظاہری ہوئے اور اُن کی اولاد باسعادت و اقبال جو بفضلہ تعالٰے ہرطرح داد عیش و کامرانی دے رہے ہیں سب کا مفصل حال خیریت اشتمال تاریخ ٹونک مولفہ مولوی حکیم سید اصغر علیصاحب آبرو میں مندرج ہے چونکہ یہ کتاب منحصر بہ سوانح عمری حضرت نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم و مغفور ہے اسواسطے بقدر ضرورت سلسلہ خاندانی کا ذکر کیا گیا۔ غرض بعد تشریف بری حضور یمین الدولہ بہادر عالیجناب نواب امین الدولہ بہادر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور آئین فرمان روائے کی باحسن الوجوہ اصلاح فرمائی حضور کے تمام اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ میں سخاوت و ایثار مثل آفتاب درخشاں کے نمایاں ہوتا ہے اور محبت بلکہ عشق رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی ذات گرامی کو اس قدر شغف تھا کہ محفل ہائے میلاد مبارک حضرت سرور کائنات جو ابتدائے ماہ ربیع الاول سے شروع ہوتی تھیں اون کے انتظام و اہتمام میں ہمہ تن مشغول رہتے اور ہزارہا روپیہ صرفہ کی نہایت کشادہ دلی سے منظوری عطا فرماتے اور غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تمام سال حضور پرنور کا یہی مشغلہ تھا اور ماہ ربیع الاول کے انتظار میں ایام بسر فرماتے تھے کیونکہ چند علمار باعمل خاص اسی خدمت کے واسطے ملازم و مقرر تھے کہ حالات مولود شریف مفصل و مشرح تحریر کیا کریں۔ چنانچہ چند مجلدات ضخیم تیار کی گئی تھیں اور ایام محافل میلاد شریف میں ایک جلد روزانہ پڑھی جاتی تھی جو ابتدائے شب سے شروع ہوکر آخر شب کو تمام ہوتی اور کچھ باقی بھی رہجاتی اور تمام رعایا مسلمین باشندگان نووارد سب کو بلا تخصیص و بلا روک ٹوک شرکت محفل کی اجازت تھی اور ہرطرح اون کے آسایش و آرام کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور خود اپنے دست مبارک سے ہرکہ ومہ کو عطر لگاتے اور تعظیم و تکریم حضوری و آداب شاہی کا امتناع فرمادیا گیا تھا۔ سبحان اللہ کیا عشق رسول تھا شاید ہی والیان ریاست میں ایسا کہیں ہو۔ اس کے علاوہ رفاہ عام و انتظام انام کے واسطے حضور ممدوح نے مختلف محکمہ جات قایم فرمائے اور باایں ہمہ اگر کسی مستغیث کو عدم دادرسی کا خیال

ہوتا تو سب سے آخر حضور پرنور کی پیشی میں مرافعہ کرنے کی اجازت تھی بلکہ سرراہ بھی اگر کوئی فریادی عرضی پیش کرتا یا زبانی عرض کرتا تو نہایت توجہ سے اوس کی تحقیقات و داد رسی فرمائی جاتی تھی، اسی طرح مختلف عمارات و باغات وغیرہ تفریح وآسائش عباداللہ کے واسطے تیار کرائی گئی بلکہ درستی سڑک و پل و بندات ۔ آب نوشی حیوانات وآب پاشی زراعت کے واسطے ایک محکمہ وعملہ کثیر بنام نہاد محکمہ انجنیری قایم فرمایا اور بصواب دید افسران گورنمنٹ عالیہ تجربہ کار وجفاشعار آدمی ملازمان گورنمنٹ اس محکمہ کے افسری پر بڑے بڑے مشاہروں پر مقرر فرمائے جو آج تک بفضلہ تعالےٰ نہایت آب و تاب سے جاری اور مشغول خدمت گزاری ہے ۔علاوہ اس کے ایک خاص طریقہ پرورش نمک خواران قدیم وجان نثاران جدید کا ایجاد فرمایا تھا ۔ کہ جب بظاہر کوئی ذریعہ حسن خدمت اوس کی پرورش کا نہوتا تو خود تحریک فرما کر دعوت کے حیلہ سے تشریف لا کر اوس کی عزت افزائی فرماتے اور ہنگام رخصت کوئی رقم خطیر یا جائداد مناسب حال اوس کو عطا فرماتے جس سے اوس کی عزت افزائی اور خوش حالی متصور ہوتی چنانچہ ایک موقعہ پر خاکسار نامہ نگار کے غریب خانہ پر بھی بحیلہ دعوت معہ بعض صاحبزادگان عالی شان تشریف فرما ہوئے اور حسب فرمائش حضوری خاکسار نے چند اشعار مسدس بطریق دعا وثنا پیش کئے جن کو بہت دلچسپی ومسرت سے مکرر سکرر سنکر چند کلمات بہجت آیات نسبت اس نمک خوار موروثی ارشاد فرمائے اور ہنگام رخصت ایک حویلی پختہ معہ دو قطعہ دو کانات زیر حویلی بلا طلب واظہار خواہش سخاوت خسروانہ وپرورش شاہانہ سے مرحمت فرمائے اور بتاکید جناب صاحبزادہ منظفر جنگ مرحوم کو حکم دیا کہ بہت جلد عطانامہ سلطانی محکمہ خاص کا مصدقہ اس کو عطا کیا جائے چنانچہ ایک عرصہ تک وہ حویلی اور دو کانات راقم کے قبضہ میں رہیں اسی طرح تمام خدمت گزاروں سے سلوک وبندہ پروری ملحوظ ومرعی رکھا جاتا تھا ۔ یہاں بطور یادگار حضوری وہ مسدس نقل کیا جاتا ہے :۔

مسدس دُعائیہ

الٰہی ماہ جب تک خوشہ چین مہر انور ہو ؎ شعاع مہر تا بہر عطارد سطر مسطر ہو

دبیر چرخ پر جبتک کہ زہرہ سایہ گستر ہو ؛ شہ انجم چشم خورشید تاباں آسماں پر ہو
یہ ابراہیم علیخاں بادشاہ ہفت کشور ہو
پناہ اہل ایمان رونق دین پیمبر ہو

الہی تا ہوا ہو اور ہوا سے ابر باراں ہو ؛ الہی ابر سے تا ہو زراعت میں فراوانی
زراعت سے ملے عالم کو لطف عمر طولانی ؛ رہے تا عمر مقصود خیال طبع انسانی
ترا یہ دست گوہر بار ابر زرع پرور ہو
عطا فرمائے عمر آب حیوان تیرا ساغر ہو

رہے تا باغ عالم میں گل و لالہ سے رنگینی ؛ سمن میں سادگی ہو اور نافرمانیں خود بینی
الہی جب تلک ہے چشم کو نرگس سے تضمینی ؛ اسی تشبیہ سے نازاں ہے چشم آہوئے چینی
تیری خوشبو سے گلزار جہاں ہر دم معطر ہو
ترا باغ کرم آب بقا سے تازہ و تر ہو

رہے عالم میں تا آب و ہوا کا کچھ اثر باقی ؛ رہے آب و ہوا سے اس جہاں میں بحر و بر باقی
رہے تا بحر و بر میں معدن لعل و گہر باقی ؛ رہے تا لعل کی مانند قدر سیم و زر باقی
تیرے سکہ سے دنیار و درم کی قدر ہو در ہو
ترا در کعبہ مقصود ہو ہر در سے برتر ہو

معہ خورشید کو گردش ہے جبتک اور تابانی ؛ زمین جب تک مہد ہے بسطح آب طولانی
خدا کو تا کہ ہے منظور عالم کی نگہبانی ؛ وجود اہل عالم کے لئے حالت ہے امکانی
بساط حکمرانی تیرے قدموں سے منور ہو
ترا نقش قدم سرمایہ خورشید خاور ہو

رہے تا ذکر شاہان عجم کی داستاں خوانی ؛ رہے تا خطہ یوناں کو حکمت کی نگہبانی
عرب کی تا کہ ہو مشہور عالم میں جہانبانی ؛ رہے یورپ کے تا مقبول صنعت میں ہمہ دانی

ترا خادم زمانہ میں ہر ایک برتر سے برتر ہو

ہر ایک رتبہ میں دارا ہو نصیبہ کا سکندر ہو

رہے گردوں پہ اختر اور اختر میں ہو تابانی ٭ زمیں پر بحر ہو اور بحر میں ہو موج طوفانی

جہاں میں تا ہوا ہو اور ہوا میں روح پنہانی ٭ رہے تا انکساری خاک میں آتش میں طغیانی

ترا جسم مبارک کل فضایل سے مخمر ہو

سدا اجلال ہمدم ہو سدا اقبال یاور ہو

کرے برق طپاں کا کام جبتک اسپ میدانمیں ٭ جدائی تا کرے صمصام ہر دم جسم اور جاں میں

دکھائے تیر خون آشام فصل گل بیابانمیں ٭ لگائے نیزہ خود کام ایک گلشن نیستاں میں

ترا دلدل صف اعدا پہ برق شعلہ گستر ہو

ترا نیزہ شرر ہو شیر ہو افعی ہو اژدر ہو

جہانتک شاطر گردوں کو شغل فتنہ بازی ہو ٭ بساں پیل کجرو ہو کہ شل اسپ تازی ہو

تیرے پیادہ کو اوس کی مات میں یہ سرفرازی ہو ٭ کہ فرزیں ہو کے مصروف خیال یکہ تازی ہو

بساط حکمرانی شہ ترے رخ سے منور ہو

عدو ہر طرح سے زچ ہو دل اعدا میں اخگر ہو

الغرض اس طرح تریسٹھ سال تک فرمانروائے و معدلت گستری و اجرائے خیرات جاریات فرماکر ۵ ۲ محرم ۱۳۴۹ سنہ ہجری - ۲۳ جون ۱۹۳۰ سنہ عیسوی کو رحلت فرمائی ملک جاویداں ہوئے۔ اور تمام اہل خاندان و رعایا و برایا کو داغ مفارقت سے گریاں و نالاں چھوڑ گئے خداوند کریم نے اس صبر جمیل کی جزائے جلیل عطا فرمائے یعنی وارث مطلق و جانشین مستحق و متحقق غرہ ناصیہ عزت و اقبال قرۂ باصرۂ جاہ و جلال مرجع اہل کمال مہبط سعادت و اقبال درۃ التاج ریاست و سیاست سراج منہاج طریقت و شریعت مخزن فضایل و معدن فواضل عالیجناب ہلال رکاب سعید الدولہ وزیر الملک نواب جل لحفظ مولوی محمد سعادت علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای دام اللہ اقبالہ و اجلالہ ۲۳ جون ۱۹۳۰ سنہ ع

کو مسند آرائے ریاست و عزت افزائے مسند حکومت ہوئے ہر سمت سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی اور گویا ہاتف غیبی نے ندا دی کہ "یوسف گم گشتہ باز آمد بکنعاں غم مخور" اللہ تعالیٰ حضور پرنور موفور السرور کو عمر طویل و دولت و شوکت جلیل عطا فرما کر تمام رعایا و اہل خاندان کو ظلِ عاطفت حضوری میں تادیر شادکام و فائز المرام رکھے آمین۔ صفات حضوری کی خصوصیات میں علاوہ نظم و نسق و آئین جہانداری رفاہ عام و خداترسی و بیدار مغزی و ہوشیاری تمام علوم عقلی و نقلی فرعی و اصلی کا کمال و ادب انشا میں ید طولےٰ نظم فارسی و اردو کے سوا ہندی و بھاشا میں بدرجہ اعلیٰ سخن سنجی و سخن شناسی ہے ہر زبان میں حضور انور کا کلام قابل تقلید شعرا ر باکمال متصور ہوتا ہے ہنگام انعقاد مشاعرہ باوجود اجتماع شعرار و اساتذہ اہلِ فن حضور انور کا کلام بمصداق کلام الملوک، ملوک الکلام اپنا کمال ثابت کر دیتا ہے۔ فن سپاہ گری کا یہ عالم ہے کہ تھوڑے سے ہی زمانہ میں بے تعداد شیر شکار فرمائے۔ اور دیگر درندوں و چرندوں کا تو کیا ذکر ہے۔ رفاہ عام کی یہ کیفیت ہے کہ بصرف زر کثیر ایک جدید شفاخانہ موسوم بہ "سعادت ہسپتال" تعمیر کرایا ہے۔ جس کی شان و شوکت و عظمت و رفعت دیکھکر تندرست انسان بھی بحیلۂ بیماری چند روز وہاں بسر کرنے کو غنیمت شمار کرتا ہے۔ اسی طرح رود بناس کی طغیانی جو ابتدا ر آفرینش سے آج تک موجب حیرانی و پریشانی مسافران عالم تھی حضور انور نے ایک رقم خطیر کی منظوری فرما کر تعمیر پل کا کام جاری فرما دیا۔ اوس کا سنگ بنیاد ۳ اپریل ۱۹۳۴ء کو نصب فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال تمام مسافر دعار دولت حضوری میں مصروف رکھکر بآسانی عبور دریا کر سکیں گے۔ باوجود کثرت کار انتظامیہ ریاست و خیال رفاہ عام خلایق جب کسی قدر فرصت ہوتی ہے تو بجانب صید افگنی توجہ فرماتے ہیں۔ قادر اندازی کا یہ حال ہے کہ بفضلہ تعالےٰ کبھی نشانہ خطا ہی نہیں جاتا۔ اور ہر وقت و ہر حالت میں خندہ رو و کشادہ پیشانی رہنا یہ ایک عجیب بات خصوصیات حضوری میں داخل ہے علم و سخاوت و شجاعت خداترسی غربا پروری قدردانی علمار اتباع شریعت وغیرہ وغیرہ اکثر صفات حسنہ میں اپنے جد بزرگوار جنت آشیان حضور وزیر الدولہ وزیر الملک رحمۃ اللہ علیہ کے نظیر برحق و جانشین مطلق ہیں اللہ تعالےٰ ہمیشہ حضور پرنور کو روز افزوں عزت و اقبال و

سعادت و اجلال کے ساتھ تمام رعایا پر سایہ گستر رکھے امین - دربار جشن عطا رخطاب از گورنمنٹ عالیہ پر خاکسار نے جو قطعہ دعائیہ پیش کیا اور مقبول فرمایا گیا اوس کی نقل یہاں درج کرنا خالی از لطف نہیں ہی

(قطعہ دعائیہ ہنگام انعقاد دربار ورود خطاب جی سی آئی ای)

سلطان جہاں ذات ترا اُو تحف یافت ۔ فرمود خطابے کہ خطاب از تو شرف یافت

طغرائے جہانداری و اقبال و سعادت ۔ بخشید کہ ہمپایہ شاہان سلف یافت

اے طبع کریم تو ہمہ قلزم عالم ۔ اندر کف سنعام تو یک کفچہ کف یافت

بر داشت شہا دست دعا چون سوئے داور ۔ از بحر اجابت دُرِ مقصود بکف یافت

دیگر قطعہ دعائیہ و ثنائیہ ہنگام عقد جشن عید الفطر

میدار د رجیہ تابش صد اختر آفتاب ۔ با کوکبت نگشتہ مگر ہمسر آفتاب

ہاں کوکبت مبارک و طرار و شوخ و شنگ ۔ وز عرصہ سپہر بریں اژ در آفتاب

گر دست ہمقرانی رویت زند قمر ۔ گردد برائے سوختنش مجمر آفتاب

دستت گہرفشان و گہر ریز و خوش گہر ۔ کے می شود مقابل یک گوہر آفتاب

مہر جہان نواز ترا ذرہ قمر ۔ قہر فلک گداز ترا اخگر آفتاب

تا خوبی رخ تو نویسد و بہر چہرخ ۔ بر صفحہ زمانہ کشد مسطر آفتاب

اے ارتفاع تیغ تو صد اوج آسمان ۔ وی مشرب کمیت تو یک فرغر آفتاب

آراید آب تیغ تو بے آب روئے ماہ ۔ سوزد نگاہ قہر تو بے آور آفتاب

گفتم کہ سایہ قدش ماہ پر ضیا ۔ ذلہ ربائے روشنی افسر آفتاب

آشفت طبع و گفت کہ اے دور تر ز عقل ۔ ہمپایہ کے شود مہ و کے ہمسر آفتاب

عید الفطر مبارک و صد جشن ہمچو عید ۔ از سلک نجم نذر کند زیور آفتاب

تا ثابت است سیر کواکب بریں نمط ۔ از باختر نمودہ مہ از خاور آفتاب

باشی بجاہ و حشمت و فیض آں چنانکہ باد ۔ دست گہرنشان ترا گوہر آفتاب

بھر کمال دولت و اقبال و جاہ و مال ٭ مثل سہا دعائے کند اکثر آفتاب

باد ا مدام مدحت ممدوح مشتہر

تا دایر است بر فلک احقر آفتاب

اب یہاں سے اصل مدعا تحریر ہے کہ بتاریخ سعید ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ ہجری نبوی۔ عالی جناب نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم و مغفور نے ولادت فرمائے اور حسب تجویز جد بزرگوار خود حضرت وزیرالدولہ جو اوس وقت فرمانروائے ریاست تھے محمد عبدالوہاب خاں نام رکھا گیا اور اوس کی بابت عظیم الشان دربار و جلسہ مسرت منعقد ہو کر علماء و فضلا و غربا و مساکین کو بہت کچھ زر نقد و شیرینی وغیرہ تقسیم کی گئی اور شریف النسب صحیح المزاج عالی خاندان کی دایہ کے سپرد فرمائے گئے اور جس طریقہ سے شاہزادگان کی پرورش ہوتی ہے آپ پرورش پاتے رہے۔ ۱۲۷۶ھ ہجری میں بڑی بڑی دہوم دھام سے رسم بسملہ کی تکمیل ہوئی اور اعلیٰ درجہ کے علماء باعمل کو تعلیم و اتالیقی پر مقرر فرمایا گیا۔ لقولے

بالائے سرش ز ہوشمندی ٭ می تافت ستارۂ بلندی

بہت تھوڑے زمانہ میں مرحوم نے قرآن کریم کے حفظ کی سعادت حاصل کر لی اور علم تجوید میں ایسا کمال پیدا کیا کہ خطاب قاری بیشگاہ حضوری سے حاصل ہو گیا۔ اب علوم رسمیہ کی طرف توجہ معطوف کی گئی صرف و نحو و ادب و انشا وغیرہ میں مشغول رہنے لگے۔ ہنوز یہ علوم زیر درس تھے کہ بعمر نہ سالگی جد بزرگوار حضور وزیرالدولہ بہادر جنت آرام گاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حضور یمین الدولہ بہادر جناب کے والد ماجد مسند آرائے حکومت ہوئے اگرچہ سایہ عاطفت جدی سر سے اوٹھ گیا مگر ظل عاطفت پدری میں اوسی طرح ناز و نعمت کے ساتھ پرورش پاتے اور اکتساب علوم فرماتے رہے یہاں تک کہ تمام ابتدائی علوم سے چند روز میں فراغ خاطر حاصل ہو گیا اور اوس وقت ایک اعلیٰ اور مستعد طالب علم کی حیثیت سے آپ علم دینیات کی طرف متوجہ ہوئے تھے کہ ۲۳ شعبان ۱۲۸۳ھ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء میں حضور یمین الدولہ بہادر نے بوجہ ناسازگاری زمانہ ترک حکومت فرمائی۔ اوس وقت ممدوح کی عمر تقریباً

بارہ سال کی تھی اسواسطے حضور کے پاس رہکر تمام علوم منقول ومعقول کا اکتساب فرمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت
قلیل عرصہ میں فارغ التحصیل ہو کر باعث فرحت ومسرت حضرت سید یمین الدولہ بہادر ہوگئی حضور کے اساتذہ
گرامی کی مفصل کیفیت کسی کتاب تاریخ میں درج ہوگی ۔ مگر دستیاب نہیں ہوئی البتہ چونکہ یہ خاکسار بھی
اوس زمانہ میں بہمراہی جدامجد خود مولانا مولوی سید نجف علیخاں تاج العلما قلزم علوم حضور یمین الدولہ
کی خدمت میں طالب علمانہ حاضر رہتا تھا اس واسطے اس قدر یاد ہے کہ تکمیل حدیث ابوالمجتبی مولوی سید عبدالرحمن
صاحب مرحوم سے جو اوس زمانہ میں امام مسجد حضوری تھے کیگئی ۔ اور جب ممدوح نے مشکواۃ شریف کا آغاز
کیا تو حضور یمین الدولہ بہادر نے کتاب مشکواۃ آپ ہی کی تعلیم کے واسطے مطبع علوی خانی میں طبع کرائی اور
باعث طبع میں ممدوح کا اسم گرامی درج ہے چنانچہ خاکسار نے بھی اوسی مشکواۃ مطبوعہ میں درس حاصل کیا
ہے اور اس وقت بھی موجود ہے اور جب ممدوح کو قرأت بخاری شریف کی نوبت آئی تو حضور یمین الدولہ
بہادر نے تیسیر القاری شرح صحیح بخاری معہ شرح شیخ الاسلام طبع کرائی جس کی جلدیں بہت کچھ اس خوشی
میں تقسیم ہوئیں ۔ اور اب بھی توشیخانہ حضوری وکتب خانہ سعیدیہ میں موجود ہیں اور چھ جلد میں وہ کتاب
مکمل طبع ہوئی خاکسار کو بھی عطا کی گئی تھی ۔ جو اب تک موجود ہے ۔ علم ادب میں دیوان امرالقیس وغیرہ
ابتدائے کتب ادب مولوی محمد حسن صاحب مرحوم سکنہ فیض آباد عرف مولوی چھٹنی جو معتمدین خاص حضوری
میں تھے تحصیل فرمائیں ۔ اور دیوان متنبی ومقامات حریری حضرت تاج العلما مرحوم سے پڑھیں غرض اس
طرح حدیث وتفسیر ادب وانشا کی تکمیل فرماتے علم فقہ غالباً مولوی امام الدین صاحب مرحوم جو رفیقان
حضوری میں سے حاضر خدمت وناظم شرع شریف تھے تحصیل فرمایا ہوگا ۔ کیونکہ اوس وقت وہ علم فقہ میں
کامل ومشہور عالم تھے ۔ جب ممدوح تمام علوم سے فارغ التحصیل ہوگئے ۔ تو باصرار حضور پرنور امین الدولہ
وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی ایس آئی، جی سی آئی اے
رحمتہ اللہ علیہ کے مختلف عہدہ ہائے ریاست پر خدمات کو انجام دینا منظور کیا چنانچہ اول ناظم شرع شریف
سنہ ۱۳۰۱ ہجری تک تقریباً چھ سال اس عہدہ پر رہے زاں بعد جرنیل فوج ہوئے ۔ تین سال تک فوج
کا بخوبی انتظام فرمایا ۔ چنانچہ بعد ملاحظہ حسن کارکردگی حضور انور نے سنہ ۱۹ ء میں عہدہ نیابت ریاست دوایس

پریذیڈنٹی پر سرفراز فرمایا اور اس عہدہ پر جب تک یہ عہدہ قایم رہا بالاستقلال کام انجام دیتے
رہے اوس کے بعد ۱۹۰۸ء میں ممبر جوڈیشل مقرر کیئے گئے۔ کئی سال اوسپر کام کرکے ممبر
فنانشل فرمائے گئے اور آخر وقت وصال تک اوسی عہدہ پر قایم رہے اور نہایت حزم و اہتمام سے
اوسکو انجام دیا۔ جس سے ہمیشہ حضور پر نور و حکام گورنمنٹ عالیہ بہت خوش رہے۔ اور تمام رعایا
شکر گزار دعاگو و مدح خوان رہے۔ علمی کارناموں میں ممدوح کے مشکوٰۃ شریف اور تیسیر القاری
تا قیام قیامت شاہد عادل ہیں۔ اور ان کے سوا بھی چند کتب درسیہ کے حواشی و شروح
ممدوح کے ایماء سے علمار روزگار نے تحریر کیں جن میں سے بعض شائع ہوگئیں۔ اور بعض قلمی موجود
ہیں۔ نیز ممدوح سررشتہ تعلیم یونیورسٹی پنجاب کے فیلو قرار دئے گئے۔ اور جماعت ہائے منشی،
و منشی عالم، و فاضل کے امتحانات ممدوح کے اعتماد اور قوت انتظامیہ کے بھروسے پر یہیں ہونے
لگے۔ اوس زمانہ میں یہ خاکسار بھی بخدمت پروفیسری علوم مشرقی دربار ہائے اسکول ٹونک کے
مدرسوں میں منسلک تھا یونیورسٹی سے پرچے سوالات کے یہیں آجاتے تھے۔ اور ممدوح کی زیر نگرانی
جوابات تحریر کیئے جاکر سر بمہر واپس بھیجدیئے جاتے تھے۔ اور اون کے نتائج یہاں آنے پر طالبان
علم کو مژدہ کامیابی و سندات نیک نامی عطا فرمائے جاتی تھیں۔ طلبار کو سفر دور دراز سے
بالکل بے فکری تھی۔ اکثر کتب درسیہ مذہبی ممدوح نے جیب خاص سے بصرف زر کثیر خرید کر
جمع کی تھیں جو طلبار علوم مذہبی کو ہدیۃً بھی عطا فرمائی جاتی تھیں۔ اور مستعار بھی دی جاتی تھیں۔ چنانچہ
سنہ ۱۳۱۰ ہجری میں خاکسار نے علاوہ صحیحین شریفین کے ہر چہار صحاح اربعہ کی تکمیل ممدوح کے
کتب خانہ سے کی تھی۔ اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ مولوی سید عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جن سے
صحاح ستہ کی قرات کی سند مجھکو حاصل ہے وہی حضرت ممدوح کے شیخ الحدیث تھے ان ہی
وجوہ سے مجھکو موصوف کی سوانحعمری تحریر کرنے کا مزید استحقاق بھی ہے۔ غالباً اسی واسطے عالی
جناب خان بہادر قسیم الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبدالتواب خان صاحب بہادر سالار جنگ
ممبر سوم اسٹیٹ کونسل ٹونک راج خلف دویمی حضرت نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ

قاری مولوی محمد عبدالوہاب خان صاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم دام حشمتہ نے مجھکو اس خدمت کے انصرام کا ایما فرمایا ان کا مفصل ذکر عنقریب بذکر سلسلہ اولاد و احفاد ممدوح موصوف معرض تحریر میں آئے گا۔ عبادات و مشاغل وغیرہ کی یہ کیفیت تھی کہ تمام مکتوبہ بوقت مقررہ پر نہایت خشوع و خضوع سے ادا فرماتے اور کثرت سے نوافل و تعقیبات الصلواۃ میں مشغول و موظف رہتے باآنکہ ایک دفعہ بہمراہی حضور یمین الدولہ بہادر فریضۂ حج سے سبکدوش ہو چکے تھے تاہم دوبارہ ذاتی مصارف سے معہ چند اہل و عیال و رفقا و خدمت گزاران باوفا کے حج اور زیارت عتبات عالیات کا شرف حاصل کیا جیسا کہ ممدوح کے روزنامچہ سفر میں مفصل درج ہے وہ جملہ عازمان سفر حج کے واسطے ہدایت نامہ بلکہ مشعل راہ سفر ہے اسی کتاب میں اوس کی نقل درج کی جاتی ہے واپسی حج سے آخر وقت تک ہمیشہ کثرت سے عبادات میں شب و روز بسر فرماتے تھے اللہ تعالئے جزائے خیر عطا فرمائے مشاغل تفریحی میں بھی بسا اوقات تذکرہ حدیث و روایات وغیرہ رہا کرتا۔ باوجودیکہ شکار کی جانب بہت کم توجہ تھی تاہم بندوق میں قادر اندازی کا کمال تھا اور سانبر و ہرن وغیرہ کا شکار تو معمولی بات تھی دو چار شیر بھی شکار فرمائے تھے۔

اخلاق حمیدہ تواضع و انکساری کی یہ حالت تھی کہ نمک خواران قدیم و جدید و رفقا و خدمت گزاران خاص کے علاوہ تمام حاضر باشان محفل خلد مشاکل سے نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے اور کسیطرح اظہار خشونت و ردگرانی کو پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ اگر مستغیث بھی کچھ عرض معروض کرتا تو بہت توجہ سے اصغا فرماتے اور دلجوئی کے ساتھ اوس کو مطمئن و شادکام کر کے رخصت فرماتے تھے۔ ہر دل عزیزی کا یہ عالم تھا کہ علاوہ صاحبان غرضکہ صدہا معززین و علما محض ملاقات و سلام کو حاضر ہوتے تھے اور ممدوح ہر ایک سے علے قدر لیاقت حسن اخلاق سے پیش آتے۔ کبھی کوئی شخص شکستہ خاطر و آزردہ دل ہو کر واپس نہیں آتا عام مخلوق شکر گزار و دعا گو رہتی تھی۔ اعزا و اقربا کے ساتھ صلہ رحم کو ہمیشہ ملحوظ و مرعی رکھتے اولاد و احفاد کی تعلیم و تربیت میں کس قدر دلچسپی تھی آئندہ ذکر تاہل و تمدن میں تحریر ہوگا گویا تہذیب و شایستگی کے زندہ تصویر تھے۔ آپ کی تسخیر و نیک نیتی

کا یہ ایک ادنی نمونہ تھا کہ ہمیشہ ریاست کی خیرخواہی وخیراندیشی کے علاوہ تمام اون لایق و مستحق لوگوں کی جن کی پرورش وسلوک موجب فلاح دارین ہے ریاست سے بھی پرورش فرماتے اور ذاتی جیب خرچ سے اس قدر عنایت و ایثار مدنظر تھا کہ اکثر اوقات کل موجودہ تحویل دست خرچ صرف فرمانے کے بعد بھی وہی دست سخاوت کشادہ رکھتے تھے۔ گاہے گاہے بہ سبب ختم زر تحویل حوالگی منگوا کر بھی مستحقوں کی پرورش فرماتے اور اوس زیر باری کو بخوشی گوارا کرتے تھے اور جن لوگوں کو اون سے عرض معروض کرنے کا موقعہ ملا ہے وہ تہ دل سے مداح ہیں۔ ہمیشہ کشادہ و خندہ پیشانی سے بات چیت کرتے ایسا معلوم ہوتا کہ گویا ہنگام تکلم ہنس رہے ہیں۔ اور منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں کبھی کوئی شخص عدم توجہی یا ناکامی کا شاکی نہیں گیا۔ ہمیشہ اہل عرض و معروض یا احباب صحبت کامیاب وشادکام گئے ہیں جو آج تک بحسرت و اندوہ ممدوح مرحوم کو یاد کرتے ہیں۔ اگر اتفاقاً کوئی اون سے سختی سے بات کرتا تو بھی بہت نرمی سے جواب دیتے تھے۔ اکثر مواقع پر جب خدمت گار و پیش خدمت وغیرہ سو جاتے یا آرام میں ہوتے تو آپ باقتضاء اخلاق کریمانہ اون کو نہ اوٹھاتے اور خود اپنے دست مبارک سے وہ کام انجام دیتے۔ اور اپنی ذاتی زندگی بہت معمولی اور سادہ طور پر بسر فرماتے تھے کبھی اظہار ثروت و مکنت کا خیال بھی دل میں نہ لاتے تھے۔ اور نماز و روزہ وغیرہ امور مذہبی کی بہت سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ تادم آخیر اس پابندی پر قایم رہے خداوند عالم اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ضمیمہ اشاعت علوم

چونکہ عالیجناب معلے القاب نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ حاجی مولوی قاری محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر صفدر جنگ جنت آشیانی کے علمی یادگار میں سب سے زیادہ مفید خیرات جاریات میں تا قیام قیامت موجب اجر عظیم و صلہ جسیم طبع و اشاعت کتاب مستطاب تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ہے اسواسطے اجمالاً اوس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جملہ علمار اہل اسلام نے اس امر پر اتفاق

کیا ہے کہ قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح و مفید صحیح بخاری ہے چنانچہ اصول میں درج ہے
کہ (اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری) لیکن جس طرح یہ کتاب بوجہ اپنی صحت و خوبی ترتیب
مضامین و خوش اسلوبی ابواب و تہذیب تالیف لاجواب ہے اسیطرح اس کے انہام و تفہیم
درس و تعلیم میں علمار کرام کو سخت مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ بعد کمال تحقیق و تدقیق و توفیق و تطبیق
اصل مدعا حاصل کرسکیں اسواسطے محدثین عظام نے بڑی بڑی جان گاہی و عرق ریزی سے شرحین
کیں۔ جزاھم اللہ عن المسلمین خیر الجزا لیکن طلبار علوم دینی کو صرف بخاری شریف کا میسر آنا دشوار
تھا۔ چہ جائیکہ شروح و اسمار الرجال وغیرہ پس آفرین صد آفرین، اوس ذات گرامی صفات رفیع
الدرجات علی الشان رفیع المکان جنت آشیان کو جس نے اپنی عالی ہمتی و ایثار نفسی سے اس مشکل
کام کو اپنے ذمہ لیکر تمام مسلمین خصوصاً محدثین وارث علم حضرت خیر المرسلین صلواۃ اللہ علیہ و آلہ واصحابہ
اجمعین پر احسان عظیم فرمایا اب اس مجموعہ کی خوبی ملاحظہ ہو کہ ایک شرح تیسیر القاری تو متن کتاب میں
جو مولانا شیخ عبد الحق صاحب امام المحدثین کی عمدہ تالیفات سے ہے۔ دوسری شرح شیخ الاسلام
مولانا نور الحق صاحب محدث دہلوی خلف الرشید مولانا عبد الحق صاحب محدث دہلوی کی حاشیہ
پر تیسری تشریح و تصحیح ملا محمد احسن ملقب بہ حافظ دراز پشاوری کی چوتھی کتاب اسمار الرجال
مولفہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی رحمہم اللہ تعالےٰ رحماً واسعاً۔ اس طرح یہ ایک کتاب
جملہ کتب ضروریہ حل مشکلات بخاری کا مجموعہ ہے جس کو یہ ایک کتاب میسر آئی اوس نے تمام
شروح و تنقیدات احادیث سے فرصت پائی فالحمد للہ علےٰ ذلک اوس پر طرہ یہ کہ صدہا جلدیں خالصاً
لوجہ اللہ الکریم تقسیم کی گئیں اور فقیر حقیر نامہ نگار کو بھی عطا ہوئی جو اس وقت بطور یادگار موجود ہے
اس قدر تقسیم ہوئیں کہ شاید مرحوم و مغفور کے کتب خانہ متروکہ میں بھی ہو یا نہو، پھر اس حسن
نیت کو دیکھو کہ اوس کی طبع و اشاعت کے اسباب بھی حسب دلخواہ مہیا ہو گئے یعنی مطبع علوی
علی بخش خان لکھنوی اور اوس کے کارپرداز جن کی وجہ سے نہایت خوشخط نہایت صحیح اور عجیب
دیدہ زیب اور کلاں تقطیع میں کمل چھ جلد دن میں ختم ہوئی ہے۔ چونکہ اوس کا صفحہ اول جس کو

ٹائیٹل پیج کہتے ہیں قابل دید ہے اس واسطے اوس کی نقل بجنسہ اس میں شامل
کئے جانا خالی از لطف نہیں خداوند عالم ممدوح مرحوم و مغفور کو جزائے
خیر میں جوار رحمت خاص میں جگہ دے اور اون کے جانشینوں
کو عزت و اقبال کے ساتھ سلامت رکھکر توفیق
خیر عطا فرمائے۔

آمین

جناب ممدوح موصوف الصدر کا نسب نامہ اس طرح واقع ہوا ہے کہ صاحبزادہ محمد عبد التواب خان صاحب بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد الوہاب خان صاحب بہادر ابن یمین الدولہ نواب محمد علیخاں صاحب بہادر صولت جنگ جنت مکان ابن نواب وزیر الدولہ عرش آشیانی ابن اعلیٰ حضرت نواب امیر الدولہ شمشیر جنگ فردوس منزل مورث اعلیٰ و بانی ریاست ٹونک رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ۔

احسن الکتب کتاب الله و احسن الهدی هدی محمد صلی الله علیه وسلم
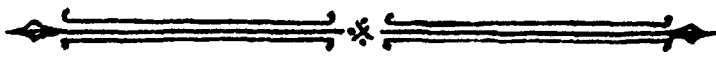
سپاس و ستایش جناب باری بر طبع مجموعه شروح صحیح بخاری مفید هر سامع و قاری

متن اعنی در

تیسیر القاری شرح صحیح البخاری

جلد اول

تصحیح و تنقیح فاضل لوذعی عالم المعی مولوی سید معشوق علی سلمه الله الولی

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکهنو طبع گردید

اوسی زمانہ میں نیابت میں خاکسار نے ایک قطعہ دُعائیہ صنعت توشیح شطرنج میں اس طرح کا تصنیف کرکے پیش کیا تھا۔ کہ اگر بساط شطرنج پہ ہر خانہ میں ایک ایک مصرعہ لکھدیا جائے تو خواہ کسی مہرہ کی رفتار سے چلا جائے۔ لفظ جناب عالی برآمد ہو اوس کو ملاحظہ فرماکر بہت محظوظ ہوئے تھے۔ وہ قطعہ بیادگار ممدوح مرحوم درج کیا جاتا ہے۔ گذشتہ حالات سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ محمد عبدالوہاب خاں صاحب بہادر صفدر جنگ سے والیان ریاست میں سے تین فرمان روایان ماسلف یعنی ممدوح کے بڑے بھائی حضور امین الدولہ اور والد حضور یمین الدولہ اور جد بزرگوار حضور وزیر الدولہ ہمیشہ خوش وخرم رہے اور ہر عہد وزمانہ میں آپ مورد الطاف واکرام مسند نشینان حکومت وسلطنت قرار پائے اگر عمر وفا کرتی تو یقیناً آج بھی مصدر لطف وکرم صاحب عزت واقبال فرماں روائے حال دام اقبالہ کے ہوتے۔

قطعہ در صفت توشیح شطرنج پیشکردہ بخدمت حضرت صفدر جنگ مرحوم

جان آفریں در جسمہا داد عقل نور زا ٭ جائز نباشد پس بما خبر یاد حق بودن سکیر
جودش شدہ رحمت فزا خورشید نور اہتدا ٭ جادادہ پیں بہر دراجو راافگناں شاہ ووزیر
نواب شاہ باحشم نائب چو آصف باکرم ٭ نازی ازو تیغ وقلم نامی ازو تاج وسریر
نظم جہاں رادمبدم نازش زنسبت ہاقرم ٭ نازاں باو دہر محتشم نالاں ازو دزد وشریر
اے رنج شدہ اسپ عدو از شاطر فرزین تو ٭ از نور رخ عالم نکو انور بساط چرخ پیر
اے شاہ را از ذات تو اکرام قایم چارسو ٭ اندر مہمات آبرو از رایت ای اعظم وزیر
بحر کرم فخر زمن بذل وسخا را جان وتن ٭ بر ہم زن صداہرمن باز دئے دولت را نصیر
بہر خدائے ذوالمنن بارے نگہ بر من فگن ٭ باشد کہ کار آید زمن باشی چو ہر دم دستگیر
عالی ہمم والاگہر عدل مجسم سربسر ٭ عین سخاوت بی ثمر عذب بیانت دل پذیر
عالم زآثار دخیر عالی بحکم دادگر ٭ عزم خبر بیت راگر عظمت محیط وجائے گیر

اے کوکب برج علا اے گوہر درج صفا ؛ اے ماحی جور و جفا اے حامی برنا و پیر
ایں بندۂ مدحت گرا از دور چرخ بے وفا ؛ آشفتہ گشت و پر عنا اندر نہایت شد ستیر
لب ولباب عقل و دیں لطف خدائے بالیقیں ؛ لاریب در اہل زمیں لایق ثنائے اے امیر
لبہات عین انگبیں لفظت شکر بارد ہمیں ؛ لازم کہ گویند آفریں لطف ترا برنا و پیر
یا خالق ارض و سما یا مالک ہر دو سرا ؛ یا واسع رزق و عطا یاری نما و دستگیر

یارب شہا صبح و مسا یادش کند اندر دعا
یاور شود بخت رسا یاری کند رب قدیر
آمین
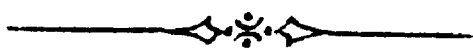
بعد ختم تحریر مختصراً حالات و واقعات واقعیہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
منجملہ سندات حسن کارروائی و حصول خوشنودی مزاج اقدس
واشرف حضور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ
محمد ابراہیم علیخاں صاحب بہادر صولت جنگ
جی سی ای آئی سابق والئے ریاست ٹونک
مرحوم و مغفور کے چند سندات
کے نقول کہ موجب
اعزاز
کتاب ہذا میں درج کئے جائیں۔ وھوھٰذا

نقل پروانہ حضور انور دام اقبالہٗ امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علی خانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای والئے ریاست ٹونک ۔

موسومہ صاحبزادہ محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر

برادر عزیز القدر سعادت نشان بدل عزیز وافر تمیز صاحبزادہ عبدالوہاب خاں طال عمرہٗ

بعد دعوات وافیات مطالعہ نمایند ور نیولا بحکمہ تعالٰے براہ مزید قدردانی وعنایت وبہ دید وفور اتقا و علمیت کے آں عزیز القدر کو بعہدہ ناظم محکمہ شریعت غرا مقرر و معزز فرمایا گیا قلمی ہوتا ہے کہ اس خدمت کو بکمال حزم وانبساط وامانت و دیانت انجام کو پہونچاتے رہو اور مقدمات متعلقہ شریعت غرہ برحسب مقتضائے انصاف و عدالت بلا رورعایت اصل فیصل کرو اور بساعی جمعہ باظہار حسن کارگذاری متوقع خوشنودی خاطر اقدس ما بدولت رہو فقط المرقوم بتاریخ چہارم ربیع الاول ۱۳۰۷ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۸۹ء بموجب حکم حضور پر نور دام اقبالہٗ زبانی افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ سی ایس آئی نائب الریاست ووائس پریذیڈنٹ کونسل ۔

بقلم حافظ محمد یوسف عفی عنہ میر منشی
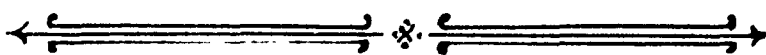
قراءۃ	سماعت
محمد ظہور الدین ۔	محمد وزیر علی

نقل پروانہ حضور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی دام اقبالہٗ والئے ریاست ٹونک۔

موسومہ صاحبزادہ محمد عبد الوہاب خاں ناظم عدالت شرعشریف

برادر عزیز القدر سعادت نشان بدل عزیز دار تمیز صاحبزادہ عبد الوہاب خاں ناظم محکمہ شرلعیت طال عمرہٗ۔

ابعد سلام مسنون واضح باد۔ چونکہ حضور ما بدولت عنقریب واسطے قدمبوسی جناب فیضمآب حضرت قبلہ وکعبہ حضرت والد ماجد مدظلہٗ العالی بنارس تشریف فرما ہونیوالے ہیں لہذا مناسب ہے کہ بفور ورود پروانہ ہذا کار متعلقہ محکمہ شرلعیت باطلاع محمد نجف خاں ممبر صیغہ جوڈیشل مفتیان محکمہ کو اور کار انحپارجی محکمہ مال نظامت تحصیل کا تفویض پیشکار کرکے اپنے تئیں جلد برق مرتبہ رس حاضر حضور کرو۔

فقط المرقوم بتاریخ پنجم ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۷ھ م ۲۴ فروری سنہ ۱۸۹۰ء
بموجب حکم حضور پرنور دام اقبالہٗ شاہنشہٗ بقلم محمد زماں خاں مقام سرونج
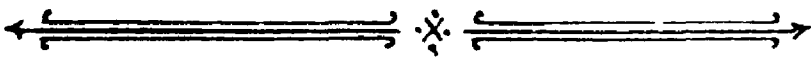
نقل پروانہ حضور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای دام اقبالہٗ والئے ریاست ٹونک ۔

برادر عزیز القدر سعادت نشان بدلعز یز و افر تمیز صاحبزادہ محمد عبدالوہاب خاں ناظم محکمہ شریعت عزہ حفظ اللہ تعالےٰ

بعد سلام مسنون واضح باد ۔ جس روز سے کہ حضور انور نے تمکو بکار نظامت محکمہ شریعت عزا مامور فرمایا ہے اوس روز سے تا ایندم حضور پر نور نے تمہاری کارگزاری کو ملاحظہ فرمائی مثلاً درستی اشال و ترتیب دفتر و فیصلہ مقدمات و تصفیہ مقدمات وغیرہ یہ سب کارروائی تمہاری قابل اطمینان و پسند خاطر اقدس حضور ما بدولت و اقبال ہے تم نے بمقابلہ کار سرکاری کے اپنے ذاتی کاموں کی پروا نہیں کی اور خدمت سرکاری کو اس طرح انجام دیا کہ اپنے گھر کے ذاتی کاموں سے بہی بڑھکر تم نے خیال کیا ۔ انتظام محکمہ شریعت میں بعض نقص عائد حال تھے وہ تمہاری پوری کوشش سے رفع ہوئی اور انصاف رسانی مستغیثان و دادخواہاں متعلقہ شریعت میں تم نے کسی کی رعایت نہیں کی اور برخلاف فیصلہ سابق مقدمات بھی بہت جلد جلد تم نے فیصل کئے اور مستغیثوں کو انتظار کی تکلیف اوٹھانی نہ پڑی علاوہ ازیں دیگر کارہائے ریاست مثل انچارجی نظامت پرگنہ ٹونک و نظامت فوجداری کا کام بھی تم نے وقت ماسوائے اپنے کے بحسن شائستگی انجام کو پہونچایا یہ امور تمہاری حسن کارگذاری کی شاہد حال ہیں اور یقین ہے کہ جو دیگر کارہائے ریاست تم سے لئے جاویں تم اون کو اچھی طرح سے انجام دے سکتے ہو بنا رعلیہ طبع اقدس حضور ما بدولت تم سے نہایت رضامند و خوشنود ہے اور یہ پروانہ خوشنودی مزاج کا عطا فرمایا جاتا ہے یقین ہے جس طرح کہ اب اپنا فرض بشائستگی انجام دیتے ہو اور بھی زیادہ تر بحسن شائستگی انجام کو پہونچاؤ گے ۔ مرقومہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۰ء م ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۸ھ بموجب حکم حضور پر نور دام اقبالہٗ مشاہتہٗ بقلم محمد یوسف میر منشی ۔

قراۃ	سماعت
محمد ظہور الدین ۔	محمد وزیر علی

⟵ ※ ⟶

کتاب ۱۴۰ اسناد منشی خانہ

نقل پروانہ حضور انور دام اقبالہٗ امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای والئے ریاست ٹونک ۔

موسومہ صاحبزادہ محمد عبد الوہاب خان بہادر

برادر بجان برابر عزیز القدر سعادت نشان بدلعزیز وافر تمیز نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ عبد الوہاب خان بہادر صفدر جنگ ناظم شرعشریف طال عمرہٗ ۔

بعد دعوات واتیات مطالعہ نمایند ۔ تم نے روز تقرری سے بعہدہ نظامت بعدالت شرعشریف کار متعلقہ اپنے کو نہایت مستعدی و ہوشیاری سے نظر باحقاق حق انجام دے کر اپنی کارروائی مستعدانہ و انصافانہ سے ہمیشہ طبیعت فیض طویت حضور ما بدولت کو خوش و رضامند رکھا ۔ لہذا بپاداش کارکردگی و ہوشیاری بجائے اشرف الامرا عمدۃ الملک صاحبزادہ احمد یار خاں صاحب بہادر فتح جنگ ممبر صیغہ فوج بعہدہ جرنیلی و ممبری فوج تم کو مامور و مقرر فرمایا گیا ۔ چاہئیے کہ صاحبزادہ احمد یار خانصاحب بہادر فتح جنگ سے چارج ممبری فوج و جرنیلی حسب سررشتہ لیکر کار سرکار متعلقہ اپنے کو بہ مستعدی و ہوشیاری انجام دیتے رہو اور تعداد مشاہرہ خدمت مفوضہ سے عقب میں اطلاع دی جاوے گی

فقط المرقوم یکم جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ہجری مطابق ۱۹ ستمبر ۱۸۹۸ء

بموجب حکم حضور انور دام اقبالہٗ مشافہتہً ۔ بقلم فیض احمد اہلمد دفتر انشا حضوری دربار ٹونک ۔ دستخط صاحبزادہ صاحب بہادر نائب الریاست ۔

قراہ — سماعت

محمد ظہور الدین ۔ محمد وزیر علی

ذکر تاہل و اولاد و الاتبار

جناب نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ قاری و حاجی مولوی محمد عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم نے اول جنابہ رحمانی بیگم ملقب قمر الزمانی بیگم صاحبہ دختر بلند اختر صاحبزادہ احمد یار خان صاحب بہادر مرحوم متخلص بہ آنی سے عقد نکاح فرمایا تو بفضلہ تعالےٰ اون سے دو صاحبزادے اور چار دختران بلند اختر عالم وجود میں آئے پہلے صاحبزادہ محمد عبدالوحید خان صاحب بہادر بالقابہ دوسرے عالیجناب خان بہادر رستم الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبدالتواب خان صاحب بہادر سالار جنگ دام حشمتہٗ جو باعث تالیف کتاب ہذا ہیں اون ہی کے ذکر خیر سے مراد و مقصود نامہ نگار ہے زاں بعد جنابہ بیگم صاحبہ مرحومہ یعنی جنابہ قمر الزمانی بیگم صاحبہ نے بقضاء الٰہی ۱۳۰۰ھ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہا غفر اللہ لہا دوسری عقد نکاح سے جو مسماۃ سعیدہ بیگم صاحبہ سے جو دختر نیک اختر صاحبزادہ محمود خاں صاحب بہادر تہور جنگ سے ہوا تھا ایک فرزند اور دو دختران عصمت نشان متولد ہوئے تھے منجملہ اون کے ایک صاحبزادہ اور ایک دختر عین حیات صاحبزادہ صاحب مرحوم میں انتقال کر گئے غرض اسطرح عالیجناب نجم الامرا مرحوم کی نسل ان صاحبزادگان عالیشان سے جاری ہوئی اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو تا قیام قیامت عزت و اقبال کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے آمین۔ جو لڑکا اپنے والد ماجد کے عین حیات انتقال کر گیا اوس کا نام عبدالباقی تھا اور اوس کا لڑکا جس کا نام عبدالمحی تھا اپنے جد بزرگوار کے سامنے ہی انتقال کر گیا تھا۔

اب مختصراً ذکر حالات جناب خان بہادر رستم الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبدالتواب خانصاحب بہادر سالار جنگ دام حشمتہ کا کیا جاتا ہے۔ آنجناب بتاریخ ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری ساعت سعید میں متولد ہوئے اور بزیر ظل عاطفت حضرت نجم الامرا والد ماجد خود تعلیم و تربیت پائی، تہذیب اخلاق و تزکیہ نفس و تحسین افعال میں۔ آپ اپنے والد ماجد مرحوم کے نقش قدم پر ہمیشہ چلتے رہنے کو پسند فرماتے ہیں۔ بلکہ مرحوم کے اخلاق و عادات کا نمونہ یا زندہ یادگار ہیں علوم اکتسابی میں دینیات کی کتب درسیہ کا

بعد ضرورت مطالعہ کیا ہے اور حدیث شریف میں مشکوٰۃ شریف جو جامع جملہ اقسام احادیث
ضروریہ و معتبر و مستند تمام فرقہ ہائے اسلام ہے۔ قرأۃً و سماعۃً آپ کے زیر درس رہی ہے چونکہ اوس
کی تکمیل دیگر جملہ کتب حدیث کے مطالعہ سے مستغنی کر سکتی ہے اسواسطے اوسپر اکتفا کیا گیا ہے
فارسی میں نہایت عمدہ استعداد ہے نظم و نثر فارسی و انشا پردازی میں سخن سنجی و سخن رسی کا مرتبہ
کمال حاصل ہے اسیطرح دریافت حقیقت مقدمات و تحریرات سررشتہ دیوانی و معاملہ فہمی و امور انتظامیہ
کی گرہ کشائی میں ید طولیٰ حاصل ہے اور باوجود کثرت کار متعلقہ عہدہ خود کہ تمام ریاست کے ایک صیغہ ہوم
ممبری کا کام محض آپ کی دانائی و دور اندیشی و جفاکشی پر منحصر ہے۔ مذاق علمی و شوق انکشاف بعض مسائل
دینی ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک ذی استعداد عالم یا دیندار مسلمان کا ہونا چاہیئے علماء کی صحبت کو
دل سے پسند فرماتے ہیں اور خاص کر مطالعہ علم تاریخ کا بہت شوق ہے اور اس علم کی بہت عمدہ
معلومات ہے۔ اور آپ کے اخلاق و تواضع و انکسار و سلوک محیرانہ سے ہر قسم کے اہل علم و
کمال آپ کی صحبت میں حاضر رہنے کو بہت غنیمت جانتے ہیں۔ خود خاکسار نامہ نگار کا تجربہ ہے کہ
جب کبھی گھڑی دو گھڑی جناب کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو مسائل مشکلہ کی گفتگو میں نہایت
مسرت و دلچسپی سے وہ وقت پورا ہوا نکتہ رسی کا یہ حال ہے کہ کوئی عالم چاہے جس قدر طول طویل تقریر
کرے آپ اوس کا خلاصہ مختصر بیان فرما کر ایسا ایراد کرتے ہیں۔ کہ مقرر و سامعین سب شگفتہ ہو جاتے
ہیں۔ آپ کی ہر صحبت میں اکثر اشخاص کو ضرور کچھ جدید معلومات حاصل ہوتی رہتی ہے۔ آپ کی ذات
گرامی اس وقت بہت غنیمت ہے آپ کی سلسلہ ملازمت و انجام دہی خدمات ہوئے مفوضہ سرکاری
کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد عالیجناب نجم الدولہ احتشام الملک صاحبزادہ قاری محمد عبداللہ خان
صاحب بہادر ظفر جنگ مرحوم برادر خورد حضور ہز ہائنس امین الدولہ وزیر الملک نواب سر محمد ابراہیم علیخان
صاحب بہادر صولت جنگ جی سی ایس آئی، جی سی آئی اے، فرمانروائے ریاست ٹونک جنت
آشیان کے حین حیات چند سال قبل از رحلت اونکے آپ سات سال تک اے ڈی سی حضور مرحوم رہے
اور پھر نو سال تک فوج کے اعلیٰ افسر یعنی جرنیل فوج رہے۔ آپ کی حسن کارگزاری و جانفشانی حقیقت رسی

دیکھکر حضور عالی نے عہدہ ممبری ہوم ڈیپارٹمنٹ پر معززو ممتاز فرمایا بفضلہ تعالےٰ اب بھی آپ اپنی
ادائے فرائض منصبی وخیر خواہی ریاست و دلجوئی رعایا میں ایک واحد وافسر بیمثال متصور ہوتے ہیں
۱۹۲۵ء میں ہز ہائنس نواب صاحب مرحوم نے آپ کی کارکردگی وحسن اسلوبی کام دیکھکر آپ کو
قمر الامراء مدبر الملک سالار جنگ کا اعلیٰ خطاب مرحمت فرمایا۔ اور ایک سال بعد پھر عطاء پروانہ خوشنودی
مزاج سے سرفرازی بخشی۔ چنانچہ ۱۹۲۱ء میں جب حضور انور نے آپ کو عہدہ افسری تمام افواج
ریاست پر یعنی جرنیل فوج کیا اوس وقت فوج کی حالت اصلاح طلب تھی۔ اور فتنہ و فساد کا زمانہ تھا
مگر آپ کے حسن تدبیر و انتظام سے بفضلہ تعالےٰ تھوڑی سی مدت میں بہت اچھا قابل تحسین واطمینان
بندوبست ہوگیا جس سے حضور انور بہت خوش ہوئے اور ۱۹۲۱ء کا سال بہت شور وشغف کا تھا
غداران ریاست نے اہل ٹونک کو خطرہ وہراس میں ڈال رکھا تھا جس سے امن عام میں بڑی خلش
واقع ہوگئی تھی خدا کے فضل سے وہ خلش رفع دفع ہوگئی اور ازسر نو اطمینان قایم ہوا۔

موجودہ ہز ہائنس حضور سعید الدولہ وزیر الملک نواب مولوی محمد سعادت علیخان صاحب بہادر
صولت جنگ جی سی آئی ای فرمان فرمائے ریاست ہذا دام اقبالہٗ واجلالہٗ کی روز افزوں عنایت و
مہربانی ہے اسی عہد میمنت مہد میں ادائیگی قرضہ ریاست کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اوس میں
انہی جناب قمر الامرا سالار جنگ کو حضور عالی نے پریذیڈنٹ قرار دیا تھا۔ جس کا نتیجہ بہت اچھا رہا اور
قرضہ کا تمام انتظام بخوبی ہوگیا۔ اس کارکردگی کے صلہ میں حضور پرنور نے ایک سند خوشنودی مزاج اقدس
کے عنایت فرمائی اور جنوری ۱۹۳۴ء میں گورنمنٹ عالیہ ہند کی طرف سے خان بہادر کا خطاب
عطا ہوا حقیقت میں ریاست اور رعایا دونوں کے خیر خواہ وہمدرد ہیں اور باوجود شباب آپ کی
معاملہ فہمی وحسن تدبیر پیرانہ تجربات سے بہتر و زیادہ ہے۔ بہ ہمت جوان و بہ تدبیر پیر۔ آپ کی کارنامہ
جات کی پیشانی ہے۔

آپ کو ہمیشہ سے امور انتظامیہ ریاست میں شرکت کا فخر حاصل رہا ہے چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء
دربار تاج پوشی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم انجہانی میں جو بمقام دہلی منعقد ہوا تھا اوس میں آپ ہمراہ حضور

پر نور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب سر حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای
جنت آرام گاہ دہلی تشریف لے گئے تھے اور علی ہذا القیاس ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں جب خود حضور
شہنشاہ ہند جارج پنجم دام ملکہم نے دہلی میں دربار منعقد فرمایا تھا تب بھی آپ ہمراہی حضور پر نور ممدوح الصدر
دہلی تشریف لے گئے تھے اور ان دونوں درباروں میں جناب کے والد ماجد صاحبزادہ محمد عبدالوہاب خان
صاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم بھی شریک ہوئے تھے اور جب لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر ویسرائے
کشور ہند نے حضور مرحوم و مغفور کو فروری ۱۹۱۳ء میں تمغہ جی سی ایس آئی عنایت فرمایا اوس موقعہ
پر بھی آپ ہمراہی حضور موصوف الصدر دہلی تشریف لے گئے تھے اور جب ۲ مارچ ۱۹۳۲ء کو حضور پر نور
سعید الدولہ وزیر الملک مولوی حافظ محمد سعادت علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای دام اقبالہ
کو لارڈ ویلنگڈن صاحب بہادر ویسرائے ہند نے بمقام دہلی تمغہ جی سی آئی ای عطا فرمایا تھا اوس موقعہ پر
آپ بھی ہمراہی حضور پر نور موجودہ فرمانروائے ریاست دام اقبالہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ غرض
اس طرح اکثر مواقع دربار و جشن ہائے ریاست و سلطنت پر آپ کو شرکت و معائنہ حالات کا موقع ملتا
رہا ہے۔ اور نہایت مسرت و شکر کا مقام ہے کہ حضور پر نور جناب نواب حافظ محمد سعادت علیخان صاحب بہادر
دام اقبالہ کی روز افزوں عنایت و توجہ ان صاحبزادہ محمد عبدالتواب خان صاحب بہادر ہوم ممبر کی طرف
مبذول و معطوف ہے منجملہ انواع و اقسام کرم ہائے خسروانہ کے ایک یہ مزید عنایت ہے کہ روسا رخاندانی
صاحبزادگان والاشان میں آپ کو خصوصیت کے ساتھ تعظیمی سردار مقرر فرمایا ہے۔

جناب ممدوح کی شادی اون کے ماموں صاحب صاحبزادہ محمد عبدالروف خان صاحب بہادر کی
دختر بلند اختر سرور جہاں بیگم سے ہوئی خدا کے فضل و کرم سے اون کے بطن سے دو اولاد نیک نہاد
ایک صاحبزادہ محمد عبدالمصور خاں صاحب عرف چھوٹو میاں اور ایک دختر نیک اختر مسماۃ ارجمند بانو متولد
ہوئے۔ صاحبزادہ عبدالمصور خاں صاحب بتاریخ یکم ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ ہجری کو عالم ظہور میں آئے اور اس
وقت تک بفضلہ تعالیٰ نہایت نیک چلنی و تہذیب اخلاق و درستی عادات کے ساتھ بظل عاطفت
حضرت والد صاحب خود بخیر و عافیت زندگی بسر کر رہے ہیں اور جس طرح کہ عام رئیس زادوں کو لہو و لعب

وغیرہ کا شوق ہوتا ہے آپ اوس سے بالکل بری بلکہ متنفر ہیں گاہے گاہے اوقات فرصت میں صید افگنی کا مشغلہ جاری رکھتے ہیں، اور اوس میں ایک درجہ کمال کا حاصل کیا ہے قادر اندازی و صید افگنی میں بہت مہارت ہے۔ بندوق بہت اچھی لگاتے ہیں چنانچہ علاوہ عام جانوران صحرائی کے دو شیر بھی شکار کئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ صاحب اولاد ہیں اور چند صاحبزادیاں متولد ہوئی ہیں منجملہ اون کے بڑی صاحبزادی مسماۃ مظفر جہاں بیگم زاد عمرہا اپنے جد بزرگوار جناب خان بہادر قمر الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبد التواب خان صاحب بہادر سالار جنگ کے پاس رہتی ہیں اور جناب اون پر بہت مہربانی و محبت رکھتے ہیں اور وہ بھی غایت درجہ مانوس ہیں خداوند تعالےٰ ان سب کو بزیر ظل عاطفت جناب قمر الامرا عزت و اقبال کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے اور دین و دنیا میں شادکام و فائز المرام رکھے، آمین ثم آمین۔

حضرت قمر الامرا کے ماموں صاحبزادہ عبد الرؤف خاں صاحب جو خسر بھی ہیں حضرت صاحبزادہ احمد یار خاں صاحب بہادر کے فرزند اور حضور امیر الدولہ بہادر جنت آرام گاہ کے پوتے ہیں۔ اور پرانے سرداران میں آپ بہت خوش اخلاق باوضع سردار ہیں۔ اور آپ سے کسی کو تکلیف یا رنج نہیں پہونچا صرف شکار کا شوق ہے۔ اکثر زمانہ فرصت اس مشغلہ میں بسر فرماتے ہیں۔ اور صاحب تقوی و طہارت ہیں اور نماز روزہ وغیرہ فرائض کو باحتیاط تمام وقت پر ادا فرماتے ہیں، اور چونکہ آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے اسواسطے اپنے نواسہ صاحبزادہ محمد عبد المنصور خاں صاحب کو بمنظوری حضور پرنور مرحوم و مغفور اپنا قایم مقام تجویز کیا ہے۔ چونکہ عالیجناب قمر الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبد التواب خان صاحب بہادر سالار جنگ کی دلی تمنا و آرزو تھی کہ اون کے والد ماجد حضرت نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ حاجی قاری محمد عبد الوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم کے یادگار ہیں۔ اون سوانحمری کی مختصراً اور روزنامچہ سفر حج مرتب ہو کر شایع ہو جائے۔ اور خاکسار کو اس خدمت کے واسطے جناب نے منتخب فرمایا تھا۔ اسواسطے دعا ہے کہ خداوند عالم اس یادگار کو تا قیام قیامت قایم رکھے اور جناب مرحوم کی رُوح کو اپنی خواہش دیرینہ

وتمنا ر دلی کی بر آنے کی فرحت و مسرت عطا فرمائے۔ ضمناً تحریر ہے کہ
قمر الامرا صاحبزادہ عبد التواب خانصاحب سالار جنگ کے بھائی صاحبزادہ عبد الوحید خانصاحب
بہادر بھی حضور مرحوم و مغفور کے ایڈی کانگ ہو گئے تھے حضور مرحوم کی حیات تک رہے۔ حضرت
قمر الامرا کے حسن اخلاق وعنایات کریمانہ نے خاکسار نامہ نگار کو عید کے موقعہ پر مبارکباد منظوم پیش
کرنے کو مجبور کیا تھا۔ اوس کی نقل بھی اس کی آخر شامل کرنا میرے واسطے موجب مسرت ہے۔

قطعہ تہنیت عید الاضحی بخدمت عالیجناب معلی القاب خان بہادر قمر الامرا مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبد التواب خانصاحب بہادر سالار جنگ ممبر سوم ڈیپارٹمنٹ کونسل ٹونک راج دام حشمتہ

زعید الضحیٰ مژدہ خوشتر آمد ؛ کہ جشن طرب را دگر ساغر آمد
بہ میخانہ شوریست از بانگ مستان ؛ کہ نوشیدی واعظ از منبر آمد
بجام بلورین مئے روح پرور ؛ ز باغ جنان ساغر کوثر آمد
بیا ساقیا با دلِ پُر مسرت ؛ کہ وقت ملال و تفکر سر آمد
بخوان مطربا با سرود و چغانہ ؛ بہ بیشکہ او عقل را جوہر آمد
مدبر بہ ملک و مہ اوجِ عزت ؛ کہ ظلش چو ظل ہما بافسر آمد
ہمایوں بود جشن عید الضحیٰ را ؛ رخ او کہ چوں خسرو خاور آمد
مہ عید قربان فدائے رکابش ؛ کہ اہل کرم را سرور سرور آمد
وجودش زجودش بود زیب بودش ؛ سجودش براہِ خدا زیور آمد

دعا کردم از بہرِ اقبال و جاہش
اجابت ز درگاہ داور در آمد

اب منجملہ سندات حسن کارگزاری وخوشنودی مزاج وہاج اشرف واقدس حضور پرنور مرحوم ومغفور عالیجناب معلی القاب صاحب عزت واقبال مصدر جاہ وجلال حضور انور فرمان روائے حال ادام اللہ اقبالہ واجلالہ کے دو قطعات سندات کی بھی بطور عزت واعزاز کتاب نقل کیجاتی ہی

نقل پروانہ حضور مرحوم مغفور جنت آرام گاہ زیب رقم یافتہ ۲۶ شہر صفر المظفر ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء موسومہ صاحبزادہ محمد عبدالتواب خاں جرنیل فوج۔

برخوردار نور چشم راحت جان صاحبزادہ محمد عبدالتواب خاں جرنیل فوج طولعمرہٗ

بعد دعوات مزید حیات مطالعہ نمایند۔ بوفور مکرمت شاہانہ والطاف خسروانہ بہ نظر عمدہ کارگذاری صیغہ فوج وقابل قدر خدمات واطاعت شعاری متعلق ذات خاص مابدولت واقبال۔ دلی مسرت کے ساتھ تم کو پیشگاہ حضور انور دام اقبالہ سے بخطاب۔ (قمر الامرا مدبر الملک بہادر سالار جنگ) معزز وممتاز فرمایا جاتا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ اس قدردانی وعنایت کو باعث بہبودی تصور کرکے ہمیشہ جویائے خوشنودی مزاج حضور عالی کے رہو تاکہ آیندہ ذریعہ تمہاری بہبودی کا ہو فقط۔

المرقوم ۲۶ شہر صفر المظفر ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء بموجب حکم حضوری مشافہتہً۔

بقلم نیاز محمد خاں

نقل مطابق اصل

سماعت

محمد فرید علی

تحریر

محمد یوسف

نقل پروانہ از اجلاس خاص فیض ہز ہائنس سعید الدولہ وزیر الملک سر نواب حافظ مولوی محمد سعادت علیخاں صاحب بہادر صولت جنگ جی سی آئی ای دام اقبالہٗ و اجلالہٗ۔

بنام صاحبزادہ عبد التواب خاں صاحب بہادر ہوم ممبر۔

واقع ۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۳۲ء

برادر بجان برابر عزیز القدر سعادت نشان بد العزیز وافر تمیز قمر الامراء مدبر الملک صاحبزادہ محمد عبد التواب خاں بہادر سالار جنگ طال عمرہٗ۔

بعد دعوات وافیات مطالعہ نمایند۔ جو کمیٹی جانچ قرضہ جات ریاست کی مقرر کی گئی تھی۔ اوس میں تمہیں اس کمیٹی کا صدر و ممبر مقرر کیا گیا تھا۔ تم نے اس صدارت اور ممبری کے کام کو بڑی خوبی اور احتیاط سے انجام دیا۔ جس کی بابتہ میجر فریزر صاحب بہادر فنانشل ممبر و وائس پریذیڈنٹ کونسل نے ذریعہ عرضداشت تمہاری اس کام کی تعریف کی ہے۔ اور علاوہ ازیں ہمیشہ ریاست کے ہر کام کو جن عہدوں پر تم رہے ہو۔ اون کو تم نے نہایت دیانت داری اور پسندیدہ طور پر و خیر خواہی انجام دیا ہے۔ اور ہمیشہ ہی خواہ ریاست رہے ہو۔ جس پر ما بدولت و اقبال نہایت اظہار خوشنودی فرماتے ہیں۔ اور یہ پروانہ خوشنودی مزاج عطا فرمایا جاتا ہے۔ کہ اسی طرح قابلیت اور مستعدی و امانت داری سے جملہ کارہائے مفوضہ انجام دیکر ما بدولت و اقبال کی مزید تحسین و خوشنودی کے مورد رہو۔ فقط المرقوم ۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۳۲ء بابت عرضداشت ممبر فنانشل معروضہ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء پروانہ ہذا تحریر شد بقلم محمد صفی اللہ خاں اہلکار دفتر دار الانشار۔

محمد نذیر علی

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

سفرنامہ

معہ نام تاریخی من تالیف نجم الامرا احتشام الملک جناب صاحبزادہ مولوی
و ممبر نشنل حافظ حاجی قاری محمد عبد الوہاب خان صاحب بہادر صفدر جنگ

قطعہ تاریخی نام

حالات لکھ چکا سفر حج کے جب تمام
آیا خیال دل میں میرے نام و سال کا

فضل خدا سے طبع رسائی جو کی کمک
تاریخی نام اس کا ہوا اختر فلک
۱۳۲۱ ۱۳

رب یسر | ولا تعسر | و تممہ بالخیر

اختر فلک

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وازواجہ واصحابہ اجمعین ۰

امابعد بندہ عاصی محمد عبدالوہاب ابن یمین الدولہ وزیرالملک نواب محمد علیخان بہادر مرحوم
بن نواب وزیرالدولہ بہادر مغفور والیان ریاست شائقین ناظرین کی خدمت میں مظہر ہے
کہ جب ارادہ حج وزیارت حرمین شریفین کا مصمم ہوا تو بتاریخ بائیس رمضان ۱۳۳۱
سنہ تیرہ سو اکتیس ہجری کو میں اور میری اہل محل اور نبیرہ یعنی پوتا عبدالحی خاں طال عمرہٗ
وکرمہ برائے حج بیت اللہ ٹونک سے معہ ملازمین و دیگر ہمراہیان روانہ ہوکر اسٹیشن
نوائی پہ پہنچی نوائی ایک قصبہ ہے علاقہ ریاست جے پور کا ٹونک سے اٹھارہ میل تخمیناً
اور اسٹیشن کا درمیانی فاصلہ ایک میل کا ہے نوائی سے براہ مادہو پور وناگدہ بمبئی جانے کے
ریل گاڑی کی ٹکٹ اس شرح سے خرید کئے گئے کہ تیسرے درجہ کا ٹکٹ فی کس چھ روپیہ بارہ
آنہ کو اور سکنڈ کا پچیس روپیہ پندرہ آنہ کو فی کس لیا گیا نوائی سے ڈھائی بجے ریل جا
اسی وقت ریل پہ سوار ہوکر بمبئی روانہ ہوئے اسٹیشن الیسردہ دبرواڑہ ہوتے ہوئے پانچ
مادہو پور پہنچے یہ اسٹیشن جنکشن ہے یہاں اوترکر بڑی لائن پہ سوار ہوئے چونکہ یہاں ایک گھنٹہ
ہوتا ہے تو بعد ایک گھنٹہ کے مادہو پور سے روانہ ہوئے یہ مادہو پور ریاست جے پور کا ایک پر
اس کے اطراف میں جہاڑی پہاڑ بہت ہیں اون میں اکثر جانور سانبر شیر وغیرہ بکثرت ہ

مشہور قلعہ رنتھبور جس کا ہندی میں اصلی نام رنت بھنور ہے اسی مادھوپور کے سلسلہ کوہ پر بنا ہوا ہے
مادھوپور سے چھوٹی لائن جے پور جاتی ہے اور بڑی لائن متھرا ہوکر ناگدہ سے سیدھی مادھوپور ہوتی
ہوئی دہلی جاتی ہے ہم سب یہاں سے روانہ ہوکر قریب مغرب انگورہ کے اسٹیشن پر پہنچے اور
اسی درمیان میں ایک اسٹیشن روانجنہ کا بھی آیا تھا انگورہ کے اسٹیشن پر مہاراجہ اندر گڈھ سے جو
برائے تفریح اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے ملاقات ہوئی اون کا نام شیر سنگھ جی ہے اندر گڈھ
کا فاصلہ اس جگہ سے قریب دو اڑھائی میل کے ہے یہ ریاست ماتحت ریاست کوٹہ کے ہے
یہاں سے روانہ ہوکر کوٹہ پہنچے درمیان میں کئی اسٹیشن آئے کوٹہ کا اسٹیشن بھی جنکشن ہے یہاں سے
دوسری لائن قصبہ باران کو بھی گئی ہے ہم یہاں سے روانہ ہوکر ناگدہ پہنچے ناگدہ سے ایک شاخ
اوجین کو بھی جاتی ہے پھر یہاں سے ہم روانہ ہوکر رتلام پہنچے یہ بڑا جنکشن ہے یہاں سے ایک شاخ
چھوٹی لائن کی اجمیر کو جاتی ہے ناگدہ و رتلام کی درمیان بقدر ایک چھوٹی سی شاخ کی ریاست
دیواس کا علاقہ ہے غرض رتلام سے روانہ ہوکر اسٹیشن گودرا پہ پہنچے یہ بھی جنکشن ہے الجمل ہم سب
حسب شرح ذیل بڑودہ پہنچے یہ اسٹیشن بھی جنکشن ہے یہاں سے ایک شاخ احمد آباد کو بھی جاتی
ہے بڑودہ بڑی ریاست ہے رتلام و بڑودہ کے درمیان ریاست جھابوی کا علاقہ پڑتا ہے رتلام سے
اسٹیشن دودھ تک بڑی سرسبز جھاڑی اور پہاڑ بہت خوشنما و نہایت خوش منظر ہیں جگہ جگہ
نالے اور ندیاں جاری ہیں یہ جھاڑی قابل دید ہے رتلام سے پانچ چھ اسٹیشن آگے جانب بڑودہ پہاڑ
کو محراب دار دروازہ کی مانند سرنگ سے پولا کرکے راستہ ریل کا نکالا ہے جس وقت ریل اوس
سرنگ میں داخل ہوتی ہے بالکل اندھیرا ہو جاتا ہے بقدر ۲ دو منٹ کے گاڑی اوس کے اندر
چلتی ہے یہاں سے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرکے ہم اسٹیشن ٹھنڈلا پہ پہنچے اور اوس کے بعد
حسب بیان بالا رات کی آٹھ بجے بڑودہ کے اسٹیشن میں داخل ہوئے اور یہاں ایک گھنٹہ قیام
رہا اوسوقت بارش خوب ہورہی تھی یہاں سے دوسری گاڑی میں بیٹھے یہ گاڑی ساڑھے نو
بجے جانب بمبئی روانہ ہوتی مگر عبداللہ وارد غہ جو میرے ملازمین سے ہیں اسی اسٹیشن بڑودہ پہ کسی رفع

حاجت میں دیر ہو جانے کی وجہ سے ریل تک نہیں پہنچنے پائے اور اسٹیشن ہی پر رہ گئے ان کے پیچھے رہجانے سے بڑی دقت یہ واقع ہوئی کہ ہم سب کے ٹکٹ انہیں کے پاس تھے ہم کو بڑا اندیشہ لاحق ہوگیا مگر عبد اللہ نے یہ بہت بڑی ہوشیاری کی ہمارے پہنچنے سے قبل اسٹیشن بمبئی پر ہماری نسبت یہ تار دیدیا کہ ان سب کے کل ٹکٹ میرے پاس موجود ہیں صبح کے چھ بجے ہم بمبئی پہنچے اور اسٹیشن گرانڈ روڈ پر اوترے وہاں سے بگھی گاڑیوں میں سوار ہوکر شہر میں ہوتے ہوئے قیامگاہ جناب بھائیصاحب افضل الامرا منتظم الملک صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خان صاحب بہادر مظفر جنگ پر پہنچے یہ قیام گاہ محلہ بنگالی پورہ میں واقع تھی یہاں بھائیصاحب ممدوح سے ملاقات ہوئی بھائیصاحب ممدوح میرے حقیقی برادر کلاں ہیں یہ مجھ سے بڑے ہیں اور ان سے جناب اعظم الامرا صاحبزادہ محمد اسحاق خانصاحب بہادر سطوت جنگ ہیں اور ان سے بڑے اعلیٰ حضرت حضور پرنور جناب نواب صاحب بہادر والئے ریاست ٹونک ادام اللہ اقبالہ واجلالہ ہیں بمبئی میں ۱۰؍ اگست سنہ ۱۹۱۲ء کو داخل ہوا مگر اتفاق سے اوسی تاریخ بھائیصاحب ممدوح کی روانگی جانب بیت اللہ شریف تھے چنانچہ اسی تاریخ بعد نماز عصر بھائیصاحب مکرم و برخوردار صاحبزادہ مسعود علی خاں فرزند حضور پرنور جناب نواب صاحب بہادر ٹونک و صاحبزادہ عبدالواسع خاں و یعقوب داروغہ و مولوی محمود حسن صاحب جو ٹونک کے بڑے علمارسے ہیں و حکیم سراج الرحمن و مولوی نور الحق و منشی محمد افضل انگلش سکرٹری کونسل ریاست ٹونک وغیرہ کل چونتیس ۳۴ آدمی جناب بھائیصاحب ممدوح کے قافلہ میں اون کے ہمراہ واسطے روانگی حج کے کارنگ بندر سے جہاز پر سوار ہوئے یہ جہاز فرنچ کمپنی کا تھا اور اوس کا نام سدہی تھا چونکہ جہاز کنارہ سے کسی قدر فاصلہ پر تھا اس لئے سب آدمی کشتیوں پر سوار ہوکر جہاز پر گئے میں بھائیصاحب مکرم کو پہنچانے گیا جب سب مسافر جہاز پر سوار ہو گئے تو معائنہ صحت کے لئے ڈاکٹر آیا اور اوس نے کل اون آدمیوں کو جو محض سیر و تماشہ کی غرض سے جہاز میں آ گئے تھے ایک جانب کردیا اور صرف مسافروں کو بھپارہ دیا اور یہ سب کارروائی شام کے چھ بجے شروع کی گئی تھی پھر سات بجے لنگر جہاز کا اوٹھایا گیا اور ہم اپنے مقام کی جگہ واپس آ گئے میرے ہمراہ بھٹکو

پہنچانے کے طریق پر برخورداران عبدالوحیدخاں و عبدالتواب خاں صرف بمبئی تک گئے تھے یہ دونوں
میرے فرزند ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اپنی مرضی کے کام کرائے اور یہ اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ
ان سے راضی رہے دوسرے دن میں نے بازار کی سیر کی نہایت عمدہ بازار ہے جس محلہ
میں قیام گزین تھا اوس کے جنوب جانب ایک بہت کشادہ سڑک ہے اور پھر اوس کے
جنوب جانب ایک مارکیٹ بہت عمدہ بنا ہوا ہے مارکیٹ انگریزی لفظ ہے جس کے معنی
بازار کے ہیں اس مارکیٹ کا نام کرافٹ مارکیٹ ہے اوس مارکیٹ میں کُل میوہ جات اور
گوشت اور زندہ جانور وغیرہ تمام اشیاء دستیاب ہوتی ہیں جو اشیاء کہ بازار میں ملتی
ہیں وہ سب یہاں بھی ملتی ہیں البتہ بہ نسبت بازار کے یہاں کسی قدر گراں ملتی ہیں یعنی
بازار میں جو چیز ایک روپیہ میں خرید کی جاوے وہی چیز مارکیٹ میں ڈیڑھ دو روپیہ تک ملتی ہے یہاں
بمبئی میں ہم نے بال کیسر کی سیر بھی کی یہ ایک پہاڑ ہے دریا یعنی سمندر کے کنارہ پر اور اوس کے کنارہ
پر گورنر بمبئی کی کوٹھی بنی ہوئی ہے اور اوس سے کچھ فرق پر اور بہت کوٹھیاں ہیں البتہ یہ مقام خوش
منظر اور بہت سیر کی جگہ ہے چوپاٹی اور قلابہ اور کوئنس روڈ اور اپالو بندر کی بھی خوب سیر کی ان سب
میں مجھے اپالو بندر بہت پسند آیا اور رانی کا باغ بھی دیکھا بہت عمدہ باغ ہے اب گورنمنٹ
ہند نے اس کو جانوروں کا عجائب خانہ بنا لیا ہے یہاں ہر قسم کی جانور دیکھنے میں آئے چند
جانور نئے قسم کے ایسے دیکھے جو جے پور کے عجائب خانہ میں نہیں ہیں علاوہ جانوروں کے اور
اشیاء بھی یہاں عمدہ صنعت کی دیکھی گئیں میں نے جس دن عجائب خانہ کی سیر کی اوس دن
۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء تھی پس اسی تاریخ میں بوقت عصر صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن خاں خلف صاحبزادہ
احمد یار خاں مرحوم معہ اپنی والدہ اور اپنی اہلخانہ اور چاروں اولاد یعنی دو دختر دو پسر کے اور حکیم
برکات احمد صاحب معہ پسر خود مسمی محمد کے اور صاحبزادہ احمد خاں منجلے میاں و اسداللہ خاں عرف
نوشہ میاں پسران صاحبزادہ احمداللہ خاں صاحب مرحوم و منشی فیض احمد صاحب اسسٹنٹ
ممبر محکمہ مال ریاست ٹونک اور مولوی خلیل الرحمٰن واسطے روانگی حج کے جہاز پر سوار ہونے کو گئے

ہیں ٹونک کے اس قافلہ کو پہنچانے گیا ان کے جہاز کا نام پورٹ سعید تھا ان سب کو بھی
ڈاکٹر نے بھپارہ دیا اور بھپارہ دینے کا طریق صرف یہی ہے کہ کچھ فرق سے ایک انجن کے ذریعہ
سے آدمیوں کو اور اسباب کو بھاپ پہنچا دیتے ہیں اس کا عمل بالکل دھوبی کی بھٹی کے عمل کے
مانند ہے جس سے میل کچیل سب دور ہو جاتا ہے فرسٹ و سکنڈ کے درجہ والوں کو بھپارہ نہیں
دیتے الغرض سب لوگ گودی سے جہاز پر سوار ہوئے گودی سمندر کے کنارہ پر جہاز کے ٹھیرنے
کے مقام کو کہتے ہیں وضع اس کی یہ ہے کہ سمندر کے کنارہ پر زمین سے ملصق ایک مقام اسقدر
عمیق کر لیا جاتا ہے کہ اوس میں جہاز بفراغت تمام آکر زمین کی پلیٹ فارم کے ملحق کھڑا ہو جاوے
اور پلیٹ فارم سے زینہ لگا کر جہاز پر چڑھ جاویں اور مال وغیرہ اسباب بھی آسائش کے ساتھ
جہاز پر لادیں اس مقام کا نام گودی نہایت ہی مناسب ہے کیونکہ جس طرح بچہ انسان کی
گودی میں آجاتا ہے ٹھیک اوسی طرح جہاز سمندر کی گودی میں آجاتا ہے یہاں بہت سی گودیاں
ہیں ہر ایک گودی میں چند جہاز کھڑے رہتے ہیں مال انہیں گودیوں سے جہاز پر چڑھایا اور اوتارا
جاتا ہے اوسیطرح جو مسافر کہ گودی سے سوار ہوتے ہیں ایک زینہ کے ذریعہ سے جو پلیٹ
فارم پر یعنی ایک طویل چبوترہ پر لگا رہتا ہے جہاز پر سوار ہو جاتے ہیں' غرض جب صاحبزادہ
عبدالرحمٰن خاں وغیرہ کے سوار ہونے کا وقت قریب آیا تو ہم سب کو مسافروں کی گروہ سے
علیحدہ کر دیا گیا اور ہم سب اپنی قیام گاہ پر واپس آگئے ان کے جہاز کا لنگر بھی وہی سات بجے
شب کے اوٹھایا گیا مگر تھوڑی ہی دور جہاز گیا تھا کہ انجن میں کچھ نقصان آگیا اور جہاز نے دو دن
دفعہ کیا یہ لوگ پھر دو دن کے بعد روانہ ہوئے اور جب یکم شوال کو صاحبزادہ عبدالرحمٰن خاں جہاز
پر سوار ہونے کو گئے تھے اوس وقت بارش ہو رہی تھی یہاں اُنہوں نے پورٹ سعید کا ٹکٹ لیا
تھا اور جناب بھائی صاحب ممدوح نے بھی وہیں کا ٹکٹ لیا تھا آج یوم الفطر یعنی عید الفطر کا دن
ہے یہاں شہر بمبئی میں عید کی نماز ہر مسجد میں ہوتی ہے علیحدہ علیحدہ کوئی مخصوص مصلےٰ یعنی عیدگاہ
مقرر نہیں ہے پس میں نے بھی ذکریا مسجد میں عید کی نماز ادا کی یہ بہت اچھی اور بلندی میں دوہری

یعنی دو منزلہ درجہ کی بڑی مسجد ہے بہت آدمی مسجد میں جمع ہوئے تھے اوپر نیچے کے دونوں درجہ
اور مکان مدرسہ اور صحن سب آدمیوں سے بھرے ہوئے تھے بلکہ راستہ تک آدمی تھے
اور یہی مسجد اس شہر کی مسجد جامع ہے یہاں کے مسلمانوں نے اس کو بہت آراستہ
کر رکھا ہے اور یہ بڑی شکر کا مقام ہے کہ یہاں کی اکثر مساجد خوب آباد و آراستہ ہیں اور ادن
میں مدارس بھی بنے ہوئے ہیں شہر کے اس قطعہ میں دوسری بڑی مسجد منارہ کی مسجد کہلاتی
ہے یہ منارہ کی مسجد بھی البتہ بڑی مسجد ہے اور خوب آباد و آراستہ ہے مذکورہ بالا جامع مسجد
اور یہ منارہ کی مسجد یعنی یہ ہر دو مسجد بہت مشہور ہیں اور جس مکان میں میں مقیم تھا اوس مکان
کے متصل بھی ایک مسجد ہے وہ بھی خوب آراستہ ہے یہاں کی مساجد کو آباد اور آراستہ دیکھکر
بہت خوشی ہوتی ہے اللہ ان مسلمانوں کو اجر عظیم عطا فرمائے یہاں ایک مسافر خانہ جس کا نام چوکی
سرا ہے بڑی مشہور عمارت ہے تخمیناً اور اندازاً چار پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت کے عمارت ہے
یہ عمارت خاص حجاج کی قیام کے واسطے یہاں کے کسی مسلمان سیٹھ نے تعمیر کرائی ہے یہ عمارت
چار منزلہ ہے دیکھنے کے قابل ہے اس کے وسط میں ایک حوض ہے اور اوس میں فوارہ بھی نصب
کیا گیا ہے اور اوس کے ایک جانب مسجد بھی ہے ان سب مکانات کی روشنی وغیرہ
کے کل مصارف سیٹھ ہی کے جانب سے ادا کئے جاتے ہیں کرایہ کسی سے ایک حبہ بھی نہیں لیا جاتا
اس مسافر خانے میں مسافروں کو بہت آرام ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس سیٹھ کو جنت میں عمارت
سکینت عطا فرمائے بمبئی کی اکثر مساجد میں حوض اور ادن میں فوارہ بھی نصب ہیں یہاں کے
گودیاں بڑی فرحت اور سیر کی منظر ہیں ہر ملک اور ہر سلطنت کے جہازات ان میں آکر ٹھیرتے
ہیں اور اونپر جر ثقل کے ذریعہ سے مال چڑھایا اور ادن سے اوتارا جاتا ہے اور گودی میں جس کمپنی کا
جہاز ٹھیرتا ہے اوس سے روزانہ کرایہ جو مقرر کیا جاوے گودی والا حاصل کرتا ہے اس کرایہ کی
مقدار کم از کم تین سو اور زاید چار پانچ سو تنک اور یہ کرایہ روزانہ لیا جاتا ہے گودیوں کے پاس ایسے
بڑے بڑے مال گودام تعمیر کئے ہوئے ہیں اون تک ریل گاڑی بھی جاتی ہے اون گودیوں میں

تخمیناً دس ھزار مزدور روزانہ کام کرتے ہیں اور میں آج کھانا کھا رہا تھا میری ایک ڈاڑھ گر گئی اوسکو میں نے اپنے پاس مکہ شریف میں دفن کرنے کی غرض سے محفوظ رکھ لیا چنانچہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں میں نے اوسکو دفن کر دیا ایک دن میں بمبئی کی سیر کیلئے موٹر پر بھی سوار ہو کر گیا بال کیسر اور کئی بازار کی سیر کرتا ہوا قیام کی جگہ واپس آگیا البتہ موٹر پر سیر بہت اچھی طرح ہوتی ہے اس شہر بمبئی کی جتنی عمارات ہیں سب چار منزلی پانچ منزلی چھ منزلی سات منزلی تک ہیں چار منزلی سے تو کوئی کم ہی نہیں ہے یہاں سب سے اونچی اور عمدہ تاج محل ہوٹل کی عمارت ہے اپالو بندر کنارہ دریا پر واقع ہے اور اسی کے قریب نوبت خانہ ہے اور قنصل سلطنت ٹرکی بھی اسی کے قریب رہتی ہیں اور یہاں سب سڑکوں سے پر فضا اور خوش منظر سیر سڑک کوئنس روڈ ہے یہ سڑک چوپاٹی ہوتی ہوئی سمندر کے کنارہ کنارہ قلابہ تک چلی گئی ہے چوپاٹی سے قلابہ کو چلو تو سیدھی جانب کی طرف سمندر اور ریل ہے اور بائیں جانب شہر بستا ہوا چلا گیا ہے اور اسی سلسلہ میں قبرستان مسلمانوں اور نصاریٰ کا ہے اور عمدہ عمدہ مکان اور کئی پارک یعنی میدان سبزہ زار ہیں اون میں تمام شہر کے لوگ کھیل وغیرہ تفریح طبع کیلئے جمع ہوتے ہیں اور ہائی کورٹ اور سکریٹریٹ عمارتیں بھی نہایت خوش منظر اسی سڑک کے قریب واقع ہیں میں نے مکان سکریٹریٹ کو چونکہ میں پاس پورٹ لینے گیا تھا خوب اچھی طرح دیکھا اوس کی مغرب کی جانب نہایت عمدہ میدان اور سمندر واقع ہے پاس پورٹ حاصل کرنے میں نہایت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے خاص کر اون لوگوں کو جو زبان انگریزی نہیں جانتے اور پردیسی ہوتے ہیں تاوقتیکہ یہاں کا کوئی واقف کار شخص اون کی ہمراہ نہو سخت مشکل ہوتی ہے پاس پورٹ سے یہ مراد ہے کہ اگر کسی سلطنت کا باشندہ دیگر سلطنت میں جاوے تو اوس کو یہ پاس پورٹ یعنی پروانہ راہ داری کا ملتا ہے اور اس کے ذریعہ سے صاحب پاس پورٹ کے جان و مال کی حفاظت مقصود ہوتی ہے اور جس سلطنت کا باشندہ جاتا ہے اوس سلطنت کے حاکم سررشتہ کی اور جس سلطنت غیر کا جاتا ہے اوس سلطنت کی قنصل کے دستخط اوس کاغذ پر ہوتے ہیں یعنی یہاں کے حاکم سررشتہ

اور وہاں کی قنصل دونوں کے اسی ایک کاغذ پر دستخط ہوتے ہیں اور یہاں ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء کو گھوڑوں کی
سوداگروں کے اصطبل بھی یعنی جہاں گھوڑے فروخت ہوتے ہیں معائنہ کئے ایک اصطبل سیٹھ عمر جمال کا
اور دو یورپین لوگوں کے تھے جن میں عمدہ عمدہ گھوڑے تھے خاص کر عمر جمال کی اصطبل میں تو نہایت
ہی عمدہ عمدہ عربی گھوڑے تھے اور ان سب میں ایک سُرنگ رنگ اور دو سبزے اور ایک کمیت
تو نہایت ہی بہتر گھوڑے تھے میرے ساتھ یہاں کے دو تین سوداگر نہایت اخلاق سے پیش
آئے یہاں تک کہ اُنہوں نے میری تمام ذاتی کاموں میں میری بہت اچھی طرح امداد کی جہاز
کے ٹکٹ اور پاس پورٹ وغیرہ حاصل کرنے میں نہایت مستعدی کے ساتھ مدد دی ان میں
سے ایک صاحب کا نام ابراہیم ہے اور ان کی دوکان بھنڈی بازار میں ہے ان کے یہاں
سامان اسپ یعنی کاٹھی وغیرہ گھوڑوں اور بگھی کی تمام ساز اور چمڑے وغیرہ کے دیگر سامان
نہایت عمدہ فروخت ہوتے ہیں بالکل ولایتی ساخت کے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ گھوڑے کی ایک
کاٹھی میں نے بھی بہ قیمت بتیس روپیہ ان کی دوکان سے خرید کی دوسرے صاحب دو پارسی
ہیں اُن میں سے ایک صاحب کا نام جہانگیر بنرجی ہے اور یہ وائٹ دی لیڈلا اینڈ کو کی دکان
کے ملازم ہیں دوسرے صاحب انہیں جہانگیر بنرجی کے ایک دوست ہیں انکا نام جہانگیر بہرام جی
ہے ان صاحبوں نے میرے خانگی کاروبار میں نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ میری معاونت
کی یہ بہت لایق اور خوش خلق آدمی ہیں اور برخوردار عبدالتواب خاں سے بھی بمبئی میں امداد ملی کیونکہ
پہلے کئی بار حضور نواب صاحب کی ہمراہ بمبئی آئے گئے تھے ان سے وہاں کئی آدمیوں کی ملاقات
تھی اور معلومات تھی اس لئے انہوں نے وہاں کام کاج میں بہت کوشش کی اور ان کی معلومات
سے بہت فائدہ ہوا، ان ہر سہ صاحبوں کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں یہاں کے مسلمانوں
نے جو مدرسہ انجمن اسلام کے نام سے قایم کیا ہے وہ نہایت اچھے موقع پر واقع ہے یعنی بوری بندر
کے اسٹیشن کے قریب بہت خوش اسلوب و عمدہ بنا ہوا ہے دریافت کرنے سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ مدرسہ مذکور میں طریقہ تعلیم بھی نہایت عمدہ اسلوب کے ساتھ قایم کیا گیا ہے بوری بندر کی عمارت

بھی قابل دید عمارت ہے یہ ایک نہایت شاندار اور بڑا اسٹیشن ہے بہت وسیع اور بلند
اور خوش وضع بنا ہوا ہے کئی لاکھ روپیہ کے صرف کی عمارت ہے کلکتہ سے جو ریل جے پورو ناگپور
ہوتی ہوئی آتی ہے اوس لائن کا یہ اسٹیشن ہے بمبئی میں تجارت اوسی کے وجہ سے اور آسودگی بہت
زیادہ ہے یعنی صرف یہ سوداگری ہے اوس کی ترقی کی وجہ ہے یہاں ہر شخص فکر تجارت ہی میں مصروف
رہتا ہے اور عام خیال لوگوں کا اسی کی جانب مبذول ہے کروڑپتی تو یہاں بہت اشخاص ہیں بڑے
بڑے سوداگروں کی بڑی بڑی دوکانات ہیں سلطنت کے جہازات سوداگری کا مال لیجاتے لاتے
رہتے ہیں مارکیٹ سے اپالو بندر سے جو سڑک جاتی ہے اسپطرف اکثر بڑے سوداگر رہتے
ہیں اور اسیطرف کی سڑک بھی بہت کشادہ ہے اور عمارات بھی بہت عمدہ ہیں یہ جگہ قلعہ کے
نام سے مشہور ہے میں ایک روز بندوقوں کی سوداگر کے دوکان پر بھی گیا عجیب عجیب بندوقیں
دیکھنے میں آئیں اور قلابہ کے مقام کو جو سڑک گئی ہے اوس پر دریا کے کنارے کنارے بڑے
استحکام سے قلعہ کی وضع پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے اوس پر بڑی بڑی توپیں رکھی ہوئی ہیں غرض
شہر بمبئی لایق دیکھنے کے ہے اور یہاں شہر میں ٹریم جاری ہے اس کی سڑک تو ریل کی سی
ہے اس گاڑی میں بہت سے آدمی سما جاتے ہیں گویا ایک چھوٹی سی ریل گاڑی ہے جو شہر کے
اندر ریل کا کام دیتے اس شہر بمبئی کا ڈاکخانہ بھی نہایت عمدہ اور بڑا ہے اوس کے بیچ کا گنبد بہت
بڑا اسقدر ہے دہلی کی وضع پر لداؤ کا بنا ہوا ہے تخمیناً دس لکھ روپیہ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے
جیساکہ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں یہ ڈاکخانہ بوری بندر کے قریب واقع ہے علی ہذالقیاس
ٹکسال کا مکان بھی لایق دیکھنے کے ہے کیونکہ اس کی بہت تعریف سنی گئی ہے مگر افسوس کہ مجھکو
اوس کے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا صرف باہر سے میں نے اوس کو دیکھا میرا قیام بمبئی میں جہاز
موسومہ بکیبری کے نہ آنے سے چودہ روز رہا اور اس درمیان میں صرف دو تین روز بارش نہیں ہوئی
ورنہ تھوڑی بہت بارش روزانہ ہوتی رہی شان ایزدی ہے کہ یہاں تو بارش کی یہ کثرت مگر ہماری
ملک راجپوتانہ میں سخت ضرورت ہے مخلوق بہت پریشان ہے ایزد تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے

راجپوتانہ میں بھی بارش یعنی باران مرحمت فرمائی آمین ثم آمین چونکہ ہمارے جہاز موسومہ کیپر مذکور کی
روانگی کی تاریخ ۶؍ شوال سنہ ۱۳۳۱ ہجری مطابق ۹؍ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء قرار پاچکی تھی اس لئے آج تاریخ
مذکور کو میں معہ اپنے سب ہمراہیوں کے بوقت شام جہاز پر سوار ہونے اور بجانب پورٹ سعید
روانہ ہو جانے کے لئے قیام گاہ سے روانہ ہوا جب ہم سب سمندر کے کنارہ پر پہنچے تو جہاز گودی میں
تیار کھڑا تھا ہم خشکی کے پلیٹ فارم یعنی چبوترہ طویل سے بذریعہ زینہ جہاز پر سوار ہونے کو تھے کہ افسر
حفظان صحت یعنی ڈاکٹر آیا اور اوس نے عوام وخواص کل مسافرین کے اسباب اور تیسرے درجہ
والوں یعنی طوطک والوں کو بھپارہ دیا بھپارہ دینے کا طریق صرف یہ ہے کہ ایک انجن کے ذریعہ سے
بھاپ کو اسباب اور اجسام مردمان میں پہنچا دیتے ہیں فرسٹ اور سکنڈ یعنی پہلے اور دوسرے
درجہ والوں کو بھپارہ نہیں دیا اون سے صرف اسیقدر دریافت کیا کہ تم کہاں جاؤ گے اور بعد جواب
پانے کے صرف نبض دیکھکر جہاز پر سوار ہو جانے کی اجازت دیدی عورتوں کے معائنہ کے لئے لیڈی
ڈاکٹر جس کو بزبان عوام ڈاکٹرنی کہتے ہیں مقرر ہے اور وہی آئی تھی القصہ بعد معائنہ صحت ہم سب جہاز
پر سوار ہو گئے بندر سعید کا راستہ میں نے اسی واسطے اختیار کیا تھا کہ اس راستہ میں قرنطینہ
نہیں ہوتا اگر ہم جدہ کے راستہ سے جاتے تو قمرین میں جس کو عوام کامران کہتے ہیں دس دن تک قرنطینہ
ٹھہرنا پڑتا اور اس قیام میں چونکہ بڑی دقت واقع ہوتی ہے پس اس وقت اور دشواری کے بچانے کے
لئے میں نے بندر سعید کا راستہ اختیار کیا اور علاوہ اس کے اس راستہ سے جانے میں دیگر مقامات
متبرکہ کی زیارت کرنا بھی منظور تھا قمرین چونکہ ترکی علاقہ ہے تو یہاں سلطنت ترکی کی جانب سے قرنطینہ
قایم کیا گیا ہے تاکہ غیر سلطنت سے آنے والی لوگوں کے مقامات اور اون کے صحت وسقم کے حالات
معلوم کر لئے جاویں کہ کوئی مرض ساریہ یعنی متعدی تو اون کے ہمراہ نہیں ہے غرض ہنگام روانگی گودی سے
جہاز آہستہ آہستہ روانہ ہوا جب پل یعنی گودی کے پھاٹک کے قریب آیا تو جہاز کو روک کر سیدھا
کیا گیا یہ پل دراصل گودی کے پھاٹک کے کنواڑے ہیں اور اوپر نیچے دو منزلہ بنایا گیا ہے پس اول نیچے
کی منزل کو کھولا گیا تو اوس کا نصف یعنی کنواڑ ایک جانب اور نصف دیگر یعنی دوسرا کنواڑ دوسری جانب

ہوگیا اور درمیان میں راستہ کشادہ نکل آیا پھر اوپر کا درجہ کھولا گیا وہ بھی نصف نصف ایک ایک جانب
ہوگیا اس کشاد و بسط کی کل کارروائی کلوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے پُل کے کھلنے کیوقت عجیب
تماشا دکھائی دیتا ہے ایک طلسم سا نظر آتا ہے جب پُل کھل گیا تو اب جہاز مابین پُل ہو کر بفضلہ
جل شانہٗ منزل مقصود کی جانب روانہ ہوا برخورداران عبدالوحید خاں و عبدالتواب خاں جو میرے
فرزند ہیں اور علیمہ محل دار جو مجھکو پہنچانے بمبئی تک میرے ہمراہ آئے تھے اب واپس جانے کے
لئے مجھ سے رخصت ہوئے ہم نے باہم الوداع کہا اوسوقت مجھکو اُن کی جدائی کا بڑا رنج ہوا اور
برخورداران کو بھی رنج تھا اللہ تعالےٰ اُن سے ہمیشہ اپنی مرضی کے کام کرائے اور اللہ تعالےٰ اُن سے اور
یہ اللہ تعالےٰ سے دایم راضی رہیں پھر جہاز تیزی سے روانہ ہوا ایک انگریزی آرکاٹیہ جہاز پر ہمارے
ساتھ تھا تاکہ راستہ بتاتا جاوے اہل جہاز کی اصطلاح میں آرکاٹیہ بحری راستہ بتانے والے
کو کہتے ہیں جب اوس کی آدائے خدمت کی انتہائی حد آگئی تو وہ بذریعہ زینہ چلتے جہاز پر سے اوتر کر
اپنی کشتی میں بیٹھکر واپس چلا گیا اوس کی یہ کشتی جہاز سے بندھی ہوئی تھی برخورداران محمد عبدالوحید
خاں و محمد عبدالتواب خاں طال عمرہما معہ علیمہ محلدار جیسا کہ پہلے ارادہ ہوچکا تھا آج ہی جانب ٹونک
روانہ ہوجاویں گے فی امان اللہ و فی حفظ اللہ تعالےٰ بعد عشا کے میرے ہمراہیان میں سے فیض محمد
و عبداللہ داروغہ و عبداللہ سپاہی کو اور میری اہل محل اور دو عورتوں و دیگر کو سمندر کی لازمی بیماری لاحق
ہوئی یعنی چکر آیا اور استفراغ کرنا شروع ہوگئی کئی دن تک یہ اثر دریائی باقی رہا مگر فیض محمد کو
سب سے زائد اس بیماری کا اثر محسوس ہوا اوس سے کم عبداللہ داروغہ اور عبداللہ سپاہی کو
اثر کا احساس ہوا اور مجھکو اور برخوردار عبدالحیی خاں و جان محمد تعلقہ دار و جمال الدین اور ایک پیشی خدمت
عورت کو بفضلہ تعالےٰ جل شانہٗ نہ تو چکر آئے اور نہ استفراغ ہوا وللہ الحمد یہ عبدالحیی خاں میرے
مرحوم فرزند کا بچہ ہے اور اس وقت اس کی عمر تیسرے برس میں ہے اللہ تعالےٰ اس کی عمر و عروج
بڑھائے کہ تلافی مافات ہے جہاز دو روز تک تو اپنی موافق رفتار کے ساتھ بخوبی چل رہا تھا
کسی قسم کا تلاطم نہیں ہوا مگر آخر شب جمعہ کو بوجہہ کثرت ہوا دریا میں تلاطم شروع ہوا اور جب

دریائے سقوطرہ شروع ہوا تو جوش طلاطم حد سے زیادہ بڑھ گیا ہر ہولناک موج کے وقت بہت خوف
رہتا تھا ہوا نہایت تیزی سے چل رہی تھی تیسرے دن ایک پرند بگلہ کی وضع کا جس کا رنگ سیاہی
مائل تھا سمندر پر دکھائی دیا دو دن تک ہمراہ جہاز کے رہا تیسرے دن عربوں نے جو ہمارے جہاز
میں تھے اور بہ نیت حج جاتے تھے اور بحرین کے باشندے تھے اوس جانور کو پکڑ لیا چوتھے
روز پھر ایک نیا پرند نہایت خوبصورت جس کا رنگ سفید و سیاہ تھا پرواز کرتا ہوا جہاز کے اندر
آگیا اور کچھ عرصہ تک اُڑتا رہا اور پھر باہر چلا گیا اور نظر سے غائب ہو گیا یہ دونو سمندر کے پرند تھے
اُسی دن جب میں اس چوتھے دن کی سوانح لکھ رہا تھا خاص اوسوقت جوش طلاطم کی وجہ سے
دریا میں اس بلندی کے ساتھ موج آئی کہ بہت پانی جہاز کے اندر آگیا اس جہاز کی رفتار
فی گھنٹہ چھ سات میل کی ہے ملازمین جہاز نے ایک خوبصورت سرخ رنگ کا جانور پال رکھا
تھا اوس کے پنجرے کے پاس ایک بندر بھی تھا بندر نے بتقاضائی فطرت ذاتی اوس کے پنجرے
کی تیلی توڑ ڈالی وہ پرند پرواز کرتا ہوا تھوڑی دور سمندر میں گیا لیکن چونکہ بوجہ کم مشقی پرواز اوس کے
بازوں میں قوت اس قدر نہ تھی کہ پھر جہاز پہ واپس لوٹ آئے لہذا وہ دریا ہی میں گر کر مر گیا
اس جہاز میں گیارہ ہزار بوری مال کی لادی گئی تھیں پس اگر کم سے کم شمار میں رکھا جاوے
تو اس حساب سے بائیس ہزار من بوجھ علاوہ مسافرین وغیرہ کے اس جہاز میں تھا اس دریا میں
مچھلیوں کے پرے کے پرے پرواز کرتے ہوئے نظر آئے کہ جسم اون کا مانند ابابیل کے معلوم
ہوتا تھا بلکہ وہ بعینہ ابابلیں نظر آتی تھیں لیکن تھوڑی ہی دور اُڑ کر پھر دریا میں گر جاتی تھیں اس دریائے
سقوطرہ میں تلاطم بہت ہے اور نہایت شدت کی مخالف ہوا چلتی رہتی ہے آگے کا نصف حصہ
جہاز کا بسبب موجوں کے ہر وقت پانی سے بالکل تر رہتا ہے آج گیارہ شوال کو ایک جہاز
جانب بمبئی جاتا ہوا نظر آیا دونوں جہازوں نے باڈی چڑھائی جان محمد نے آج ایک بہت بڑی
مچھلی کا سر پانی پر دیکھا کہ مچھلی باہر نکالے ہوئے تیر رہی ہے بارھویں تاریخ تیرھویں کی شب
میں بہت ہی پرجوش ہولناک طوفان دریا میں ہے بلند بلند موجوں کا پانی جہاز میں ہر وقت

آجاتا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے کرم و فضل سے بعد گذر جانے شب کے قریب ڈیڑھ پہر دن چڑھے
یعنی تیرہویں تاریخ کو وہ حالت نہ رہی اور صبح کاذب کے وقت ایک جہاز عدن سے جانب بمبئی
جاتا ہوا دیکھا گیا اوس سہانی وقت میں جہاز کی روشنی دریا میں بہت ہی خوشنما معلوم ہوتی تھی
ہم سے جہاز کا فاصلہ تخمیناً ایک میل کا ہوگا آج بعد عصر پھر مخالف ہوا بہت زور شور کے ساتھ چلنا
شروع ہوئی اور بوجہ شدۃ ہوا اور جوش تلاطم کے جہاز کی رفتار فی گھنٹہ بجاے سات آٹھ گھنٹہ میل
کے صرف پانچ چھ میل تک رہ گئی اور بلندی امواج اور ہوا کے تھپیڑوں سے جہاز کے اندر دونوں
طرف سے موجوں کا پانی ہر وقت بھر آتا تھا بے تکلف یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہاز میں بارش ہو رہی ہے
یہاں تک کہ اس بوچھار کی وجہ سے آدمیوں کا بیٹھنا مشکل ہوگیا تھا اوس وقت ابر بھی خوب چھا رہا
تھا الغرض صرف چودہویں شب تک یہ ہوا اور پانی کا طوفان و جوش و خروش و شدت و شور جاری و
ساری رہا کیونکہ انتظام قدرت کا ملہ اس طریق پر جاری ہے کہ ایام بیض یعنی نور قمر کی توفیر و تکمیل کے ایام میں سمندر بھی جوش
و خروش میں آتا ہے اور انحطاط نور کیساتھ سمندر کے جوش کا بھی انحطاط ہوتا چلا جاتا ہے بفضلہ تعالیٰ جلت نۂ
آج چودہویں تاریخ کی صبح سے اسوقت تک خوب دریا ٹھیرا ہوا ہے آج ہمکو ضرور عدن پہنچ جانا چاہئے تھا مگر ہوائے
مخالف کیوجہ سے تین دنکا توقف ہوگیا آج شب پانزدہم میں سافرونکی طبیعت کو نہایت آرام و سکون ہے اس مقام
پر مغرب کا وقت اتنی دیر کے بعد ہوتا ہے کہ جب ہندوستان کے ضلع راجپوتانہ میں شہر ٹونک
کے اندر شب کے آٹھ بجنے میں دس منٹ کی دیر رہتی ہے اوس وقت یہاں مغرب کا وقت ہوتا
ہے ۱۵ شوال کو بھی حالت ایسی ساکن اور اچھی رہی کہ آٹھ بجے دن کے ایک کشتی عدن کی جانب سے
کسی جزیرہ عرب کو جاتی ہوئی دیکھائی دی وہ ہم سے جانب شمال جارہی تھی اور ہمارے جہاز
سے اوس تک فاصلہ تخمیناً چار میل کا ہوگا اور اسی جانب کئی پہاڑ بھی نظر آئے ملازمان جہاز و دیگر
اشخاص کا جو جہاز میں واقف کار تھے یہ بیان ہے کہ کوہستان عرب ہے تحقیقاً ان جزائر
اور پہاڑوں کے نسبت کچھ معلوم نہ ہوا کہ کس ملک اور کس سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں صبح کے
وقت جانب جنوب کچھ مچھلیاں جو وزن میں بچیس چھبیس تیس تیس سیر کی ہوں گی دریا میں دکھائی

دیں شمار میں تقریباً سو مچھلیوں کے ہوں گی۔ یہ سب جہاز کی جانب دوڑتی اور جست کرتی چلی
آرہی تھیں ایسا کہ گویا ہرنوں کی ڈار دریا میں آرہی ہے قریب دو یا تین گز کے طول میں جست
کرتی تھیں ان میں سے بعض مچھلی نے تو جہاز سے ٹکر بھی کھائی یہ سب رہو مچھلی کی قسم سے تھیں
البتہ خوب سیر دیکھنے میں آئی بعد نماز ظہر کے ایک بڑی چاتل سنہری رنگ کی نہایت خوشنما
دیکھی اور نیز چند قسم کی اور مچھلیاں بھی دیکھنے میں آئیں ایک مچھلی جس کو ہمارے شہر میں کیرل کہتے
ہیں نہایت خوبصورت یعنی نصف سُرخ و نصف سبز دیکھنے میں آئی بیشک نہایت خوشرنگ
مچھلی تھی ۱۶ شوال کو چار پانچ گھڑی دن چڑھے عدن کے پہاڑ نظر آنے لگے ہم جس قدر قریب ہوتے
گئے کشتیاں پھرتی ہوئی دیکھائی دیتی گئیں یہ کشتیاں شکاریوں کی تھیں یہاں کشتی والے چار
پانچ میل تک مچھلیوں کے شکار کے لئے چلے جاتے ہیں جب عدن دو تین میل پر رہ گیا تو عدن سے
آرکاٹیا چھوٹے اگنبوٹ پر بیٹھکر ہمارے جہاز کی طرف آیا جب جہاز قریب رہگیا تو اوسی اگنبوٹ کی
کشتی میں بیٹھ گیا جب کشتی جہاز کے پاس آگئی تب رسی کا زینہ نیچے لٹکا دیا گیا اور وہ اوس زینہ
کو پکڑتا ہوا چلتے جہاز پر چڑھ آیا جہاز کے لئے یہ منظبتہ ضابطہ ہے کہ اگر بغیر آرکاٹیا جہاز بندر میں
داخل ہوجاوے یا بغیر موجودگی ارکاٹیا جہاز بندر سے کہیں کو روانہ ہوجاوے تو کپتان جہاز پر جرمانہ
ہوتا ہے اس آرکاٹیا کو اوس کی اس خدمت کی فیس یا اُجرت ملتی ہے جب جہاز بندر عدن کے
قریب پہنچا تو لنگر کردیا گیا یہ مکان شہر کے قریب ہی تھا اس مقام یعنی عدن سے عرب کا علاقہ
شروع ہوجاتا ہے الغرض گیارہ بجے دن کے ہم عدن کے بندرگاہ میں داخل ہوئے تھوڑے عرصہ
کے بعد ڈاکٹر آیا اوس کے ساتھ پولیس کا ایک حبشی افسر تھا یا جمعدار یہ جمعدار اس انتظام کے لئے
آیا تھا کہ جہاز پر سوداگر وغیرہ نہ چڑھنے پاویں غرض ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور اہل جہاز کو صحت ور
تسلیم کرکے واپس چلا گیا ہم سب مسافرین نے شہر عدن میں جانے کی اجازت افسر جہاز سے
طلب کی مگر افسر جہاز نے اجازت نہیں دی البتہ سوداگر لوگ کشتیوں پر بیٹھکر اپنا اپنا سامان
بغرض فروخت لائے ہر قسم کے میوہ جات اور ہر قسم کا سامان تھا بہت سامان مسافرین نے

خریدکیا آنار و نارنگی و انگور و تربزہ و خرپزہ و اناناس وغیرہ میوہ جات کی قسم سے تھے اور
گوشت دُنبہ کا اور زندہ دنبہ اور مچھلیاں وغیرہ تھیں جو خرید کی گئیں ان سب میں دنبہ نہایت
ارزاں تھا یعنی فی دنبہ آٹھ روپیہ قیمت کو خریدا گیا اور شہر عدن کے اندر اس قیمت سے بھی کم
ملتا ہے ہمارے جہاز میں عرب باشندگان بحرین نے سب سے زیادہ اشیاء مذکور خریدکیں
شیخ عبدالوہاب اور اُن کے بھائی شیخ عبدالخالق اور اُن کا بھانجہ رفیع الدین یہ تینوں صاحب اہل بحرین
سے اسی جہاز میں تھے یہ تینوں صاحب تجارت پیشہ ہیں اور بہت خوش عقیدہ اور نہایت خوش اخلاق
اور بڑے شریف خاندان کے ہیں اُن کے یہاں چمڑہ اور اور دیگر اشیار کی تجارت ہوتی ہے
ان سب نے بھی کسیقدر سامان خرید کیا اس بندرگاہ عدن میں چودہ پندرہ جہاز اور بھی موجود تھے
سلطان المعظم خلداللہ ملکہ والئی سلطنت ترکی کیجانب سے بطور استمرار ٹھیکہ دیدئے جانے کی وجہہ
سے شہر عدن انگریزی گورنمنٹ کا علاقہ تصور کیا جاتا ہے جس کی حدود تخمیناً دو تین میل کے اندر ہونگی
باقی کل علاقہ سلطنت ترکی کا ہے البتہ عدن کے متصل چند چھوٹے چھوٹے سلطان کے علاقجات میں
جو سلطان المعظم خلداللہ ملکہ والئے سلطنت روم کے باجگذار ہیں ان سلاطین میں ایک سلطان فضل الدین
ہیں یہ علاقہ الاحد کے سلطان ہیں اور سلطان الاحد کہلاتے ہیں اور دوسرے چند سلطان بھی یہاں
مشہور ہیں ان کے علاقہ میں علاوہ باغہائے میوہ جات کے غلہ کی زراعت بھی ہوتی ہے جس سے
اناج کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے علی ہذا القیاس اور بھی چھوٹی چھوٹی سلطان اسیطرح کے
ہیں عدن سے کعبہ شریف تک براہ خشکی ایک ماہ کی مسافت ہے مگر یہ راستہ نہایت خطرناک
ہے یہ سب حالات ہم کو ایک عرب ساکن عدن سے معلوم ہوئے بندرگاہ عدن میں ہمارا جہاز
چار گھنٹہ ٹھیرا جہاز پر سے شہر خوب نظر آتا تھا وہاں کی سڑکیں اور بگھیاں اور موٹر وغیرہ خوب
دکھائی دیتی تھیں بہت عمدہ شہر ہے اور مثل بمبئی کے یہاں بھی عمدہ عمدہ مکانات بنے ہوئے ہیں
اور قلعہ اس کا پہاڑ پر تعمیر کیا گیا ہے جس کمپنی کا یہ ہمارا جہاز ہے اوس کے ایجنٹ وغیرہ
جو یہاں متعین ہیں وہ ہمارے جہاز پر آئے تھے قریب تین بجے دن کے جب ہمارے جہاز

نے روبروانگی کیا تو ہنگام روانگی ایک چھوٹا دخانی اسٹیمر لایا گیا اور اوسی سے ہمارے جہاز کا ایک بہت موٹا رسا باندہ دیا گیا پس اُس نے ہمارے جہاز کو موڑ کر نہر سویز کے راستہ پر کردیا بعدہ اسٹیمر نے وہ رسا کھول دیا اور ہمارا جہاز اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگیا اور اسٹیمر واپس عدن کو چلا گیا اور جو عدن کا ایک آرکاٹیا ہمارے جہاز پر تھا جب اوس کے ہدایت ختم ہو چکی وہ بھی چلتے جہاز پر سے اپنی کشتی پر سوار ہو کر واپس عدن چلا گیا بمبئی سے عدن تک کا فاصلہ درمیانی سولہ سو چھیاسٹھ میل کا ہے اور عدن کی بائیں جانب براعظم افریقہ کا علاقہ ہے عدن سے چوبیس گھنٹے کے اندر جہازی حساب سے ملک بربر میں جو براعظم افریقہ کے توابع سے ہے پہنچ جاتی ہیں یہ ملک بنغایت گرم اور بالکل ریگستانی ہے چونکہ یہاں پہاڑ بکثرت ہیں اور زمین بھی پہاڑی زمین ہونے کی وجہ سے بلند ہے پس یہاں پانی سمندر کا اس قدر عمیق نہیں ہے کہ جہاز کو ان پہاڑوں کی سطح سے اونچا اوٹھائے رکھے اس لئے جہاں کہیں چھوٹے چھوٹے ٹاپو واقع ہوگئے ہیں اون پر اہل جہاز کو تنبیہ کرنے کی غرض سے روشنی کے منارے نصب کر دئے گئے ہیں تاکہ شب کی تاریکی میں جہاز اس طرف آکر پہاڑ سے نہ ٹکرانے پاویں چنانچہ ، ارشوال کو ہنگام شب جابجا ہم کو یہ منارے دکھائی دئے صبح کے وقت ہمکو دو پہاڑ دکھائی دئے اونمیں جو اول نظر آیا اوس کا نام جبل الطائر پھر تھوڑی مسافت کے بعد جو دوسرا پہاڑ دکھائی دیا جبل پرن بتایا گیا اور اس جبل پرن کو شیطانیہ بھی کہتے ہیں جہاز کے ملازمین اُسکی وجہ تسمیہ کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ سابق میں جو جہاز اس مقام پر آتا تھا جنات اور شیاطین اہل جہاز کو دہوکہ دیکر شب کے وقت اوس جہاز کو غیر راستہ پر لگا دیتے تھے جس کی وجہ سے جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب جاتا تھا چنانچہ ایک جہاز کا نصف حصہ اب تک بھی ٹوٹا ہوا پڑا ہے واللہ اعلم بالصواب یہ دونو پہاڑ کئی کوس تک مسلسل چلے گئے ہیں جبل الطائر پر پرند بہت دیکھے گئے اور یہی شاید اس کی وجہ تسمیہ کی باعث ہوئی ہوں جبل پرن کی نسبت ایسا بھی سنا ہے کہ اوس کی دوسری جانب آبادی ہے اور اوس آبادی کا نام پرن ہے بس اب اس کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے یہ دونو پہاڑ اس مقام سے گوشۂ مغرب و جنوب میں واقع ہیں اہل جہاز ایسا بیان کرتے ہیں کہ اب بھی بعض اوقات

یہاں اس قسم کا حادثہ واقع ہوجاتا ہے کہ جب جہاز ان پہاڑوں کے مقابل آتا ہے تو پانی کی تہ سے ایک
ءکی کشش کا اثر جہاز پر ہوتا ہے اور رفتار جہاز میں ایک قسم کی رکاوٹ سی معلوم ہونے لگتی ہے
کبھی یہ کشش ایسی قوی ہوتی ہے کہ جہاز کو روک لیتی ہے اور جہاز ٹھیر جاتا ہے مگر جہاز ران حواس
کے اثر کو علامات وغیرہ کسی ذریعہ سے شناخت کر لیتے ہیں اور احساس اثر ہوتے ہی جہاز
کے انجن میں زیادہ قوت بڑھا دیتے ہیں اور پھر اس زائد قوت کی کمک سے انجن جہاز کو اس مقا
م سے نکال لے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید مقناطیس کا کوئی پہاڑ اس مقام پر دریا
واقع ہو یا کوئی اور دوسری وجہ ہیں اور اُن پر ویرانی زیادہ معلوم ہوتی ہے اگرچہ بعض جگہ کچھ درخت
دکھائی دیتے ہیں ہمارے جہاز سے ان پہاڑوں تک فاصلہ تخمیناً دو میل کا ہوگا اب ہمارا جہاز جا
شمال مڑ جاتا ہے اس کوہ پرن کے مقابل جانب شمال بھی ایک پہاڑ ہے اور اوس پر منارہ روشنی
کا قائم کر دیا گیا ہے تاکہ جہاز دہوکا نکہاویں قریب دو بجے شب کی دو پہاڑ اور دکھائی دے گئے
جن کے درمیان میں ہوکر جہاز . . . گذرتے ہیں اور اسی مقام کو باب المندب کہتے ہیں مگر میں
قیاس کرتا ہوں کہ شاید یہ باب سکندر ہو افسوس ہے کہ میں اوس وقت سو رہا تھا ورنہ اندر
باب مزید تحقیقات کرتا صبح کو ملازمین جہاز سے کسیقدر مجمل حال معلوم ہوا کیونکہ ملازمین جہاز
ہونا تو کجا بلکہ وہ ہماری زبان سمجھتے تک نہیں اور اسی واسطے معلومات میں کوتاہی رہی بعض ملازم
جو کسیقدر اقل قلیل ہماری زبان سمجھتے تھے ناچار اونہیں سے دریافت کیا گیا اور جیسا اونہوں
بیان کیا ویسا لکھا گیا ۔ ۲ شوال کو ایک جہاز بندر سعید سے جانب عدن جاتا ہوا دکھائی دیا ۔ وہ
ایک جہاز جو عدن سے چار گھنٹہ پہلے روانہ ہوا تھا ہماری جہاز سے اب ہم کو دریائے قلزم میں ملا ۔
دریائے قلزم عدن سے شروع ہو جاتا ہے اور بندر سعید تک وہی چلا گیا ہے اور وہی جہاز
جو ہم سے قبل چلا تھا اب ہماری پیچھے رہ گیا پس معلوم ہوا کہ اوس کی رفتار ہمارے
تیز رفتاری میں کمتر ہے جبل پرن سے گذر جانے کے بعد جس کو عرصہ آج دو یوم کا ہوا اثنا راہ
اور کوئی پہاڑ نہیں ملا اوسی ۲۰ شوال کو بہ نسبت اور روزوں کے ہوا بھی ہے کمی کے ساتھ اور کسی

تلاطم بھی ہے اب عدن سے روانہ ہونے کے بعد جہاز کا رُخ قبلہ رُخ سے یعنی مغرب کی جانب سے
شمال رُخ پھر گیا اب جہاز میں نماز گویا بجانب شمال پڑہی جاتی ہے جہاز کے اعتبار سے
افریقیہ کا ملک جانب مغرب ہے ہمارے جہاز میں بطور مرمت ان دنوں روغن چڑہانے کا کام ہو رہا ہے
اور گرمی اور دنوں سے آج زاید ہے باوجودیکہ ہوا بھی چل رہی ہے شب ۲۱ شوال کو ایک لنتر یعنی لالٹین
سی جس میں سبز و سرخ و سفید وغیرہ رنگ برنگ شیشوں کی ٹٹیاں لگی ہوئی تھیں بوقلمون روشنی
گردگھومتی ہوئی جہاز کے بائیں جانب نظر آئی نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی یہ لنتر اہل جہاز کو اس
کے خطرہ سے متنبہ کرنے کی غرض سے قایم کی گئی ہے جب روز روشن ہوا تو دو ٹاپو ایک تو بلا منارہ
کی اور دوسری پر اوسی متلون روشنی کا منارہ تھا دکھائی دئیے اب اس مقام سے راستہ
نہر سویز کا ۷۲ گھنٹہ کا ہے آج اس جہاز کی رفتار کی مسافت دو سو میل کی ہوئی اور کبھی دو سو بارہ میل
کی کبھی دو سو ۴ میل کی البتہ ایک روز ۲۱۶ سولہ میل کی مسافت رفتار طے ہوئی تھی یہ حساب ایک
دن رات مشمولہ کا ہے آج صبح سے تین جہاز ملے جو جہاز اخیر میں پانچ بجے دن کے ملا یہ جہاز
ڈاک کا تھا بہت تیز رفتار سے جارہا تھا یہ ڈاک کا جہاز بندر سعید سے چھ یوم انتہائی
آٹھ یوم میں ممبئی پہنچتا ہے ہمارے جہاز سے بہت قریب تھا اور یہی جہاز کلکتہ کو بھی جاتا ہے
علاوہ ان تین جہازوں کے دو جہاز اور قریب شام کے ملے اب دونوں ہمارے جہاز کے
برابر چل رہے ہیں حتی کہ ان میں سے ایک جہاز آگے بڑھ گیا اب ہمارا جہاز اور وہ جہاز اور ایک
دوسرا جہاز برابر رہے غرض یہ دونوں جہاز دو دن تک ہمارے ساتھ رہے منگل کے روز
دو گھنٹہ دن باقی تھا کہ گوشہ مشرق سے پہاڑ شروع ہوا اور کچھ رات گئی گوشہ مغرب کے جانب بھی
پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ان دونو جانب کے پہاڑوں کا فاصلہ درمیان کا تخمیناً پندرہ میل کا
ہوگا اور کئی دیگر جہاز بھی مابین ان ہر دو پہاڑوں کے جارہے ہیں اب نماز یہاں پر گویا بجانب
شرق پڑہی جاتی ہے مشرقی پہاڑ کی دوسری جانب بہت آبادی ہے اور ان دونوں پہاڑوں
کا دو طرفہ سلسلہ اندازاً دو میل تک ہوگا اور یہ سلسلہ نہر سویز تک چلا گیا ہے اور اسی وجہ سے یہہ

پہاڑی سلسلہ کہاڑی سویز کے نام سے مشہور ہے مسافت مابین ہر دو کوہ کہیں تیس میل ہی اور کہیں کم ہے چنانچہ اس جگہ سے جہاں ہمارا جہاز جارہا ہے تخمیناً پانچ یا چھ میل کی مسافت ہوگی اما تمام مسافت میں صرف دریا ہے اور اوس کی دو طرفہ پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے یہ موقع اور منظر بھی قابل دید ہے اس مقام پر ہمارا جہاز سید ہا شمال کو جارہا ہے اور بروئے اوقات بمبئی گیارہ بجے شب کو اور جہاز کے ادسی آٹھ بجے ہمارا بندر سویز میں بفضلہ تعالےٰ شانہٗ داخل ہوا اور جس جگہ اور جہازات کھڑے تھے اون کے قریب ہی ہمارے جہاز نے بھی لنگر کیا بعد قیام جہاز صیغہ حفظان صحت کا ڈاکٹر و لیڈی ڈاکٹرنی ایک چھوٹے سے اسٹیمر پہ جہاز کے قریب آئے اور جہاز پر چڑھ کر سب مسافرین کا معائنہ کیا سب کو بصحت تمام پایا اس مقام میں شہر سویز کی روشنی اور جہازوں کی روشنی اور سمندر میں روشنی کا عکس اس شب کی سہانی سمئی میں نہایت ہی لطف دیتی تھی اور ایسی دل آویز تھی کہ اوس دلچسپی کے سبب سے سویز کی سیر دیکھنے کے لئے میرا ارادہ جہاز سے اوترنے کا ہوا لیکن اوترنا نہیں ہوا اب یہاں ایک چھوٹا سا روشنی کا انجن لاکر ہمارے جہاز پر رکھا گیا اور اوس کے ذریعہ سے جہاز میں بجلی کی روشنی کردی گئی اس کے روشن کرنے سے اصلی غرض یہ تھی کہ جہاز کی روانگی کے وقت نہر کا کنارہ بخوبی دکھائی دے اور یہ روشنی جہاز کی معمولی روشنی سے علیحدہ اور مزید براں تھی ان کی سب کے علاوہ ایک بڑا صندوق کہ اوس میں بھی بجلی ہی کی روشنی تھی زنجیروں میں آویزاں کر کے جہاز کے آگے لٹکا دیا گیا تاکہ جہاز کے سامنے بہت زیادہ روشنی رہے اور اوس میں ایک آدمی یعنی خلاصی جہاز کو بٹھا دیا گیا تاکہ وہ بھی راستہ کو خوب دیکھتا رہے اور چند سرخ لالٹین مقابل سمت سے آنیوالی کی ممانعت کے لئے جہاز میں آویزاں تھیں چونکہ شب زائد گذر گئی تھی اس وجہ سے میں سو گیا تھا شہر سویز یہاں سے مغرب کی جانب یعنی بجانب نہر ہے بعد دو بجے شب کے لنگر جہاز کا اٹھایا گیا اور یہ جہاز اور دیگر جہازوں میں سے نکلتا ہوا نہر کے اندر داخل ہوگیا نہر میں جہاز تیز نہیں چلایا جاتا بلکہ آہستہ چال چلتا ہے مگر ایسا بہت آہستہ بھی نہیں چلتا بلکہ درمیانی چال چلتا ہے البتہ چھوٹی اسٹیمر جو نہر میں کام کرتے رہتے ہیں وہ تیز چلتے ہیں بہت چھوٹے چھوٹے اسٹیمر

اسٹیم قسم کے نہر میں کام کرتے پھرتے ہیں کوئی مٹی نہر میں سے نکالتا ہے کوئی مٹی لاد کر کنارہ پر ڈالتا
ہے کوئی مزدوروں کو دوسری جگہ لیجاتا ہے اس نہر کے کنارہ کے خط کو جستہ جستہ مقاموں
پر خشکی کی جانب پیچھے ہٹا کر بعض نہر میں اسقدر گنجایش کی جگہ برآمد رکھتے گئے ہیں کہ اگر مقابل
سے کوئی جہاز آوے تو یہ جانیوالا جہاز اوس برآمدہ جگہ میں قیام کرے اور جب مقابل سے آنیوالا
جہاز گذر جاوے تو یہ مقیم جہاز اپنی سمت کو روانہ ہوجاوے چنانچہ ہمارے جہاز سے بھی ایسا
ہی قاعدہ برتا گیا اور یہ جہاز جو ہمارے جہاز کے مقابل جانب سے آیا تھا بہت بڑا جہاز تھا
ہمارا جہاز راستہ چھوڑ کر اوسی برآمدہ جگہ میں آگیا اور اوس کا لنگر ڈالدیا گیا جب وہ دوسرا آنیوالا
جہاز گذر گیا تب ہمارا جہاز بدستور سابق راستہ پر آکر روانہ ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ
جہاز روسی سلطنت کا تھا حجاج کو جدے لئے جاتا تھا عرض اس نہر کا میرے اندازہ میں تخمیناً
سواسو یا ڈیڑھ سو گز کا ہوگا البتہ یہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے دریافت نہیں کیا بعض جگہ چوڑاؤ نہر
کا بہت کم ہے مگر بڑے جہاز بھی اس تھوڑی سی جگہ میں جاسکتے ہیں دو طرفہ نہر کے کام جاری ہے
صرف اس وجہ سے کہ نہر ریتیلے مقام میں واقع ہے پس جو ریتا نہر کے اندر جمع ہوجاتا ہے وہ
بذریعہ اسٹیم نکالکر روزانہ باہر پھینکا جاتا ہے اور پھر وہ مٹی یا ریتا اونٹ اور خچر اور گدھوں پر لاد کر کنارہ
سے دور لیجا کر ڈالتے ہیں اور ایک آہنی ریل یعنی لوہے کی پٹری بھی بائیں کنارہ سے اوس کے
چڑھاؤ پر دور تک بچھی ہوئی ہے اور اوس پر چھوٹی چھوٹی گاڑیاں کھڑی رہتی ہیں پس ان گاڑیوں
پر بھی مٹی لادی جاتی ہے اور چوپائے اون کو کھینچکر لے جاتے ہیں مگر اونٹوں کو گاڑیوں میں نہیں
جوتتے بلکہ اون پر بغیر گاڑیوں کے مٹی لاد کر لے جاتے ہیں بعض مقام پر نہر زیادہ کشادہ ہے
پس اوس جگہ پانی کا بہاؤ بھی زائد ہے مگر جہاز جس جگہ پانی عمیق ہے وہیں چلتا ہے اور یہ عمیق صرف
اتنا چوڑا ہے کہ دو جہاز برابر پہلو بہ پہلو بآسانی چل سکیں نہر میں باہر کی مٹی یا ریتا داخل ہوجانیکے
وقت کو دور کرنے کے لئے اب نہر کے کناروں کو پختہ تعمیر سے مضبوط کر دینے کی تجویز ہوچکی ہے
چنانچہ اکثر جگہ نہر کا کنارہ پختہ تعمیر ہوچکا ہے جسکے رفعت پانے سے دو گز بلند ہوگی یہ شاید پہلا روزہ

دیوار کا ہو اور باقی کنارہ کی تعمیر جاری ہے یعنی جہاں ابھی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے وہاں کنارہ
بہت جگہ خام ہے ابھی اوس کی تعمیر شروع نہیں ہوئی ہے اور نہر چونکہ پورٹ سعید پر ختم ہوتی ہی
پس سوئز اور پورٹ سعید کے قریب قریب تو دیواریں پختہ تیار ہوگئی ہیں درمیان کے پختہ تعمیر
ہونا باقی ہے اوس کا کام بھی جاری ہے شروع دہانہ نہر سوئز سے پورٹ سعید تک اس دیوار کے
تعمیر ہو چکنے پر نہر میں مٹی و ریتی کے جانے کی روک خوب ہو جاوے گی نہر سے جب پورٹ سعید
کو جاویں تو نہر کے بائیں جانب یعنی جس جانب کہ افریقہ کا ملک واقع ہے خوب آبادی ہے جگہ
جگہ بہت خوبصورت چوکیاں اور گھاٹ تعمیر کئے ہوئے ہیں اور اسی جانب کے کنارہ نہر پر بہت
اشجار بندر سعید تک لگائے گئے ہیں بعض جگہ تو درخت اس قدر گنجان لگائے گئے ہیں کہ وہ تمام
مقام جھاڑی معلوم ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام زمین چٹیل صحرا تھی کیونکہ اس قدر گنجان
لگائے گئے ہیں کہ وہ تمام مقام جھاڑی معلوم ہوتا ہے اور سوائے ان ہاتھ کے لگائے ہوئے درختوں
کے جنگل میں اور کوئی خود رو درخت نہیں معلوم ہوتا اسی جانب یعنی نہر کی مغرب جانب کی لائن تعمیر
کی گئی ہے اور اوسپر ٹرین یعنی ریل گاڑی جاتی ہے سواری گاڑی تو تیز رفتار کے ساتھ لیکن مال
گاڑی سُست چال کے ساتھ چلتی ہے چنانچہ اس وقت میرے روبرو تین چار مرتبہ گاڑی آئی گئی
اور اسی سے مجھے ہر دو رفتار کا اندازہ معلوم ہوا یہ مقام نہایت پُر لطف ہے کہ نہر میں تو جہاز رواں ہی
اور خشکی پر ریل جاری ہے اور اس لطف پر لطف مزید یہ کہ اشجار بکثرت نصب ہیں اور صدہا عرب
کام کر رہے ہیں سینکڑوں اسٹیمر آتے جاتے ہیں اور اپنی مفوضہ خدمت کو انجام دے رہے ہیں نہر
کی اسی جانب جہاز سے ذرا فاصلہ پر قدیم ہو یا جدید ایک شہر آباد ہے اوس کا نام اسماعیلیہ ہے
چلتے ہوئے جہاز میں اوس کی ٹھیک موقع کی تشخیص نہو سکی کہ وہ وسط نہر کے مقابل موقع پر آباد ہے یا
کچھ فرق سے واقع ہے نہر سے اس شہر تک سڑک خام دُرستوں کی کٹی ہوئی بنی ہوئی ہے اور اوس
پر موٹر وغیرہ چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس شہر کو ریل بھی گئی ہے نہر میں ایک مقام پر
ایک کشتی کو کہ بہت وسیع تھی اور جس میں اندازاً چالیس پچاس اونٹ سوار کئے گئے تھے جن میں

بعض اونٹ بالکل سفید تھے اور دیگر مال و اسباب بھی بھرا ہوا تھا کنارہ مشرق سے جانب مغرب
لے جا رہے تھے اس کشتی پر برابر برابر تختی بچھی ہوئی تھی اور ہر چہار جانب اوس کے جنگلہ لگا ہوا تھا
نہر کے داہنی جانب یعنی بجانب مغرب نہ تو ابھی چوکی تعمیر ہوئی ہے نہ کوئی درخت لگا ہوا ہے
البتہ اوپر کی جانب مٹی ڈالکر زمین کو مسطح اور برابر کیا جاتا ہے غرض نہر کا منظر نہایت ہی عمدہ اور قابل
دید ہے نہر میں ایک قسم کا جانور گول شکل کا بعینہ گلاب کے بڑے پھول کے مانند دیکھنے میں آیا کہ اوپر
سے وہ بالکل صاف اور معرا تھا اور آنکھ منہ وغیرہ کچھ نظر نہیں آتا تھا مگر نیچے کی جانب کچھ پاؤں وغیرہ
دکھائی دیتے تھے پانی میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا گلاب کا پھول پڑا ہوا تیر رہا ہے غرض اسی قسم
کی بہت سے جانور برابر پڑے ہوئے تیر رہے تھے نیز قسم قسم کی اور مچھلیاں بھی دیکھیں مگر ایک جوڑا
مچھلی کا کہ اون میں سے ہر ایک ڈیڑھ قد آدم طویل اور اندازاً چار من یا زاید کی وزنی ہو گی جہاز کے آگے
جہاز سے ملا ہوا دکھائی دیا بے تکلف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھینس کی جوڑی ہے اب قریب دو گھنٹہ
کے دن باقی تھا کہ ہمارا جہاز پورٹ سعید میں داخل ہوا اوس وقت بمبئی کے حساب سے شب
کے سات بجے ہوں گے یہ نہر سوئز طول میں پچاسی میل ہے یعنی سوئز سے لیکر پورٹ سعید تک پچاسی
میل کا فاصلہ ہے اور بمبئی سے بندر سعید تک مسافت میں تین ہزار سو میل کے ہے نہر دو طرفہ مشرق
و مغرب کی جانب کچھ فرق فرق سے جا بجا سرخ رنگ کی پیپی کسی دہات کی اور اسیطرح سے
لکڑیوں کی مربع وضع کی پھول بنے ہوئے دو طرفہ پانی کے اندر پڑی ہوئی تیرتی رہتی ہیں اور جہاز ان کے
بیچ میں ہو کر آتے جاتے ہیں یہ درمیانی وسعت صرف دو جہاز کا راستہ ہے یہ پیپی شاید اس
غرض سے ڈالی گئی ہیں اگر اتفاقیہ کوئی حادثہ واقع ہو یا کوئی آدمی جہاز سے گر جاوے تو ان پیپوں
کے سہارے سے ڈوبنے نہ پاوے یہاں شب کو بتیاں بھی روشن ہو جاتی ہیں مذکورہ بالا شہر
اسماعیلیہ سے ایک شاخ ریل کی مصر کو اور ایک بندر سعید کو جاتی ہے اور پھر بندر سعید سے
ریل قاہرہ کو جاتی ہے پورٹ سعید یعنی بندر سعید بہت پر فضا جگہ ہے اسوقت قریب پچیس[۲۵] جہاز
کے یہاں کھڑے ہیں ہمارے جہاز نے جب لنگر کیا تو حفظان صحت کا ڈاکٹر کل مسافروں کی صحت

کیلئے آیا اور اس نے تھرڈ یعنی تیسرے درجہ والوں کو دیکھکر فوراً اون کو جہاز سے اوتار دیا کسی سے ملنے
بھی نہیں دیا اور اون کا سامان بھی اوتار اوتار کر پھینکنے لگے اور اس امر میں ڈاکٹر کے آدمی ڈاکٹر
کے کہنے سے کسی کی سماعت نہیں کرتے تھے اس اضطراب سے کچھ نقصان بھی آدمیوں کے مال
کا ہوا میری بھی کچھ بوتلیں ٹوٹ گئیں اور فرسٹ اور سکنڈ یعنی پہلے اور دوسرے درجہ والوں
کا معائنہ جہاز میں ہی کر کے اور اون سے فی کس ایک ایک روپیہ لیکر ہر ایک کو ایک ایک کاغذ
لکھکر دیدیا یہی کاغذ راہداری کا پروانہ تھا پھر ہم سب کشتیوں میں بیٹھکر کنارہ پر اوترے اور تھرڈ یعنی
تیسرے درجہ والے جن کو بیشتر ہی جہاز سے اوتار دیا تھا وہ بھپارے کے مکان میں لے جائے گئے
فی آدمی ایک روپیہ لیا گیا اور بعض بستروں کو بھی بھپارہ دیا گیا اور بعد فراغ سب کو شہر میں جانے
کی اجازت دیدی گئی پھر ہم سب پولیس کے تھانہ میں گئے اہل پولیس نے صرف ہمارے نام لکھکر
ہم کو رخصت کر دیا اس تھانہ کے افسر پولیس کا نام محمد تھا ہم سب نے اون سے مصافحہ کیا اور
اونہوں نے بتقاضائے اخلاق مجھ سے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا پس معلوم ہوا کہ بہت با اخلاق اہلکار
ہیں پھر وہاں سے ہم کسٹم ہوس میں گئے یعنی سائر کے مکان میں اس جگہ مال کا محاصل لیا جاتا تھا
یہاں ہم نے اپنے مال میں سے قدرے ضروری سامان لے کر اور باقی دو میں مکان کسٹم میں بحفاظت
تمام امانت رکھکر معتمدین کسٹم ہوس کے حوالہ کر دیا پھر ہم ہوٹل میں جس کا نام الگزنڈریہ ہے جا کر ٹھیرے
عمدہ ہوٹل ہے اس میں کئی درجہ اور متعدد کمرہ ہیں یہاں ہم نے بہت آرام پایا اور دوسری وجہ
آسائش یہ بھی تھی کہ بعد سترہ دن کے دریائے سفر سے ہم خشکی میں اوترے تھے پس بہت ہی راحت
ہوئی چونکہ ہمارا جہاز آہستہ چلتا تھا اس سبب سے سترہویں دن پورٹ سعید پہنچا اور
بھائی صاحب ممدوح کا جہاز تیز رفتار تھا گیارہویں دن پورٹ سعید پہنچگیا تھا الغرض جو سامان
ہم نے کسٹم ہوس یعنی مکان میں سائر کے ودیعت رکھا تھا اوس کا کرایہ لیا گیا ہماری غرض کسٹم ہوس
میں مال امانت رکھنے سے صرف یہ تھی کہ مال محصولی نہو جائے کیونکہ اگر کل سامان ہم اپنی ہمراہ
قیام کی جگہ پر لے جاتے تو ایک دقت تو یہی تھی کہ وہاں کل سامان کھولا جاتا اور پھر اوسکا محصول معلوم

کس قدر لیا جاتا اور یہ ایسا انتظام شاید اس وجہ سے کیا گیا کہ قیام گاہ پر مال لے جانے سے اوسکے فروخت کرنے کا بھی احتمال ہے اور مال فروختنی پر ظاہر ہے کہ محصول لیا جاتا ہے اب کہ ہم نے سامان وہیں کسٹم ہوس میں امانت رکھدیا تھا پس ایک آسایش تو یہی حاصل ہوئی کہ ہنگام روانگی بابتہ ادائے کرایہ فی صندوق صرف اڑاہی آنہ ہم سے لے کر سب سامان سربمہر ہمارے سپرد کردیا گیا جیسے کہ ہم کسٹم والوں کو سپرد کیا تھا کسی قسم کے محصول وغیرہ کا لگان ہم پر عاید نہیں کیا گیا اور علاوہ اسکی محصول کے حفاظت بھی مال کی وہاں خوب تھی اس سب کارروائی کی تکمیل کرنے میں قریب ڈیڑھ پہر رات کے گذر گئی ہوگی پس بعد اوس کے یہ سب ہوٹل میں آکر ٹہیری اور صبح کو اوٹھکر میں شہر کی سیر کو گیا یہ شہر یعنی پورٹ سعید البتہ خوبصورت شہر ہے اس میں بمبئی کی مانند چھ منزلہ و ہفت منزلہ مکان تعمیر شدہ ہیں شہر نہ بہت تنگ اور نہ بہت کشادہ اس ترتیب سے بسا ہوا ہے کہ جس جگہ چوپڑ کا چوک ہے اوس کی ہر چہار جانب سڑکیں چلی گئیں ہیں اور مثل جے پور کے جو گلی ہے اوس کے مقابل دوسری گلی ضرور ہے اور اسیطرح بازار کے مقابل میں دوسرا بازار ہے لیکن جے پور کا بازار بہت کشادہ ہے پورٹ سعید کا بازار اس قدر کشادہ نہیں ہے ہر سلطنت کی قنصل یہاں رہتی ہیں بہت بڑا بندر ہے اور ہر سلطنت کے جہاز روزمرہ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں چونکہ یہ نہر سوئز یہاں پورٹ سعید پر ختم ہوگئی ہے پس میں بھی اب اوس کا تذکرہ اس بیان پر ختم کرتا ہوں کہ جس انجنیر نے یہ نہر سوئز کندہ کی ہے وہ فرانس کا رہنے والا تھا اگر یورپ کے جانب سے آویں تو اوسی جانب شروع نہر یعنی دہانہ نہر پر اوس انجنیر کا مجسمہ یعنی پتلہ نصب کردیا ہے یہ پتلہ جانب جنوب یعنی نہر کی جانب اپنے ایک ہاتھ سے گویا اشارہ کررہا ہے کہ اس جانب چلے آؤ یہاں میرے اہتمام سے نہر بنی ہوئی ہے یہ پتلہ ایک طویل چبوترہ پر نصب ہے اس طرح سے کہ ایک دیوار بہت طویل چبوترہ کی شکل میں بنی ہوئی ہے اوس کے وسط میں پتلہ نصب ہے اس طرح سے یعنی نصف دیوار اس مجسمہ کے جنوب جانب ہے اور نصف بجانب شمال اور اس دیوار کی جانب شرق نہر سوئز ہے اور نہر کے جانب غرب دریا و شمال بھی دریا ہے یعنی دیوار کے دونوں طرف دریا ہے اس

شہر کے شمال کی جانب دریا کے کنارہ خشکی میں لکڑیوں کے مکانات بنے ہوئے ہیں یہاں بوقت عصر بڑا دلچسپ منظر نظر آتا ہے یعنی شہر کے باشندے یہاں جمع ہوکر خوب تفریح وغیرہ حاصل کرتے ہیں اس کنارہ سے کچھ ہٹکر جانب جنوب شہر کی آبادی کا سلسلہ چلا گیا ہے اور اسی جانب برنج لوڈنگ توپوں کا توپخانہ ہے نہر بھی شہر کی اسی جگہ سے شروع ہوئی ہے اور یہ توپخانہ مصری توپخانہ ہے اور توپوں کے منہ دریا کی طرف ہیں مگر بادٹا اس توپخانہ پر ترکی اوڑہ رہا ہے اور قنصل ترکی بھی اس جگہ رہتے ہیں اور نیز دیگر سفرا کی بود و باش بھی اسی جانب ہے یہاں سلطنت ترکی کی جانب سے دو مدرسہ بھی قایم ہیں ایک مدرسہ میں صرف لاوارث بچہ تعلیم پاتے ہیں اور دوسرے میں اس شہر کے طلبا تعلیم پاتے ہیں اور باعتبار مکانیت ان مدرسوں کے علاوہ اور بھی چند مکانات عمدہ بنے ہوئے ہیں اور اسی جانب توپخانہ کے قریب سلطانی فوج کے کچھ سپاہی بھی میری دانست میں نہایت عمدہ موقع پر متعین ہیں اور وہیں رہتے ہیں یہاں بھی توپیں نصب کی گئی ہیں اور جس جگہ ہم ٹھیرے ہوئے ہیں یعنی الگزندریہ ہوٹل کی محلہ میں نصارا کی آبادی زاید ہے یہاں جگہ جگہ ہوٹل بنے ہوئے ہیں اور اون میں نصارا اور ترک کا بڑا مجمع رہتا ہے یہ سب مصر کے باشندے ہیں لیکن شناخت نہیں ہوسکتا کہ مصری کونسا ہے اور نصارا کونسا ہے البتہ ٹوپی سے کسیقدر تمیز ہوسکتا ہے لیکن اوس میں بھی شبہ کو دخل ہے کیونکہ عربوں کی تقلید سے یہاں نصارا بھی ترکی ٹوپی اوڑہتے ہیں ٹھیک اوسیطرح جس طرح ہندوستان میں اکثر نئی روشنی کے جنٹلمین نصارا کی خوشامد میں نصرانی لباس پہنتے اور انگریزی یعنی ٹوپی اوڑہتے ہیں اور چاء نوشی بھی کثرت سے ہوتی ہے یہاں تک کہ جب ہم ہوٹل میں گئے تو حسب قاعدہ نصارا چاء لائی گئی اور اوس کے ساتھ ایک کانچ کے گلاس میں پانی اور پانی سرد کرنے کے لئے ایک علیحدہ پیالی میں برف یہ تینوں برتن ہمارے سامنے میز پر چن دئے گئے اور پانی و برف اسواسطے لائے گئے کہ یہاں کے آدمیوں کا یہ بھی طریقہ ہے کہ برف کا پانی قبل چاء یا بعد چاء ضرور ہے یہاں کی شب کا وقت بڑے سیر کا وقت ہے یعنی ایک تو حکومت کی طرف سے بازار کی روشنی دوسرے ہوٹلوں کی تیسرے دکانوں کی

روشنی اور پھر یہ روشنیاں بجلی کی روشنی ہیں جن کے باہم ملجانے سے نمونہ دن کا معلوم ہوتا ہے یہاں کی
شب بھی مثل بمبئی کی شب کے روشن ہوتی ہے اور بمبئی کے ہی مانند یہاں بھی بڑی بڑی دوکانیں سوداگروں
کی ہیں جن میں سب قسم کا مال اور کپڑا ملتا ہے میوہ بھی سب قسم کا بکثرت ہے اور اس قدر
ارزاں ہے کہ وہاں کی انار فی روپیہ سولہ عدد آتے ہیں اور انگور چھ آنہ سیر بکتے ہیں اس بندر سعید
میں جانب غرب آبادی قوم عرب کی ہے اور علاوہ ان کے اور مسلمان بھی رہتے ہیں مساجد یہاں
کم ہیں اون میں سے ایک مسجد جو میں نے دیکھی توفیق پاشا کی تعمیر کی ہوئی ہے بہت بلند مسجد
ہے ہم غیر ملک والوں کو بادی النظر میں رخ اوس کا جانب مشرق معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں پر کعبہ
شریف اوسی جانب ہے مسجد میں چار درجہ ہیں امام کے قرب کا اور آخیر درجہ یہ دونوں اور درمیان
کے دو درجہ اون سے بڑے ہیں اس مسجد میں پانسو آدمیوں کے قریب نماز پڑھ سکتے ہیں مسجد کی
جانب شمال چھت کے اوپر عورتوں کی نماز کیواسطے جگہ بنی ہوئی ہے جس مقام پر قنصل ترکی رہتے
ہیں اوس کے قریب ہی ایک اور ہے اوس کو اندر سے میں نے نہیں دیکھا اور جس جگہ عرب رہتے ہیں
وہاں بھی مساجد ہوں گی بوجہ عدم فرصتی اوس جانب میرا جانا نہیں ہوا اس بیان کے سلسلہ میں یہ کہنا بھی
خلاف موقع نہ ہوگا کہ ان مساجد کی بہ نسبت مساجد بمبئی کا عمدہ اہتمام ہے معبود برحق یہاں کی عباد کو اور
زیادہ عمل حسنہ کی توفیق عطا فرمائے یہاں پورٹ سعید میں مال کے چڑھانے اوتارنے اور جہاز
کی مرمت وغیرہ کرنے کی غرض سے دریا کے کنارہ پر گودی بھی بنی ہوئی ہے ہمارے ساتھ
مولا بخش پنجابی قادیانی وعبد الغفور یہ دونو صاحب نہایت تجربہ کار اور لایق آدمی ہیں یہ دونو صاحب
پورٹ سعید میں جہاز سے اوتر کر صبح کے آٹھ بجے شہر قاہرہ کے اندر معائنہ کے لئے قاہرہ کو چلے
گئے اور بقول انکے وہ ایک بجے وہاں پہنچے پھر واپس آ گئے چونکہ ان اصحاب نے اپنی روانگی سے مجھے
مطلع نہیں کیا پس مجھکو اون کے ساتھ نہ جانے کا بہت افسوس ہوا اگر مجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا
کہ یہاں سے قاہرہ کو ریل جاتی ہے تو میں بھی ضرور قاہرہ کی سیر کر آتا اور اب جانے کا وقت
باقی نہیں رہا تھا یہاں نصارا عربی زبان خوب جانتے ہیں کہ الناس علی دین ملوکہم بندر سعید سے

قاہرہ تک کرایہ تھرڈ کلاس کا فی کس چار روپیہ سکہ کلدار اور سکنڈ کے سات روپیہ ہیں اس بندرگاہ
پر درخت بہت لگائے گئے ہیں جو اسی ملک کے ہیں اس لئے میں اون کے نام ہندی زبان
میں ظاہر نہیں کرسکتا مگر یہ کہ سایہ کے واسطے وہ بہت اچھے ہیں بعض جگہ باغیچہ بھی لگے ہوئے
ہیں اور یہاں بھیڑیں کثرت سے فروخت ہوتی ہیں اور بہ نسبت ہندوستان کے بھیڑوں کے کسی
قدر بڑی بھی ہوتی ہیں بگھیاں بھی یہاں کرایہ کی ملتی ہیں عمدہ فٹن ربڑ ٹائر یعنی ربڑ پہیوں پر چڑھا ہوا ہوتا ہی
اور اون میں گھوڑے عربی جُتتے ہوئے ہوتے ہیں اور ٹریم بھی چلتی ہے مگر اوس میں صرف ایک خچر
جوتا جاتا ہے اس کا کرایہ فی کس ایک آنہ ہے جس ہوٹل میں ہم ٹھیرے ہوئے ہیں بہت عمدہ ہے
شرح کرایہ یہاں یہ ہے کہ اگر پلنگ لیویں تو فی آدمی دس آنہ یومیہ اور بغیر پلنگ یومیہ پانچ
آنہ کرایہ لیا جاتا ہے غرض بندر سعید بہت دلچسپ دسیر کی جگہ ہے پھر ہم نے بندر سعید سے
یافہ جانے کے واسطے ٹکٹ جہاز کا لیا کرایہ سکنڈ کلاس کا فی کس پندرہ روپیہ کلدار تھرڈ کا فی کس
پانچ روپیہ ہے جس جہاز کا ٹکٹ لیا گیا تھا اوس کا نام نکلس ہے یہ روسی کمپنی کا جہاز تھا بہت عمدہ
اور بڑا جہاز تھا الغرض ہم بندر سعید سے چار بجے دن کے یعنی بوقت عصر جہاز پر سوار ہونے کو روانہ ہوئے
تو پہلے کسٹم ہوس میں گئے یہاں ہم سے فی اسم سات آنہ بابت محصول لئے گئے یہاں سے فراغت
حاصل کر کے کشتی پر بیٹھکر جہاز پر سوار ہوتے سات بجے رات کے لنگر جہاز کا اوٹھایا گیا اور جہاز روانہ
ہوا یہ جہاز بہت تیز چلتا تھا دو گھڑی دن چڑھے بندر یافہ میں جو زیر علاقہ سلطانی ہے جہاز داخل ہوا اس
بندر سعید سے دریائے بحر روم شروع ہو جاتا ہے یہاں ڈاکٹر معائنہ کے واسطے نہیں آیا صرف ایک
ترک جو پولیس کا افسر تھا وہی آیا تھا بعد تھوری دقیقہ کی کپتان جہاز نے بندرگاہ کی اون ناؤ والوں کو جہاز
پر چڑھنے کی اجازت دی جو مسافروں کو معہ اون کے سامان کے جہاز سے اوتار کر بندرگاہ میں لیجاتے
ہیں چنانچہ وہ سب ناؤ والے جہاز پر چڑھ کر ہر ایک مسافر سے اوس کے مال کے سلامتی کے ذمہ داری
کر کے مال اوتار کر ناؤ پر لے گئے اور جس مسافر کا سامان جس ناؤ پر اونہوں نے رکھا اوسی ناؤ پر اوسکو
بٹھایا اور اس طرح سے بندر یافہ میں داخل ہو گئے چونکہ وقت صبح کا تھا اس وجہ سے دریا میں تلاطم بالکل نہیں

تھا شہر یافہ کا بندر کچھ عمدہ نہیں ہے بندرگاہ پر صرف ایک ہی مکان بنا ہوا ہے اور جس جگہ مسافر اترتے ہیں وہیں مال کا حاصل بھی وصول کر لیا جاتا ہے اور سپاہی بھی اوسمیں رہتے ہیں مگر شہر عمدہ ہے پرانی وضع کا پرانا شہر ہے اور بازار کہیں سے پٹا ہوا کہیں سے کھلا ہوا ہے البتہ جدید آبادی کشادہ ہے غرض ہم ایک مکان میں جاکر ٹھیرے اوسمیں صرف چار کمرے تو اوپر تھے اور دو کمرے نیچے مگر یہاں سے دریا کی خوب سیر دکھائی دیتی تھی اسی مکان میں صاحبزادہ عبدالرحمن خاں وغیرہ پہلے سے ٹھیرے ہوئے تھے اون سے ملاقات ہوئی لیکن چونکہ وہ بیت المقدس کی زیارت کرکے یہاں آئے تھے اور اونکا قیام صرف ہو چکا تھا لہذا تھوڑی دیر کے بعد وہ حیفا کی روانگی کیواسطے جہاز نکلس پر سوار ہونے کو چلے گئے اور ہمارے یہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد دلی والے بیت المقدس کی زیارت کرکے قیام کے واسطے اسی مکان میں آئے ان سب کے احرام بندھے ہوئے تھے جو اصحاب دہلی ہمارے ساتھ تھے یہ اون کے رشتہ دار تھے قریب پندرہ بیس آدمیوں کے تھے یہ مکان جس میں ہم ٹھیرے ہوئے تھے حاجی درویش کا مکان ہے یہاں سے دن کے گیارہ بجے کے بعد ہم سب بیت المقدس جانے کے لئے اسٹیشن ریلوے کو روانہ ہوئے اور کل سامان حاجی درویش کے مکان میں رکھ گئے جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو سب نے اسی امر پر اتفاق کر لیا کہ ہم سب ایک ہی درجہ میں بیٹھیں گے پس ہمبھی سب کے رعایت ملحوظ رکھکر تیسرے درجہ میں بیٹھنے پر مجبور ہو گیا اور کل ٹکٹ تیسرے درجہ کے خرید کئے گئے چونکہ ہمکو بیت المقدس جانا اور پھر وہاں سے اسی مقام پر واپس آنا مقصود تھا اس لئے ہر شخص کے واسطے جانے آنیکا ٹکٹ فی ٹکٹ ڈہائی مجیدی کی شرح سے خرید کیا گیا یہ مجیدی سکہ سلطانی ہے اور اس کی قیمت فی مجیدی ڈھائی روپیہ سکہ کلدار تھے پس اس حساب سے تین روپیہ دو آنہ جانے کے اور تین روپیہ دو آنہ واپسی کے ایک شخص کی بابتہ ہوئے یہ کرایہ تھرڈ کلاس کا ہوا کیونکہ ہم تھرڈ ہی میں بیٹھے تھے غرض دن کے دو بجے ریل گاڑی روانہ ہوئی یہ گاڑی مثل راجپوتانہ ہی کی گاڑی کے ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ راجپوتانہ یا ہندوستان کی گاڑیوں کے ہر درجہ میں صرف ایک ہی دروازہ

اوس درجہ میں داخل ہونے کے لئے ہوتا ہے مگر یہاں کی گاڑیوں میں ہر درجہ میں دو دروازہ ہوتے ہیں
ایک معمولی دروازہ داخل ہونے کا اور دوسرا دروازہ پر درجہ ہی سے دوسرے درجہ میں چلے
جانیکا بھی اوّل سے آخر تک کے درجوں میں رکھا گیا ہے جس سے ماسوا آرام کی دوسری انتظامی
آسودگی یہ ہے کہ اول سے آخر تک کے درجہ والوں کو ایک دوسرے کے نیک و بدحالات بخوبی
دکھائی دیتے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی نگہبانی ہے جو انتظام ٹرین کی قایم رکھنے کے لئے بہت
مفید ہے دوسری ایجاد یہ بھی زاید ہے کہ کل ٹرین یعنی سلسلہ ریل گاڑی کی پہلی گاڑی سے لیکر
گارڈ یعنی پہرے والوں کی گاڑی تک روش کی شکل میں راستہ بھی رکھدیا گیا ہے تاکہ کسی حادثہ کے
وقت ہر درجہ والا مسافر گارڈ کو اوس حادثہ کی اطلاع دیسکے ٹکٹ بھی اندرہی گاڑی کے دیکھا جاتا
ہے اور درمیانی عرصہ میں بھی کئی دفعہ ٹکٹ کو دیکھتے جاتے ہیں یہاں یہ بڑی آسایش ہے کہ ہر گاڑی
کے یعنی ہر ڈبہ کے دروازہ پر لکڑی کے تختے دوسرے ڈبہ میں جانے کے لئے بچھے ہوئے ہیں
ادنپر سے ہوکر ایک گاڑی سے یعنی ایک ڈبہ سے دوسری گاڑی یعنی دوسرے ڈبہ میں چلے جاتے
ہیں کیونکہ ہر گاڑی یعنی ہر ڈبہ کے طول میں دونوں طرف دو دروازہ رکھدیے گئے ہیں اور ان دونوں دروازوں
پر ایک ایک سپاہی حفاظت کے واسطے مقرر ہے المختصر ہم یافہ سے روانہ ہوکر اسٹیشن لدا پہنچے
یہاں گاڑی پندرہ منٹ ٹھیری یہاں سے روانہ ہوکر اسٹیشن رملہ پر پہنچے یہ رملہ ایک آبادی ہے
مثل قصبہ کے اور یہاں سے لدا دو میل کے فاصلہ پر ہے اسی قصبہ رملہ میں حضرت صالح علی نبینا و
علیہ السلام کا مزار ہے اور یہی قبرستان ہے یہاں کے باشندونے یہ بھی بیان کیا کہ کچھ فاصلہ پر حضرت
ابن یامین علی نبینا و علیہ السلام کی قبر ہے واللہ اعلم بالصواب یافہ سے رملہ تک ریل کے دونوں طرف
باغات چلے گئے ہیں یعنی ریل دوطرفہ باغوں کی بیچ ہوتی ہوئی جاتی ہے ان باغات میں چند قسم کے میوہ
کے درخت ہیں جن میں سے نارنگی و انگور و زیتون و انار و لیموں وغیرہ تو چلتی ہوئی ریل کے اندر سے
شناخت میں آئے اور باقی ہر قسم کی اور دیگر میوہ کے درخت بھی ہوں گے ریل پر سے اوس کی
تیز رفتاری میں جو پہچانے گئے اون کے نام لکھدیے گئے جس وقت ریل اون باغات میں ہوکر جاتی ہے

دل کو نہایت ہی فرحت اور آنکھوں کو نہایت ہی سرور اور لطف معلوم ہوتا ہے ماسوائے باغات
یہاں زراعت بھی خوب ہوتی ہے چنانچہ اس فصل کا اناج جوار تل وغیرہ کٹکر تیار ہو گئے ہیں بہت
عمدہ بابرکت و سرسبز ملک ہے اور قسم اراضی سیاہ و دومٹی ہی کسیقدر ریتی کے ٹیلے بھی ہیں۔ اور
بکریاں و دنبہ و گائے بیل وغیرہ مویشی بھی ہیں اور پہاڑوں کا سلسلہ بھی کوسوں تک چلا گیا ہے
دیہات قریب قریب آباد ہیں اور دیہاتیوں کے گھر اسی وضع کے ہیں جس طرح و وضع کی کہ ہندوستان
کے دیہات والوں کے ہوتے ہیں اکثر عمارت خام اور اوپر سے پٹی ہوئی ہے ادنیٰ کوئی مکان پختہ
بھی ہے اور بکریاں اگرچہ چھوٹے قد کے ہوتے ہیں مگر خوب تیار اور بہت دودھ والی اور بہت خوبصورت
ہوتی ہیں اب اسٹیشن سلجت کا آیا یہاں کے راستہ میں ایک نالا بھی ہے اوس پر پل بنا ہوا ہے
اس اسٹیشن پر بعض درخت نئے قسم کے دیکھے گئے نام دریافت کرنے پر اونکا نام کینا بتایا گیا اب
یہاں سے سلسلہ پہاڑوں کا زائد ہے پہیلا اسٹیشن دیریان آیا یہاں بھی راستہ میں مختلف پہاڑوں
پر دہات آباد ہیں اس اسٹیشن پر بیت المقدس سے یافہ کو جانے والی ریل کھڑی ہوئی تھی ہمارے
آنیوالی ریل اور یافہ کو جانے والی یہ دونوں ریلیں اس جگہ ملتی ہیں راستہ میں زراعت ربیع بھی دیکھی
گئی اور پہاڑوں پر بھی کچھ درخت دکھائی دیتے تھے اس طرف کے اہل دہات کے مکان پختہ دیکھنے میں
آئے ان پہاڑوں کے بیچ میں عجیب طرح کا موڑ دیکر ریل کو لے گئے ہیں یہ مواقع بھی ایسے لائق دید ہیں
کہ اونکا حظ ہرگز بیان سے محسوس نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اپنی آنکھ سے دیکھے نہ جائیں جیسا کہ مسلم نے
اپنے شعر میں کہا ہے ؎

کہیں کیا لذت درد نہاں میں ٭ مزا آتا نہیں شرح دہیاں میں

پہاڑوں پر انگور و انجیر و زیتون وغیرہ کی جھاڑیاں لگی ہوئی ہیں پھر اسٹیشن بتیر آیا پہاڑوں کے
پہلو میں بھی ریل بہت ہی موڑ کھاتی ہوئی ایسے ڈھنگ سے گئی ہے کہ یہاں سے ایسکہ باقی تمام
راستہ میں اور بھی زیادہ کیفیت دیکھنے میں آئی ان پہاڑوں میں زراعت پیاز، لہسن، گاجر، بیگن
وغیرہ کے دیکھنے میں آئے اور انگور تو بالکل ایسے ہی کثرت کے ساتھ ہیں جیسے ہمارے ملک میں

پہاڑوں پر جھاڑی ہوتی ہے اس کوہستانی ملک میں زیتون اور انگور کے باغ پہاڑوں میں ایسے لگے ہوئے ہیں کہ البتہ اون کو دیکھکر عجیب لطف آتا ہے یعنی پہاڑ کو بھی درجہ بدرجہ ایک زینہ وسیع کی مانند بنا رکھا ہے اور ہر درجہ پر انگور و زیتون و انجیر کے درخت لگے ہوئے ہیں اور ماسوا اس کے دیگر زراعت بھی ہوتی ہے یہ منظر بھی لایق دید ہے تمام پہاڑوں پر دیہات آباد ہیں اور مساجد بھی بنی ہوئی ہیں تخمیناً پندرہ سولہ میں تک ان پہاڑوں کے بیچ میں ہو کر ریل جاتی ہے اور تمام جنگل نہایت سر سبز دبے انتہا رونق دار اور بغایت پر بہار ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین ست ٭ ہمین ست و ہمین است و ہمین ست

یہ سب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کی دعا کی برکت ہے بوقت قریب مغرب کے اسٹیشن بیت المقدس میں داخل ہوے یہ اسٹیشن کوئی ایسا بڑا مکان نہیں ہے صرف معمولی سا بنا ہوا ہے یہاں سے بگھیوں میں سوار ہوکر ایک مکان میں فروکش ہوے یہ مکان تکیہ کے نام سے مشہور ہے اور شہر کے اندر دروازہ شہر کے قریب ہی واقع ہے اس دروازہ کا نام باب الرحمان ہے اسٹیشن سے لیکر یہاں تک خوب آبادی ہے اور اسٹیشن سے اس جگہ کا جہاں ہم ٹھیرے ہیں تخمیناً دو میل کا فاصلہ ہوگا خدائے تعالےٰ جل شانہٗ کے فضل و کرم سے میں اور میرے اہل محل و برخوردار عبدالحی خاں اور جملہ ہمراہیان بخیریت تمام یہاں پہنچے شب کو اسی مکان میں آرام کیا اسٹیشن سے یہاں تک نصارا و یہود و مسلمانان بڑے بڑے سوداگروں کی دوکانیں ہیں اور کسیقدر غربا کی بھی آبادی ہے یہ آبادی جدید ہے اور بہ نسبت قدیم آبادی کے کسیقدر کشادہ بھی ہے سب سلطنتوں کے سفرا کے مکانات وخیراتخانہ اسی جدید آبادی میں واقع ہیں ان مکانات کے اندر باغات بھی لگے ہوئے ہیں ہم شب کو مسجد اقصیٰ میں نہیں گئے مسجد اقصیٰ اسی بیت المقدس کا نام ہے صبح صادق کے وقت ہم مسجد میں گئے اور حنفی مصلی پر نماز جماعت سے ادا کی جس جگہ صخرا ہے وہی مصلی حنفی ہے یہ صخرا ایک بڑا پتھر ہے جو گنبد کے اندر ہے عوام کہتے ہیں کہ یہ پہلے گنبد کے اندر معلق تھا مگر اب تو وہ گنبد کی دیوار پر لڑکا ہوا ہے یہ گنبد بہت عمدہ بنا ہوا ہے اس کے ستون معمولی پتھروں کے ترشے ہوئے ہیں اور

موقع موقع پر سنگ مرمر کے ستون بھی ہیں اور دیگر کئی قسم کے پتھروں کے ستون ہیں ان سب پر سونیکا کام ہورہا ہے انہیں ستونپر گنبد یا قبہ ہے اور اس قبہ کے اندر صخرا ہے اور صخرا کے بیچ میں ایک سوراخ ہے وہاں کے آدمی ایسا بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی سوراخ کے جگہ سے معراج ہوئی ہے مگر یہ سندی روایت نہیں ہے ؎ شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا مصلی صخرا سے بجانب شمال ہے اور اسی جانب جبرائیل علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ کرسی کی بیٹھک کے برابر وسیع اور اوسیقدر بلند ایک چبوترہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹھنے اور عبادت کرنے کی جگہ قبہ صخرا جانب غرب ہے یہ بھی اوسی وضع کی بنی ہوئی ہے اور اس کے غرب کی جانب حضرت داؤد و حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام کی جگہ اوسی شکل کی بنی ہوئی ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سر آمد عمامہ مبارک کا نشان بھی صخرا میں ایک گڑہی کی شکل میں نمایاں ہے جیسا کہ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں اور ایک مقام زیارت کا بیر ارواح ہے یہ ایک کنواں ہے یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ سب انبیا علیہم السلام کی ارواح جمعرات کو جمع ہوتے ہیں واللہ اعلم قبہ صخرا کی جانب شرق مسجد کی دیوار احاطہ کے گوشہ میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام و حضرت مریم علی نبینا وعلیہما السلام کی عبادت و رہنے کی جگہ بنی ہوئی ہے اور اسی جانب کچھ فرق سے حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر مختلف فیہ ہے یعنی بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ اونکی کرسی ہے اور اسی جانب باب الرحمۃ و باب توبہ ہے اور پل صراط کی بھی نشانی بنی ہوئی ہے اور مسجد اقصیٰ کے نیچے ہے یعنی مسجد اوس کی چھت پر ہے اور یہ چھت اب روئے زمین کے ساتھ ایسی مسطح ہوگئی ہے کہ زائرین ایک نیچے جانے والے زینہ سے اوتر کر اوس کے اندر جاتے ہیں اوس کے ستون بھی پتھر کے ہیں اور اس قدر موٹے اور لانبے ہیں کہ انسان کا کام ایسے پتھروں کے ستونوں کے اوٹھانے کا ہرگز ہرگز نہیں معلوم ہوتا یہ کام جنات کا ہے یا جر ثقل سے ممکن ہے پس انہیں ستونوں سے دالان بناتے چلے گئے ہیں اور اون پر لداؤ کی چھت ڈالدی گئی ہے یہ چھت تخمیناً ہزار گز طویل اور اسیقدر عریض

ہے اور اسی پر جدید مسجد اقصیٰ وغیرہ مکانات تعمیر ہیں یوں سمجھنا چاہیے کہ اب یہ قدیم عمارت
ان جدید عمارات کی کرسی ہے چنانچہ اوس کے اوپر عبد الملک بن مروان نے بھی مسجد نہایت عمدہ
تعمیر کی ہے فی الحال انہیں دونوں کو یعنی اس جدید مسجد اقصیٰ اور مسجد عبد الملک کو مسجد اقصیٰ
کہتے ہیں اور اسی جدید مسجد اقصیٰ میں شافعی مذہب کے امام نماز پڑھاتے ہیں اور باعتبار مکانیت
کے یہ ایک اچھی بڑی مسجد ہے اس میں صرف شمال کی جانب تین دروازہ ہیں جو نماز کے وقت
کھول دئے جاتے ہیں اور باقی تینوں سمت میں کوئی دروازہ نہیں ہے تین طرف سے بند ہے اور
اوس میں بجائے جانماز کے قالین کا فرش ہے اور ستون وغیرہ پر سنہری کام ہوا ہے جھاڑ
وغیرہ بھی بآئین شایستہ آویزاں ہیں البتہ بہت بڑی مسجد ہے جو حسب بیان بالا وسعت میں
تقریباً ہزار گز کی ساحت میں پھیلی ہوئی ہے اور اس جدید مسجد اقصیٰ کی اور پرانی مسجد جو کہ نیچے ہے
اوس کے قریب ہی دالان کی شکل میں بقول وہاں کے اشخاص کے طویلہ حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام
کا ہے اوس کی چنائی کے کام میں بھی بڑے بڑے پتھر لگے ہیں مجھ سے اس دالان کی نسبت
طویلہ ہونا ہی بیان کیا گیا ہے یہ نہیں معلوم کہ دالان بھی متعلق تھا یا کہ فی الواقع طویلہ تھا اور اب جو مسجد
اقصیٰ موجود ہے اوس کا صحن بقدر حاجت نمازیان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے سلطان عبد العزیز خاں
مرحوم کا بنایا ہوا ہے اللہ تعالےٰ اون کو اس خیر کے عمل کا اجر جزیل دے اور باقی بہت سا صحن خام
بھی رہگیا ہے اور جس جگہ صخرا ہے وہ موقع بلند ہے اور اوسی کے سلسلہ میں بہت دور تک جانب
جنوب ایک بڑا اور بلند میدان چلا گیا ہے اور اُس کے اوپر سے نیچے اُتر آنے کے لئے ایک زینہ
بنا ہوا ہے اوس زینہ کے ذریعہ سے نیچے اُتر کر پھر ایک میدان میں داخل ہوتے ہیں اور اوس میدان
کے پاس ایک حوض ہے اوس حوض میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور لوگ اوسی کو حوض کوثر کہتے
ہیں اس کے چو طرف پانی نکالنے کے پیچ بنے ہوئے ہیں اونکو کھولکر مصلی وضو کرتے ہیں اور اوسکے
بعد پھر ایک میدان ہے اور اس میدان کو طے کرنے کے بعد اوس مقام میں داخل ہوتے ہیں جہاں
اب تہ خانہ کی حیثیت میں قدیم مسجد اقصیٰ ہے اور جو حسب بیان بالا تعمیر کردہ حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام

ہے غرض یہ کل قدیم مسجد اقصیٰ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے بہت بڑی مسجد ہے اور بہت خوبصورت ہے
موقع صخرا اور اوس کا چوطرف کا صحن حسب بیان بالا اس قدر اونچا ہے کہ اوس کے سنگین زینہ پہ
چڑھ کر صحن میں داخل ہوتے ہیں یہ زینہ اس صحن کے چاروں طرف بنا ہوا ہے اور باعتبار بلندی ہر
زینہ میں شاید پندرہ یا بیس سیڑھیاں تعمیر کی ہوئی ہیں اور ان چوطرفہ زینوں میں سے ہر یکطرفہ زینہ
کے شروع پہ تین تین دروازہ ہیں اور صخرا کی مشرق کی جانب ایک عمارت بشکل بارہ دری بنی ہوئی ہے
اس کے باہر درجہ کے نو دروازہ ہیں اور اندر کی منزل کے چھ دروازہ ہیں ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی عدالت یعنی دادرسی اور انصاف کرنیکا ایوان ہے اب اس مسجد
اقصیٰ کے بیان کو مختصر کر کے ہم شہر بیت المقدس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ یہ کہ چاروں
گوشوں پہ چار منارہ ہیں شہر پناہ اس شہر کی پختہ ہے سلطان سلیم خاں غفر اللہ لہٗ کے عہد میں
تیار ہوئی ہے اور پھر جانب جنوب شہر کے ہم حضرت داؤد علیہ السلام کی مقدس قبر کی زیارت
کرنے گئے اور پھر وہاں سے جانب مشرق کوہ سینا پہ گئے یہاں ایک تاریخی واقعہ قابل بیان یہ ہے
کہ اس کوہ پر سے جانب شرق ایک بڑی جھیل پانی کی نظر آتی ہے جب اوس کی نسبت دریافت
کیا گیا تو وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ اس جگہ حضرت لوط علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے قوم تباہ کی گئی ہے
واللہ اعلم پھر وہاں سے ہم حضرت سلمان فارسی اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہما کے مزار مبارک پر گئے
اور جس جگہ سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام آسمان پہ تشریف لے گئے ہیں وہ جگہ بھی دیکھی اور حضرت
موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے عصا کی جگہ دیکھی یہ سب زیارتیں کوہ سینا پہ ہیں حضرت عکاشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا مزار اسی بلد یا اسپتال کے پاس ہے اور اوسی جانب شرق ایک نشیب میں حضرت
مریم علیہا السلام کی قبر ہے نشیب میں اُترنے کے لئے ایک زینہ اور بنا ہوا ہے اوس پر سے
اُتر کر ہم قبر شریفہ پہ پہنچے یہ ایک گنبد دار مقبرہ میں ہے اور اس وقت اس گنبد میں بہت ہی
اندھیرا تھا چنانچہ خدام نے بتیاں روشن کر دیں اور بآئین شایستہ زیارت کرائی ان دنوں اس قبر
شریفہ کی خدمت وغور و پرداخت کا تعلق نصارا سے ہے ورنہ پہلے اسقدر تعلق نہیں تھا

اوراب بھی صرف اونہیں نصارا کا تعلق ہے جو نصاری کہ سلطانی علاقہ کے باشندہ ہیں تو تعلق
بھی صرف اسیقدر ہے کہ اون کے قبضہ میں اس مقبرہ کی کنجی رہتی ہے قبر شریفہ کی روشنی
کے لئیے بہت سی ہانڈیاں سونے وچاندی کی مقبرہ کے گنبد میں اوس وقت آویزاں تھیں اور موم
بتیوں کی روشن کرنے کی سونیکی اکے بھی قرینہ سے جا بجا رکھی ہوئی تھی اور بادلہ کے تھانوں سے گنبد
کے اندر کی ہر چہار جانب کی دیواروں کو آراستہ وپیراستہ کر رکھا تھا اور بہت بھاری چادر
زریں قبر شریفہ پر پڑی ہوئی تھی غرض نصارا نے اس مقبرہ کی بہت ہی آرایش کر رکھی ہے دروازہ
پر ایک پہرہ ترکی سپاہیان پولیس کا رہتا ہے پھر ہم قصبہ خلیل الرحمن کو گئی خلیل الرحمن اس قصبہ ہی کا
نام ہے یہ قصبہ بیت المقدس کی جانب جنوب پچیس تیس میل کے فاصلہ پر ہے بیت المقدس سے
خلیل الرحمن تک برابر سلسلہ پہاڑوں کا چلا گیا ہے اون پہاڑوں پر جڑ سے چوٹی تک تمام باغات
ہیں اور اون میں درخت انگور وانجیر وزیتون وانار کے لگے ہوئے ہیں اور نہایت سرسبز ہیں بعض آدمیوں
نے اپنے باغات کی حدود قایم کرنے کی دیواریں بنالی ہیں اور اون دیواروں کے احاطوں میں پہاڑوں
پر بنگلے بھی بنے ہوئے ہیں ۔ یہاں ہم نے تازہ خوشہ انگور کے بیل میں سے چنواکر خرید کئے اور
کہائے تو بارک اللہ اون کو بہ نسبت یہاں کے انگوروں کے بہت ہی لذیذ نہایت بہتر بامزہ پایا
خدا تعالیٰ جل شانہٗ کی قدرت کاملہ نظر آتی ہے کہ ان پہاڑوں میں ایسے ایسے عمدہ میوہ جات پیدا
کرتا ہے اور پھر یہ پہاڑ ایسے سیراب ہیں کہ بوجہ جوش سیرابی بعض جگہ سے پانی جھرتا ہے پس ان باغوں
اور جھرنوں کو دیکھکر ایک عجیب لطف آتا ہے اور یہ سب الطاف باری تعالیٰ جلشانہٗ کی صرف
حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کی دعائے مبارک کی برکت کا ثمرہ ہے بیت المقدس خلیل الرحمن
تک ہم بگھی میں سوار ہو کر گئے تھے اوس میں تین تین گھوڑے برابر جتتے ہوئے تھے پہلو بہ پہلو یعنی ایک
بگھی میں چھ گھوڑے تین ایک قطار میں آگے اور اوسی ترتیب سے تین اون کے پیچھے جوتے گئے
تھے اس کل مسافت میں صرف ایک ہی چوکی درمیان میں بنی ہوئی ہے اور وہاں پہرہ بھی ہے اور چار
وغیرہ بھی فروخت ہوتی ہے اس چوکی پر ایک گھنٹہ گھوڑوں کو وقفہ دیتے ہیں اور پھر ایک گھنٹہ واسپی پر دیں

ٹھیرتے ہیں غرض ہم سب صبح کو نماز سے فارغ ہوکر خلیل الرحمن جانے کے لئے سوار ہوئے تھے
اور دس بجے کے بعد وہاں پہنچے بعد کھانا کھانے کے ہم سب فرودگاہ سے زیارت انبیا
علیہم السلام کے واسطے گئے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام وحضرت اسحاق علی نبینا وعلیہ السلام
وحضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام وحضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام وحضرت سارہ علی نبینا و
علیہا السلام وزوجۂ شریفہ حضرت اسحاق علی نبینا وعلیہ السلام ان سب کی زیارت سے
مشرف ہوئے اور علاوہ ان کے جو اور بھی ممتاز قبریں تھیں اون کی زیارت بھی کی اور جو اہل قبور ہیں
اون کے نام میں بھول گیا الغرض یہ قصبہ خلیل الرحمن خوب آباد ہے اکثر تجارت وصنعت پیشہ
لوگ یہاں رہتے ہیں اور کانوں کے بندہ وغیرہ اور اسی قسم کی صنعت کی اشیا اور چمڑے
و دیگر اشیا کی تجارت بھی کرتے ہیں اور جب بیت المقدس سے خلیل الرحمن کو جاویں تو اثنائے
راستہ میں برلب سڑک ایک قصبہ واقع ہے جس کو بیت اللحم کہتے ہیں اس قصبہ میں حضرت
عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے پیدائش واقع ہوئی ہے اور اوس جگہ پر یہ عمارت ایک گپھا بنی ہوئی
ہے لیکن میرا بوجہ عدیم الفرصتی اس جگہ جانا نہیں ہوا کیونکہ وقت واپسی کم رہ گیا تھا بیان بالا
زبانی جناب بھائی صاحب معظم صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب لکھا گیا اس قصبہ میں صدف
یعنی سیپ کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے یہ قصبہ بیت المقدس کی جانب جنوب ہے اور اوس سے
پانچ چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور بیت المقدس و بیت اللحم کے درمیان ایک قلعہ پرانا بھی
واقع ہے یہاں کے لوگ ایسا مشہور کرتے ہیں کہ یہ قلعہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے
وقت کا تعمیر کیا ہوا ہے کیونکہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام دن کو یہاں رہتے تھے اور شب
کو حضرت بلقیس رضی اللہ عنہا کے پاس اون کے وطن مالوفہ کو چلے جاتے تھے اور پھر صبح کو اسی قلعہ
میں واپس آجاتے تھے اور بعض اشخاص ایسا بھی بیان کرتے ہیں کہ سلطان سلیم غفر لہ اللہ الکریم نے
اس کو تعمیر کیا ہے اور ایک حوض یا کنڈ پانی کا بھی اس قلعہ میں حسب دستور قلعہ جات تعمیر کیا ہوا ہے
اور اوس سے اوس حوض کو نہر میں جو مسجد اقصیٰ میں بنا ہوا ہے پانی پہنچتا ہے واللہ اعلم بالصواب

اور مرقد مبارک حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی زیارت نصیب نہیں ہوئی کیونکہ یہ جگہ یہاں سے قریب پچیس میل کے تھی اور وقت واپسی بہت تھوڑا رہ گیا تھا کس لئے کہ تاریخ معینہ پر ہمکو جہاز پر پہنچ جانا ضروری تھا اور اسی لئے وہاں پہنچنے میں دیر ہو جانے کے خوف سے وہاں جانا نہو سکا اور البتہ اس محرومی کا مجھکو بہت افسوس ہوا یہ شہر بیت المقدس بہت آباد ہے اور نہایت مامون شہر ہے کیونکہ چوطرف اس کے پہاڑ کثرت سے ہیں اور ان پہاڑوں کا سلسلہ کوسوں تک چلا گیا ہے قدیم شہر بیت المقدس جو پہلے کی آبادی ہے اوس کے بازار تنگ ہیں اور قدیم دستور کے مطابق بہت جگہ یہ بازار لداؤ کی چھتوں سے پٹی ہوئی ہے البتہ جدید آبادی کشادہ ہے اس شہر میں ہر قسم کا مال ملتا ہے کپڑا ہر قسم کا اعلیٰ سے اعلیٰ بڑی قیمت کا دستیاب ہوتا ہے اور میوہ تو یہاں بکثرت اور بہت عمدہ ہوتا ہے چنانچہ انجیر یہاں کا بہت بڑا ہوتا ہے اور مزہ میں نہایت لذیذ حلاوت کے ساتھ بہت اچھا انار بھی نہایت ہی عمدہ اور شیریں اور بیدانہ ہوتا ہے اور دیگر اشیا بھی بکثرت ہوتی ہیں غرض یہ شہر تجارت کی بڑی منڈی ہے ممتاز عمارت کے ذیل میں ایک گرجا نصارا کا بھی ہے اور ایسا مشہور کرتے ہیں کہ یہ گرجا نصارا کا کعبہ ہے کل نصارا اور تمام نصرانی سلطنتوں کے پادری اس گرجا کی خدمت پر مامور ہیں اور جیسے اس گرجا کے لئے مناسب ہونی چاہئے ویسی ہی بہت بلند عمارت بنی ہوئی ہے اور اوس کو خوب آراستہ کر رکھا ہے البتہ یہ قابل دید عمارت ہے مگر کنجی اس نامی گرجا کی نصاریٰ کے بھی ترک افسر کے پاس رہتی ہے اور اسی گرجا کے قریب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر فرمودہ مسجد ہے یعنی شعر

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہئے ؛ بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہئے

چونکہ اس گرجا کے مقام پر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو قوم یہود نے اپنے زعم میں سولی پر چڑھایا پس اوسی مقام پر بطور یادگار یہ گرجا تعمیر کر دیا گیا ہے اور اس واقعہ کی تصویر اوس میں رکھدی گئی ہے اس تصویر میں یہ واقعہ اس شکل سے دکھایا گیا ہے کہ ایک سولی یعنی صلیب کی تصویر بنا کر جسکی شکل

یہ ہے ✚ اوس پر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی تصویر مرتسم کر دی گئی ہے اس صورت سے
کہ کھڑے خط پر جو بجائے ستون صلیب ہے حضرت ممدوح کا تنہ یعنی دھڑ گل میخوں سے جڑ دیا
گیا ہے اور دونوں ہاتھ دونوں طرف آڑے خط پر جو صلیب کی آڑی لکڑی کی قایمقام ہے دراز
کرکے اون پر کیلیں ٹھوک دی گئیں ہیں اور مقصود اس شکل سے یہ ہے کہ اس وضع خاص میں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی اور حضرت مریم علیہا السلام کا مجسمہ یعنی پتلہ بھی اوس گرجا میں
رکھا ہوا ہے اور وہ اوس میں جواہرات بھی جڑے ہوئے ہیں دوسری ممتاز عمارت مدرسہ
اسلامیہ ہے اوس کو یہاں کے مسلمانوں نے چندہ کی آمدنی سے قایم کیا ہے اور قوم ہی کا روپیہ
اس میں خرچ ہوتا ہے اوس میں تین سو طلبا تعلیم پاتے ہیں ترکی گورنمنٹ سے بھی چالیس
روپیہ ماہوار بطور چندہ کے مدرسہ کو دیا جاتا ہے ہم نے جاکر طلبا کی ہر جماعت کا امتحان لیا
کسی نے قرآن شریف حفظ سنایا کسی نے عرب کے اشعار سنائے کسی نے کلیلہ دمنہ کی کوئی
فصل سنائی کوئی فرنچ زبان کا ترجمہ کر رہا تھا اور کسی نے وضو نماز کے مسائل سنائے اور بعض نے
عقاید کے مسائل سنائے غرض اس مدرسہ میں تعلیم خوب ہوتی ہے یہ مدرسہ صرف ابتدائی
تعلیم کے واسطے قایم کیا گیا ہے پس یہاں ابتدائی تعلیم پا چکنے کے بعد پھر گورنمنٹ ترکی کے مدرسہ
کلاں میں جس کو یہاں کالج کہتے ہیں اعلیٰ تعلیم پانے کے واسطے بھیجا جاتا ہے اور دوسرا مدرسہ
اسلامیہ سلطانی بھی ہے یعنی یہاں اسلامی مدرسہ کل دو ۲ ہیں ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں
کے واسطے ان میں سے ایک چندہ کا ہے اور دوسرا سلطانی ہے مگر یہ معلوم کرکے کہ یہاں چندہ
کی حالت ٹھیک نہیں ہے مجھکو بہت افسوس ہوا اس چندہ کے مدرسہ کے طلبا فن جنگ
کی تعلیم پاتے ہیں چنانچہ جنگی قواعد بھی کرتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے مسلمان
فنون جنگ کی تعلیم کو بھی اوسیقدر ضروری خیال کرتے ہیں جس قدر کہ تعلیم علوم نقلی و عقلی کو اہم جانتے
ہیں ہمارے رہنے کا مکان اسی مدرسہ کے قریب تھا بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں
نصاریٰ کے ساٹھ ۶۰ مدرسہ ہیں اور یہود کے بیس مدارس ہیں متفرق حالات میں یہ بھی قابل بیان ہے

کہ حضرت ابراہیم ادہم کا مزار بھی اسی شہر کے شمال جانب واقع ہے اور مسجد اقصیٰ کا رخ اس مقام پر جانب جنوب ہے کیونکہ اس شہر سے اسی طرف کو کعبہ شریف ہے اور یہاں یہود کی ایک یہ عبادت بھی دیکھنے میں آئی کہ مسجد اقصیٰ کے باہر دیوار مسجد کے پاس کھڑی ہوئی توراۃ پڑھا کرتی ہیں میں نے اون کے نزدیک جا کر توراۃ کو دیکھا اور سُنا تو اوس کی زبان سے کچھ سمجھ میں نہیں آئی اور اور حروف کو بھی مشابہ ہندی حروف کے دیکھا مگر کچھ باہمی فرق ضرور تھا شاید وہ زبان عبرانی ہو اور وہ حروف بھی اوسی زبان کی قدیم ہوں الغرض شہر بیت المقدس میں تاوقتیکہ سیاح پندرہ بیس دن نرہے اوس کی خوب سیر اور اوس کے پورے حالات دریافت نہیں کرسکتا میرا وہاں صرف چار دن رہنا ہوا پس اس اقل مدت میں میں کیا کرسکتا تھا بقول شاعر

دو دن کی زندگی میں بتا تو کیا کرے ؎ عشقِ بتاں کرے کہ وہ یادِ خدا کرے

میں کوہ سینا کے موقع پر اس قابل بیان تاریخی واقعہ کا ذکر کرنا بھول گیا تھا کہ جب ہم کوہ سینا پر گئے تو اوس پر سے جانب شرق ایک بڑی جھیل پانی کی دکھائی دی اور جب اس کی نسبت دریافت کیا تو وہاں کے لوگوں نے ایسا بیان کیا کہ اس جگہ قوم حضرت لوط علیہ السلام کی تباہ ہوئی ہے واللہ اعلم اور اس شہر بیت المقدس کی چاہات میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور سال بھر اوسی پانی سے کام لیا جاتا ہے القصہ بیت المقدس میں چار روز قیام کرکے اب پھر ہم سب لوگ دوسری تاریخ ماہ ذیقعد ۱۳۲۱ھ کو وقت صبح بیت المقدس سے جانب یافہ واپس روانہ ہوئے اس راستہ کا حال اوپر لکھا جا چکا ہے البتہ اس کی نسبت اس قدر اور بھی لکھنا مناسب ہوگا کہ بیت المقدس سے یافہ تک بذریعہ ریل چھیاسی کیلومیٹر کی مسافت ہے اور ایک کیلومیٹر قریب پون کوس کے ہوتا ہے اس لین کو فرنچ کمپنی نے ٹھیکہ میں بنایا ہے پانچ لاکھ لیرہ میں یہ لین تیار ہوئی ہے لیرہ کبھی تو بارہ روپیہ عہ اور کبھی ساڑھے بارہ روپیہ عہ کا ہوتا ہے یہ ٹھیکہ چونتیس۳۴ سال کا تھا مگر اب صرف چھ۶ مہینے اور باقی رہ گئے ہیں بعد چھ ماہ کے ٹھیکہ ختم ہو جائے گا اور ریل بالکلیہ سلطانی ہو جائیگی وللہ الحمد فی الحال آمدنی ریل سے سلطان کے خزانہ میں کمپنی فی صدی دس روپیہ کے حساب سے

ویک داخل کرتی ہے جیساکہ زبانی ایک عرب محمد بن سعید کی جو ریل گاڑی پر کسی صیغہ کا کام کرتا
تھا معلوم ہوا اور یہ بھی کہتا تھا کہ وزرائے سلطانی کو اس طرف بالکل توجہ نہیں کہ اگر سلطنت کیجانب
سے ریل بنوائی جاوے تو البتہ بہت فائدہ ہو بلکہ اوس کے برعکس غیر سلطنتوں کی کمپنیوں سے ٹھیکہ
میں لائن بنوائی جاتی ہے حالانکہ خود سلطنت ترکی بنا سکتی ہے مگر اوس کو اس موجودہ منافع کیطرف
بھی التفات نہیں کہ خاص اسی لین میں پندرہ لاکھ فرانک کا منافع ہوتا ہے فرانک ایک فرانسیسی
طلائی سکہ ہے جو قریب دس شلنگ اور چھ پنیں کے ہوتا ہے اور اسی نام کا دوسرا سکہ نقرہ
بھی ہے جو قریب تین شلنگ اور چھ پنیں کے ہوتا ہے وہی عرب یہ بھی کہتا تھا کہ اب حیفا سے
طرابلس تک خود ترکی گورنمنٹ ریل تیار کر رہی ہے انشاء اللہ تعالےٰ چھ ماہ میں یہ لین تیار
ہو جائے گی عرب صاحب کا یہ قول قابل وثوق ہے کیونکہ طرابلس تک کنکروں کی کٹی ہوئی سڑک
تو اس وقت مکمل موجود ہے جس پر تگہبان بخوبی آتے جاتے ہیں اور یافہ سے طرابلس تک مسافت
اسّی کیلومیٹر یعنی ساٹھ کوس کی ہے یہ سڑک شاید بیت المقدس تک بھی تیار ہو جاوے لیکن
ابھی تک اس کا کچھ چرچا نہیں ہے شہر یافہ بہت آباد شہر ہے فیصدی اسّی مسلمان
اور باقی نصارا و یہود ہیں تجارت یہاں عمدہ پیمانہ پر ہے ہر قسم کا مال از قسم کپڑہ و دیگر اشیاءٔ
و میوہ جات یہاں ملتے ہیں خاص روس و فرانس کا بنا ہوا مال زائد ملتا ہے اور بگھیاں کرایہ کی بکثرت
ملتی ہیں اون میں عربی گھوڑے یا خچر جتے ہوئے ہوتے ہیں اگرچہ سڑکیں کم ہیں مگر شہر بہت
آباد ہے قریب اسّی ہزار آدمیوں کے آبادی ہوگی یا کچھ اور زائد ہو یافہ کی جامع مسجد بڑی نہیں ہے
بلکہ ایک معمولی سی مسجد ہے امام و موذن سلطنت کی طرف سے مقرر ہیں باشندگان
یافہ کی طبقہ ساکین کی چند اشخاص سے بھی ہم نے ملاقات کی اون میں سید مصطفےٰ آفندی
بہت لائق شخص ہیں یہ صاحب حضرت عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں اور صوفیان
کرام کے گروہ سے ہیں مگر جلّیہ کش اور خانہ نشین صوفیوں سے نہیں ہیں بلکہ یہاں مال کے کام پر مقرر ہیں
کس لئے لا رہبانیۃ فی الاسلام کے متبع ہیں میں خود اپنی ارادت سے اونہیں کے مکان پر ملاقات

کرنے گیا تھا بہت اخلاق سے پیش آئے اور یہ مکان بھی اون کا بڑے تکلف کا ہے ان کی زبانی یہ
بھی معلوم ہوا کہ محال یافہ کی آمدنی تیس ہزار ترکی گنی ہے اور یہ ترکی گنی تیرہ روپیہ چودہ آنہ سکہ کلدار
کی ہے افندی صاحب موصوف کی تنخواہ پہلے چالیس گنی کی تھی مگر جب سے کہ اتحادی یا جمہوری
مجلس مقرر ہوئی ہے تب سے تنخواہ میں تخفیف ہو کر صرف دس گنی ماہوار کی تنخواہ رکھی ہے
اب افندی صاحب موصوف ایک قطعہ زمین خرید کرنے اور اوس پر ایک مسافر خانہ جسکی ضرورت
شہر یافہ میں بہت ہی تعمیر کرانے کی سخت کوشش کر رہے ہیں کیونکہ صرف زمین کے خرید
کے واسطے دو ہزار گنی کی ضرورت ہے اور یہ قیمت کی گرانی صرف اس وجہ سے ہے کہ یہاں
زمین بہت گراں ہے اور اسی سبب سے چندے کی ضرورت ہے اللہ المعطی اون کو اون کی
کوشش میں کامیاب کرے یافہ میں ایک مدرسہ بھی سلطنت کی طرف سے تھا مگر جب سے
مجلس اتحادیہ قایم ہوئی ہے تب سے وہ کسی خاص مصلحت کی وجہ سے برخاست کر دیا گیا ہے
البتہ ایک مدرسہ رعایا کی طرف سے چندہ کا موجود ہے یہاں کا غذ منقش یعنی اسٹامپ سلطنت
ترکی کا فروخت ہوتا ہے اور ہمیشہ درا شخاص اور مال لانے والے اور لیجانے والے بڑے بڑے
تجار اور دوکانداروں سے ٹکٹ بھی ہر ایک کے حیثیت کے موافق وصول کیا جاتا ہے یہاں کے
دوسرے شخص عبد الحمید خاں قوم افغان ہیں اور اونہوں نے امیر عبد الرحمن خاں مرحوم والئے کابل
کے کسی عدم رضامندی کی وجہ سے اس جگہ کا رہنا اختیار کیا ہے یہ بھی بظاہر بہت عمدہ شخص اور
بہت لائق آدمی ہیں اور یہاں عقیق و نگینہ و ہر قسم کے جواہر منسوب پتھروں کی تجارت کرتے
ہیں ہم واپسی یافہ کے وقت بھی اوسی مکان میں ٹھیرے جس میں جاتے وقت ہم نے اپنا سامان
امانت رکھا تھا یعنی اوسی حاجی درویش کے مکان میں فروکش ہوئے مگر وہاں سے اوٹھا کر عبد الحمید
خاں ہم کو اپنے مکان پر لے گئے چنانچہ میں اور میری اہل محل و برخوردار عبد الحیی خاں اور ایک خادمہ
آیا یعنی صرف چار آدمی اون کے مکان پر ٹھیرے بہت عمدہ مکان ہے اس میں چند کمرہ متعدد ہیں
اور خوب آراستہ ہے اس مکان میں ایک چھوٹی سی نغیبہ بھی بڑی عمدہ لگی ہوئی ہے اور شہر کے

شمال جانب یہ مکان واقع ہے ایک رات ہم چاروں نفوس وہیں رہے اور بہت آرام پایا
خاں موصوف نے بہت خاطر و تواضع میری کی اور دعوت بھی عمدہ طور سے میری کی اون کی
اہلیہ میری اہلیہ سے ملیں مگر باہمدگر صرف اشاروں میں ہی باتیں ہوئیں کیونکہ یہ عربی نہیں جانتی
تھیں اور وہ اُردو سے بے بہرہ تھیں میں البتہ مشورہ دیتا ہوں کہ جب کوئی صاحب یافہ جاویں
تو ان سے ضرور ملاقات کریں یہ با اثر آدمی ہیں اور وہاں کے اکثر اشخاص ان کے بہت توقیر
کرتے ہیں اور اون کے کہنے کا اثر لوگوں پر بہت ہے پس چاہیئے کہ اپنے آرام و آسایش کے
نظر سے انہیں کے مکان پر ضرور ٹھیریں مگر صرف چند آدمیوں کے ساتھ باقی خدام و حشم دوسری
جگہ ٹھرائے جاویں کیونکہ مکان زیادہ وسیع نہیں ہے اور یافہ میں بکثرت باغات ہیں یہاں عدالتوں
کی کارروائی کا یہ ضابطہ ہے کہ قصاص و دوایم الحبس وغیرہ یعنی زائد مدت کی قید کے مقدمات
کے امثلہ مرافعہ کے طور پر قسطنطنیہ تک جاتے ہیں اور مقدمات وہاں سے طے ہوکر آتے ہیں اور
دیگر مقدمات خفیفہ صرف بیت المقدس تک مرافعتاً جاتے ہیں اور اگر وہاں طے نہوں تو بیروت
تک جاتے ہیں اور تجارتی معاملات کے مقدمات یافہ میں طے ہو جاتے ہیں سلطان المعظم خلد اللہ
ملکہم کو مساجد کی جانب بھی البتہ توجہ ہے خدام مسجد اور دیگر مصارف کے لئے رقومات سلطنت کی
جانب سے دیجاتی ہیں چنانچہ تنخواہ امام مسجد کی دوگنی ہے اور مؤذن کی دوگنی یہ تنخواہ اور دیگر صرفہ
بھی مسجد کا حسب بیان بالا سب سلطان کی طرف سے مقرر ہے اور یہ بھی سُنا ہے کہ یافہ میں
ایک توپخانہ سلطنت کی جانب سے رہتا ہے المختصر تاریخ ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۱ سنہ ہجری ہم سب
یافہ سے جانب حیفا روانہ ہوئے جس جہاز پر ہم کو سوار ہونا تھا وہ اسٹریا کمپنی کا جہاز تھا بہت
عمدہ اور بڑا جہاز تھا اس کے دوسرے درجہ یعنی سکنڈ کلاس کا کرایہ گیارہ روپیہ فی آدمی تھا
ہم جب کشتیوں میں بیٹھکر جہاز پر سوار ہونے کو گئے تو میں اور میری خاتون خانہ تو کہ ہاہم جینے
اور مرنے کا ساتھ ہی ایک ہی کشتی میں سوار ہوئے اور برخوردار عبد الحیی خاں و دیگر اشخاص دوسری
کشتی میں سوار ہوئے اور کشتیاں جہاز کی طرف روانہ ہوئیں اوس وقت دریا میں طلاطم زائد تھا جب

موج بلند ہوکر آتی تھی تو برخوردار طول عمرہ کی کشتی بالکل دکھائی نہیں دیتی جب موج فرو ہو جاتی
تھی تب کشتی نمودار ہوتی تھی اوس رستاخیز کی حالت میں دل پر بہت ہراس وخوف طاری ہوجاتا
تھا اور خاصکر جب برخوردار کی کشتی دیر تک دکھائی نہیں دیتی تھی تب تو بہت ہی ہراس غالب ہوجاتا
تھا چونکہ وہ کشتی خدائے تعالے جلشانہٗ کی حفاظت میں تھی اس لئے کوئی حادثہ واقع نہیں ہوا اور ہم
سب خیر وعافیت کے ساتھ کشتیوں سے اوتر کر جہاز پر سوار ہوگئے یافہ وحیفا کے بندر پر بعد
دوپہر کے یعنی جب تمازت آفتاب کامل ہوجکی ہے تلاطم بہت ہوتا ہے یہ طلاطم اور جگہ بھی ہوتا ہے مگر
کم اور صبح کو کہ تمازت آفتاب نہیں ہوتی ہے کہیں بھی طلاطم نہیں ہوتا الغرض بعد مغرب کے جہاز روانہ
ہوکر ۱۰ بجے شب کے بندر حیفا پر پہونچے اور لنگر ڈالدیا گیا ہم شب کو جہاز پر ہی آرام سے رہے وہاں
ایک اور جہاز بھی کھڑا ہوا تھا شب کو روشنی اوس حیفا کی جہاز پر بہت اچھی معلوم ہوتی تھی صبح کو بعد دو
تین گھڑی دن چڑھے ہم جہاز سے بذریعہ کشتی بندر حیفا پر اوترے ۔ حالات بندر حیفا۔ حیفا سے جس جگہ
ناؤ پر سے خشکی میں اوترتے ہیں وہ جگہ بہت پر فضا ہے یعنی ایک چبوترہ لانبا ایک عرض دیوار کی وضع
پر بنا ہوا ہے دریا میں اوس کے تینوں طرف پانی ہے اور کنارہ والی سمت زمین سے ملی ہوئی ہے
پس اس جانب خشکی ہے مگر جب دریا کو جزر ہوتا ہے تو اوس کی دوسری طرفوں میں بھی خشکی
ہوجاتی ہے اور جب دریا مد پر ہوتا ہے اور اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے تو اوس معمولی خشکی میں بھی پانی
پھیل جاتا ہے دراصل اس چبوترہ کی تعمیر کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ اوس چبوترہ تک لائن ریل کی بنی
ہوئی ہے اور اس جگہ سے مال ریل گاڑی میں لادا جاتا ہے غرض کشتیوں پر سے اوترنے کے بعد
ہم سب پیدل ہی شہر کی جانب روانہ ہوئے کیونکہ شہر یہاں سے قریب ہی ہے شہر
کے اندر سے ہوتے ہوئے ہم ہوٹل میں گئے اور وہاں مقیم ہوگئے یہ ہوٹل بھی بہت عمدہ بنا ہوا ہے
چند متعدد کمرے ہیں کسی کمرہ میں چار آدمی کسی میں تین آدمی ٹھیرتے ہیں یہ کمرے خوب آراستہ ہیں کرسیاں
اور پلنگ اور آئینہ وغیرہ فرنیچر یعنی کل سامان آرائش مکان اور اشیائے ضروری اون میں موجود
ہیں اور اون کے سامنے ایک وسیع صحن اس ہوٹل کا نام حمیدیہ ہوٹل ہے اور مالک ہوٹل کا نام محمد ابو عبد

سے برخوردار عبدالحیی خاں چونکہ عرصہ بعید کے بعد خشکی میں اوترا تھا پس اس صحن میں بے تکلف نہایت خوش خوش کلولیں اور کھیلتا پھرتا ہے ماشاء اللہ یہ ہوٹل بہت دلچسپ منظر پر واقع ہے ایسا کہ ہوٹل کے نیچے تو بازار کی چہل پہل ہے اور سامنے دریا لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے اس ہوٹل میں ایک خاص کمرہ بڑا بھی ہے اور وہ خوب آراستہ ہے اوس میں سیپ کا کام نہایت نفیس ہو رہا ہے قد آدم آئینے نصب ہیں اور بلور کے جھاڑ آویزاں ہیں اور یہ تمام آرائش صرف اسوجہ سے ہی کہ اس کمرہ کو مسجد قرار دے رکھا ہے اوس میں الماری چوبی بھی رکھی ہوئی ہے اور اوس میں بھی سیپ کا کام بہت خوب ہو رہا ہے حیفا اگرچہ بہت بڑا شہر نہیں ہے مگر تاہم اوسمیں تیس پچیس ہزار آدمیوں کی آبادی ہے شہریت کے اعتبار سے مکانیت نہ بہت کشادہ ہے نہ بہت تنگ اور تعلیم قوم کے لئے ایک مدرسہ بھی ہے اور سلطنت ترکی کی طرف سے یہاں تین سو سپاہی جنگی بھی رہتے ہیں اگرچہ اتواپ وغیرہ نہیں ہیں مگر ضرورت کے وقت فوراً آسکتی ہیں حلب سے آنیوالی ریلوے لائن یہاں سے سیدھی مدینہ منورہ کو جاتی ہے یعنی مقام درعا کا اسٹیشن جو جنکشن ہے وہاں سے پہلے لائن جو مدینہ منورہ کو جاتی ہے پس یہی دمشق کو بھی جاتی ہے اسی لائن کا نام حجاز ریلوے ہے یہ لائن حلب سے شروع ہو کر مدینہ منورہ پر ختم ہو گئی ہے اور عوام کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ پہاڑ پر مزار شریف حضرت الیاس علیٰ نبینا وعلیہ السلام وحضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی بھی اسی شہر میں ہیں مگر جب میں ان مزاروں کی زیارت کو گیا تو وہاں جاکر معلوم ہوا کہ یہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی قبر نہیں ہے بلکہ صرف اونکی پیدائش اور عبادت کرنے کی جگہ ہے یہ جگہ ایک حجرہ کی شکل کی بنی ہوئی ہے جب میں نے اوس کو اندر جاکر دیکھا تو پہاڑ کھود کر ایک مکان بنایا گیا ہے یہ مکان تیرہ [۱۳] قدم اکہرا تو عرض میں اور چوبیس [۲۴] قدم طول میں ہے اندر سے چھت مسطح اور برابر صاف ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا پٹیوں کی چھت ہے اوس کی دیواریں بھی مثل چنائی کی دیواروں کے خوب صاف اور سیدھی اوسی پہاڑ میں کندہ کی گئی ہیں یعنی یہ کل مکان پہاڑ کو کھود کر بنایا گیا ہے صرف دروازہ کے پاس ایک دیوار چونے کی پختہ بنی ہوئی ہی

یہ زیارت گاہ اس شہر حیفا کے گوشہ شمال و مغرب میں دامن کوہ کی اندر کنارہ دریا پر واقع ہے
اور یہاں کچھ آدمی بھی رہتے ہیں البتہ یہ مکان ایک عجیب عمارت ہے اسی پہاڑ پر ایک گرجا بھی قوم
فرنج کا تعمیر کیا ہوا واقع ہے اور یہ بھی قابل دید عمارت ہے اس گرجا کی جانب غرب بھی ایک جگہ پر پہاڑ
کو کندہ کیا گیا ہے اور اوس کی نسبت بھی وہی بیان کہ حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام کے رہنے کی
جگہ ہے یہ جگہ بھی ایک کمان کی شکل میں کندہ کی گئی ہے اور اوس کے دروازہ پر سنگ مرمر کے دو
ستون چسپاں کر کے دروازہ کو خوبصورت کر دیا ہے یہ جگہ اس گرجا ہی کے احاطہ میں واقع ہے اس
گرجا میں حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام و حضرت مریم علی نبینا و علیہا السلام اور حضرت خضر علی نبینا و
علیہ السلام اور چار حواریوں کے تصویریں بھی ہیں واللہ اعلم بالصواب اس پہاڑ کے اوپر گرجا کے پادری
نے مجھ سے بیان کیا کہ آج تک مسیح علی نبینا و علیہ السلام کو دو ہزار برس اور حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام
کو دو ہزار آٹھ سو برس گذرے ہیں واللہ اعلم بالصواب پہاڑ کے اوپر سے شہر و دیار کا منظر بہت اچھا
معلوم ہوتا ہے اور یہاں تک سڑک بھی گئی ہے بگّی وغیرہ سواریاں بخوبی جاتی ہیں سڑک چکر
کھاتی ہوئی پہاڑ پر گئی ہے اور زراعت یہاں عمدہ ہوتی ہے اس وقت زراعت سیکہ اچھی حالت
میں ہے اور گیہوں کے کھیت کٹ چکے ہیں اس قطعہ ملک میں زمین زراعت بذریعہ مشین درست
کی جاتی ہے اور کہیں کہیں ہل سے بھی درست کر لیتے ہیں یہاں ہل میں گھوڑے اور گدھے جوتے
جاتے ہیں یہاں کی زمین ایسی سیراب ہے کہ بعد درستی زمین بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آبپاشی کر کے
ابھی زمین درست کی گئی ہے حالانکہ یہ زمین اوس وقت خاص میں سینچی نہیں جاتی ہے قسم زمین
عمدہ ہے اور باغات نہایت سرسبز ہیں اور ان سب باغوں کے احاطہ بنے ہوئے ہیں علاوہ
کاشتکاری کے یہاں کے اشخاص صنعت و حرفت کے کام میں بھی دستگاہ رکھتے ہیں یہاں
پارچہ ریشمی اور لکڑی اور چمڑے کا کام اچھا ہوتا ہے اس قصبہ میں ایک مسجد بھی سلطان کی جانب
سے تعمیر کی ہوئی ہے غرض شہر حیفا بہت دلچسپ جگہ ہے اور شہر عکا یہاں سے گوشہ
شمال میں دریا کے کنارہ کنارہ نظر آتا ہے اور یہاں سے عکّا تک ریل بھی گئی ہے اور عکّا کا خرپزہ

بہت مشہور اور بہت عمدہ ہوتا ہے دور دور جاتا ہے یہ شہر عکا بھی عمدہ شہر ہے میرے قیاس
میں حیفا سے عکا تک شاید قریب آٹھ میل کے ہوگا اسی شہر حیفا میں مجھ سے ایک صاحب مسمی
شیخ مبارک ملے اونہوں نے جناب بھائی صاحب صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خانصاحب کا ایک خط مجھکو
دیا اوس کے دیکھنے سے بھائی صاحب کی خیریت معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اون کو میری خیریت
کی خبر نہ وصول ہونے سے بڑی تشویش ہوئی اور اودہر مجھکو بھی جناب بھائی صاحب کا حال معلوم
ہونے سے بیحد تردد تھا کیونکہ ایکماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا تھا کہ ہم دونوں میں سے کسی کو کسی کی خبر نہیں
ملی تھی جب میں نے شیخ مبارک سے زبانی بھی اون کے کل حالات دریافت کر لئے تب اوسکے
بعد مجھکو اطمینان ہوا چونکہ شیخ مبارک نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ بھائی صاحب مدینہ شریف
سے شاید آج واپس آجاویں پس میں نے یہ خبر معلوم کر کے دمشق جانے کا ارادہ کیا اور اسلیئے اب
میں صرف ایک ہی رات دن حیفا میں ٹھیرا اس مقام پر میری ارادت دلی اس امر کی متقاضی ہے
کہ میں پہلے جناب بھائی صاحب کی اون اشفاق اخوت سے کچھ بیان کروں جو جناب ممدوح نے
اس سفر دور ودراز میں مجھپر مرعی و مبذول فرمائے ہیں منجملہ اون کے یہاں صرف اس ایک معاملہ
کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں کہ بھائی صاحب نے شیخ مبارک کو صرف اسواسطے میرے پاس بھیجدیا
تھا کہ میرے پاس اوس طرف کے اقطاع کا کوئی ایسا ہوشیار آدمی ملازم راہ ہوجاوے جو اس
ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہو چنانچہ مسمی مذکور ایسا ہی تھا کیونکہ یہ اون عربوں کی نسل سے
ہے جن کو حیدرآباد دکن میں قدیمی ہونے کا فخر حاصل ہے اور ریاست کو بھی ان پر انتہا درجہ کا اعتماد
ہے اور اب ایک اور صاحب بھی اوسیطرح کی جہاندیدہ اتفاق سے میرے ساتھ ہوگئے یہ حکیم
مولابخش ہیں جو آنکھ بنانا خوب جانتے ہیں یہ اوسی گروہ سے ہیں جن کو ہندی میں ستیا کہتے ہیں اور
انگریزی میں آئی ڈاکٹر یعنی صرف امراض چشم کا طبیب کہتے ہیں ان کو یافہ سے میں نے ساتھ
لیلیا تھا کیونکہ یافہ میں انکا سامان چوری چلا گیا تھا اور یہاں بالکل بے سروسامان تھے یہ حکیم
صاحب عربی وانگریزی زبان سے بقدر ضرورت واقف ہیں جالندہر ضلع پنجاب کے رہنے والے ہیں

بہت سلیم منکسر المزاج عمدہ آدمی ہیں ان ملکوں کے سفر میں تاوقتیکہ انگریزی و عربی دان آدمی نہو بڑی مشکل
کا سامنا ہوتا ہے علاوہ حکیم صاحب کے اگر دہلی والے اصحاب یہاں جہاز میں میرے ہمراہ نہو جاتے
تو مجھکو بہت مشکل پڑتی ان کی وجہ سے بہت آسانی ہو گئی اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اب
الحمد للہ کہ حیفا سے اس قسم کے دو آدمی یعنی ایک حکیم صاحب اور دوسرے دہلی والے اور بھی
میرے رفیق سفر ہو گئے الغرض ۵ ذیقعدہ کو دمشق جانے کے لئے ہم سب صبح کی نماز سے فارغ
ہو کر کہ ہنوز وقت غلس تھا اسٹیشن حیفا پر گئے یہ اسٹیشن اچھا بنا ہوا ہے ہم نے کرایہ دوسرے
درجہ یعنی سکنڈ کا دیا اور یہ صرف میری خاتون محل اور برخوردار عبد الحیی خاں اور ایک نرگس یعنی آیا و دیگر
دو ملازم اور ایک سید جمال الدین کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور باقی آدمیوں کو مدینہ شریف روانہ کر دیا کرایہ
سکنڈ کا فی کس حیفا سے تا دمشق سترہ روپیہ آٹھ آنہ اور کرایہ تیسرے درجہ یعنی تھرڈ کا فی کس
آٹھ روپیہ بارہ آنہ دیا گیا اور کرایہ اسی تھرڈ کلاس کا حیفا سے تا مدینہ منورہ فی کس ستاون روپیہ تین پائی
ہے غرض ہم ٹکٹ حاصل کر کے گاڑی میں جا کر بیٹھے زنانہ درجہ یہاں بھی علیحدہ ہوتا ہے اور گاڑیاں اوسی
قسم کی ہوتی ہیں جیسے کہ یافہ کی لین میں بیان کی گئی ہیں بعد تھوڑے عرصہ کے گاڑی اس اوّل
اسٹیشن حیفا سے روانہ ہو کر عائل الشام پر جا کر ٹہیرے یہاں مال بہت رکھا ہوا تھا راستہ میں
خوب ابادی دیکھی گئی پھر یہاں سے روانہ ہو کر تیسرا اسٹیشن عفول پر پہنچے اس اسٹیشن پر یہود و نصارا
بہت سے اوترے اور سوار ہوئے اس راستہ میں زمین خوب آباد دکھائی دی کہیں غیر آباد معلوم
نہیں ہوتی تھی یہ مقام حیفا ریلوے لائن کی مشرق میں ہے پس اس مشرق سے حیفا کے دو طرفہ
پہاڑوں کا سلسلہ جانب جنوب چلا گیا ہے یہاں گاڑی تیس منٹ ٹہیری یہاں سے ایک شاخ
جنین تک بھی گئی ہے اور یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ لائن دو برس کے بعد بیت المقدس تک
پہنچ جائے گی چنانچہ بہت سامان ریل کا تیاری کا اسٹیشن عفول پر فراہم رکھا ہے عفول سے
جنین تک پچاس کیلو میٹر کی مسافت ہے اور ایک کیلو میٹر تقریباً پون کوس کا ہوتا ہے پس ساڑھے
سینتیس کوس کے مسافت ہوئی یہاں کے پہاڑوں پر جھاڑی نئی قسم کے درختوں کی ہے یا شاید

یہ درخت زیتون کے ہوں میری شناخت میں نہیں آئے اکثر کرکے دیہات دامن کوہ میں بہت
واقع ہیں یہاں کے اراضی بھی کالی اور داامنی ہے اور اسی اسٹیشن عقول پر میرے سامنے ایک
ریل جنین کی جانب سے آئی تھی کیونکہ یہ عقول کا اسٹیشن جنکشن ہے یہاں سے روانہ ہوکر اسٹیشن
شتا پر پہنچے یہ چوتھا اسٹیشن ہے اس رستہ کے پہاڑوں پر کوئی درخت نہیں دیکھا گیا البتہ بعض جگہ
کسیقدر پانی گڑھوں میں دکھائی دیتا تھا یہاں سے روانہ ہوکر پانچویں اسٹیشن بیسان پر پہنچے یہاں
کے راستہ کے پہاڑوں میں سے پانی جاری ہے اور اسی سبب سے یہاں بعض گڑھوں میں پانی
لبریز بھرا ہوا رہتا ہے اور کاریز یعنی دھوری بھی کھیتوں میں پانی لے جانے کے واسطے بنے ہوئے ہیں،
اس مقام سے گاڑی دامن کوہ میں خوب چکر و موڑ کھاتی ہوئی گئی ہے حیفا سے دمشق کو جاتی ہوئی جانب
غرب یعنی بائیں ہاتھ کی جانب زائد چکر ہے مگر بعض بعض جگہ جانب شرق یعنی داہنی ہاتھ کی طرف بھی
چکر زیادہ دیا گیا ہے ان پہاڑوں میں ندی نالے بہتے ہوئے نظر آئے پھر یہاں سے روانہ ہوکر چھٹے
اسٹیشن لوزیق پر پہنچے اس اسٹیشن پر مال بہت سا رکھا ہوا تھا اس راستہ میں بھی نالے اور
ندیاں ملیں ایک پل بھی ندی کا ملا جو کسیقدر بڑا تھا اور جنگلہ بھی پل کا اونچا تھا یہ بہت سرسبز جگہ تھی
مگر بڑا تعجب ہے کہ یہاں کے پہاڑوں پر درخت نہیں ہیں حالانکہ جگہ جگہ پانی پہاڑوں پر سے بخوبی جاری
ہے پھر یہاں سے روانہ ہوکر ساتویں اسٹیشن سماخ پر پہنچے اس کے قریب ہی پہاڑوں سے پانی
آکر ایک تالاب بن گیا ہے اور اس میں ایک ندی بہتی ہوئی چلی گئی ہے شاید مصنف تاریخ طبری
اسی مقام کے باشندے ہوں جو اس ندی کا نام طبری ہے اس مقام پر ہماری گاڑی کا رُخ جانب
شرق ہے یعنی ادھی سمت کو جاری ہے یہاں ان دنوں جوار کے کھیت سبز معہ خوشوں کے
کھڑے ہیں پھر یہاں سے روانہ ہوکر ہم آٹھویں اسٹیشن حمّار پر پہنچے یہاں سے سلسلہ پہاڑونکا بہت
پہاڑوں کے ہجوم کے ساتھ ایسا ہے کہ گاڑی موڑ کھاتی ہوئی جاری ہے اور پھر دامن کوہ میں تو بہت
ہی موڑ کھاتی ہوئی جاتی ہے ہر جگہ پانی جاری ہے اور اس مقام کمر کوہ پر ریل جاری ہے اور ندی بھی
رواں ہے ندی کے کناروں پر سرسبزی خوب ہے اور جھڑ بیری کے جھاڑ بہت ہیں اور اور درخت

بھی ہیں خداوند تعالے جلت شانہٗ کی قدرت نظر آتی ہے عجیب لطف دکھائی دیتا ہے ان پہاڑوں میں
ایک جگہ ٹنل بھی ہے یعنی پہاڑ کو کھوکھل کرکے ریل کو لے گئے ہیں اکثر پہاڑوں پر بدو لوگوں کے
دنبہ و بکریاں بکثرت چرتی ہیں البتہ عجیب نظارہ ہے پھر یہاں سے روانہ ہوکر نویں اسٹیشن قلیدیہ
پہنچے اس راستہ میں بھی سلسلہ پہاڑوں کا چلا گیا ہے اور جگہ جگہ ندی میں درخت کنیر یا کنول کی گلابی
پھول کھلے ہوئے ہیں جن پر نظر پڑنے سے بہت لطف معلوم ہوتا ہے بیشک یہ ایک عجیب سلسلہ
پہاڑوں کا ہے اس اسٹیشن پر ہمارے ساتھ کے آدمیوں میں سے شیخ رفیع الدین دہلوی ریل سے
اوتر کر کسی کام کو گئے تھے کہ ریل چلدی اور چونکہ ابھی آہستہ جا رہی تھی وہ دوڑ کر چڑھنے لگے مگر جلدی میں
پاؤں پھسل گیا اور وہ گر پڑے اور بیہوش ہوگئے اون کی رعایت سے ریل ٹھیرادی گئی اور وہ ہوش
میں آنے پر سوار ہوگئے ان پہاڑوں میں باغات بھی ہیں بعض پہاڑ بالکل سیاہ دیکھے گئے اور ان پر
جگہ جگہ سفید نشان بھی نظر آتے تھے بعض آدمیوں نے بیان کیا کہ جہاں یہ سفیدی وغیرہ جمی ہوئی نظر
آتی ہے یہ برف جمی ہوئی ہے یہاں جوار کے کھیت بہتی ہوئی ندی کے کنارہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور
اور درخت بھی ہیں مگر گاڑی کی روانی میں معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس قسم کے درخت ہیں یہاں سے روانہ ہوکر
دسویں اسٹیشن شجرہ پر پہنچے اس راستہ میں بھی وہی لطف کا منظر برابر چلا آرہا ہے پھر یہاں سے روانہ
ہوکر گیارہویں اسٹیشن المفتارن پر پہنچے یہاں پہاڑ پر اسٹیشن کا مکان لکڑی کا بنا ہوا ہے اور جا بجا خیمے
بھی ایستادہ ہیں اس راستہ میں بھی دو طرفہ پہاڑی سلسلہ بہت ہے اور سلسلہ کے دونو جانب کے
پہاڑوں کے بیچ میں ایک چھوٹی سی ندی بھی بہتی ہے اور اوس پر پل بنا ہوا ہے اوس پل کے راستہ سے
اس پہاڑ پر سے اوس دوسرے پہاڑ پر آدمی چلے جاتے ہیں اسی لائن کو حجاز ریلوے کہتے ہیں اور
جرمن کی انجنیر بنا رہے ہیں چنانچہ اس مقام پر اون کے مکانات اور خیمہ موجود ہیں۔

ان جرمنی انجنیروں نے اس لائن کو بڑی حکمت اور بڑی اوستادی سے بنایا ہے یعنی کسی جگہ تو دامن
کوہ میں ہوتی ہوئی جانب شمال گئی ہے اور کسی جگہ جانب جنوب رواں ہے اور کسی جگہ ان دونوں سمت
کے بیچ میں ریل جاتی ہے ان پہاڑوں میں اس المفتارن اسٹیشن سے لیکر آئندہ بارہویں اسٹیشن

تک درمیانی راستہ میں تین ٹنل واقع ہیں یعنی پہاڑ کو برما کر لائن کولے گئے اب اس وقت ہم جانب
مشرق جارہے ہیں اور ریل کا پہاڑ پر چڑھنا شروع ہوا ہے تو چونکہ یہاں سے پہاڑ پر ریل کی
پٹری کی جانب سے مغرب کی طرف پہاڑ کی پہلو میں مارپیچ چکر کھاتی ہوئی لیجائی گئی ہے پس اب
گاڑی بالکل مغرب کی جانب موڑ کھاکر پہاڑ کے نصف بلندی پر ادسے نیچے کی پٹری کے محاذ میں
آگئی جس پٹری سے کہ اوپر چڑھتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے اور اب پھر مغرب کی جانب سے ٹرین
یعنی گاڑیوں کی طویل قطار یا اون کا طولانی سلسلہ کا رخ مشرق کی طرف پھر گیا یعنی ریل مغرب کے
رخ کو چلنے لگی یہاں تک کہ پھر اوس سے نیچے کی پٹری کے محاذ میں اوس مقام پر پہنچے جہاں سے کہ
بخط مستقیم بلندی پر چڑھنا پڑتا ہے پس یہاں دوسرا انجن بھی ٹرین کے عقب میں لگا دیا گیا اور
ریل اوس دوسرے انجن کی مدد سے بلندی کے اوس مقام پر پہنچے جہاں سے پھر چکر کے ساتھ
چلنا ہوتا ہے اور یہاں سے پھر دو چکر طے کرکے اب ریل کوہ کی اوتار کی سمت پر آگئی اور یہاں سے اب
پھر مشرق کی جانب اوسی پہاڑ کی بلندی پر اوتار کی سمت موڑ کھاتی ہوئی جارہی ہے جب ہم اسٹیشن
المعتارن پر پہنچے تھے مال گاڑی اسٹیشن پر کھڑی تھی اور سرس کے درخت بھی اوس اسٹیشن پر جابجا
لگے ہوئے تھے اور خوب سرسبز تھے القصہ ہم بارہویں اسٹیشن زرع زرون پر جو نصف پہاڑ کی بلندی پر
اوتار کی سمت میں تھا پہنچے راستہ میں تھوڑی دور چل کر دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی سے پانی کی ایک ندی جاری
ہے اور نیچے کی سطح پر خوب زور و شور سے بہ رہی ہے اور پہاڑ کی چوٹی سے نیچے تک اوس کے پانی میں
دونوں طرف خوب سرسبز درخت نرسل و کنیر کی جھاڑی کھڑی ہے اس راستہ میں بھی اول ایک ٹنل
آیا یہ طول میں کچھ بڑا تھا پھر ایک اور ٹنل آیا اور وہ چھوٹا تھا کسی جگہ ریل ان ٹنل میں دو منٹ کسی جگہ تین منٹ
کسی جگہ کچھ زاید ٹھیری رہتی ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر اکثر جگہ سبزی تھی یہ پہاڑ ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ بدویوں
کے رہنے کی جگہ ہیں یہاں جانب جنوب باعتبار راہ اور باعتبار کوہ جانب مشرق کوہ پر انجیر کے کچھ
درخت لگے ہوئے دیکھے اور بہت سے بدوی پہاڑ کی چوٹی پر سے ریل کو دیکھ رہی تھی ایک قریہ بھی کوہ
پر بسا ہوا معلوم ہوتا تھا اور ایک موقع سے تقریباً آٹھ دس گز چوڑی چادر پانی کے پہاڑ کی چوٹی سے

نیچے گر رہی تھی اور جو پانی بہ کر نیچے آتا تھا اوس پر ریل کا پل بنا ہوا تھا پل سے کچھ آگے بڑھ کر ایک
تنل اور آیا اور اس وقت ریل پہاڑ کے اوپر جا رہی تھی بالکل چوٹی پر نہیں بلکہ کچھ چوٹی سے نیچے ہوئے
مشرق کی جانب رواں تھی پھر تیسری جگہ جانب جنوب اسیطرح سات آٹھ گز چوڑی پانی کی
چادر پہاڑ کے چوٹی سے نیچے گر رہی تھی اس جگہ کو اراضی حوران کہتے ہیں اس کے دیکھنے سے عجیب
لطف نظر آتا تھا اور بیشک اس مقام پر خدا تعالےٰ جلشانہٗ کی ایسی ایک خاص قدرت نظر آتی تھی،
جس کے لکھنے سے پڑھنے والے کو وہ اصلی کیفیت ہرگز نہیں معلوم ہوسکتی جو اوس کے دیکھنے سے معلوم
ہوتی ہے پھر یہاں سے روانہ ہوکر ہم تیرہویں اسٹیشن تل شہاب پر پہنچے یہاں کوہسار ختم ہوگیا اور
سطح میدان شروع ہوگیا جس میں اس وقت خوب زراعت جوار کی کھڑی ہے خوشہ نکل رہے
ہیں میں نے شیخ مبارک کے واسطہ سے جو میرے ساتھ ہی اور مترجم کا کام دیتا ہے ایک سوداگر شام
سے دریافت کیا اور وہاں شام دمشق کو کہتے ہیں کہ اس پانی سے سلطنت نفع کیوں نہیں لیتی اوس
سوداگر نے بیان کیا کہ اس طریق سے چنداں نفع نہیں اں جو لوگ کہ پانی کے قریب ہیں وہ نفع لیتے
ہوں گے لیکن سلطنت نے تو ایک بہت بڑا تالاب تعمیر کر لیا ہے اوس کا نام جری ہے اوس
سے بہت فائدہ ہے کوسوں تک خوب زراعت ہوتی ہے یہاں سے وہ تالاب قریب دس کوس
کے فاصلہ پر ہوگا پھر ہم چودہویں اسٹیشن المغرب پر پہنچے یہ جنکشن ہے بیروت کی لائن جو فرنچ کمپنی کی
ٹھیکہ میں بنی ہے وہ اس جگہ ختم ہوگئی یہ المغرب حجاز ریلوے کا اسٹیشن ہے اور ایک دوسرا اسٹیشن
اس کے مقابل میں فرنچ کمپنی نے بھی تعمیر کیا ہے اوس کا نام الشہاب ہے اور ان اسٹیشن سے
بیروت کو ریل جاتی ہے پھر ہم یہاں سے روانہ ہوکر درعا پندرہویں اسٹیشن پر پہنچے یہ بھی جنکشن
ہے یہاں سے ایک شاخ مدینہ منورہ اور ایک شاخ دمشق کو جاتی ہے یہاں ریل نصف گھنٹہ
ٹھیری دراصل اس مقام پر درعا نام ایک قصبہ ہے اوس میں سلطانی پولیس رہتی ہے اور دو ڈھائی ہزار
آدمی سلطانی فوج کے بھی یہاں رہتے ہیں پھر جانب دمشق روانہ ہوئی اور سولھویں اسٹیشن خربۃ الغزالہ
پر پہونچے اس راستہ میں تمام جنگل کی زمین میں زراعت ہوتی ہے قسم زمین دوماسی ہے اور بڑے

بڑے پتھر کھیتوں میں پڑے ہوئے ہیں یہ شاید افزونئے پیداوار کی معاونت کی غرض سے ہوں جیسی ہماری ریاست ٹونک کے پرگنہ ٹڈاوہ افیون کے کھیتوں میں جو پتھر پڑے ہیں اونکی نسبت یہاں کے کاشتکار یہ کہتے ہیں کہ یہ پتھر باعث افزونی پیداوار ہیں اور یہاں گائیں دیکھیں جن کے چھوٹے چھوٹے سینگ اور ماتھا ابھرا ہوا ہوتا ہے اور دیگر جگہ بھی اسی قسم کی گائیں اور بیل دیکھے گئے اور اس وقت کوئی کھیت سبز نظر نہیں آیا کیونکہ یہاں بارانی کھیتی ہوتی ہے یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں بارش ایک ماہ کے بعد خدائے تعالےٰ جلشانہٗ کے فضل وکرم سے شروع ہوجاویگی ہماری گاڑی اس وقت شمال ومغرب کو جارہی ہے یہاں تک کہ ہم سترہویں اسٹیشن زرزع پر پہنچے اس راستہ میں اسٹیشن کے قریب کچھ پہاڑی زمین قریب دوسو بیگھے کے یا اس سے کسیقدر زائد واقع ہے اور اوس کے کھیت برابر بارانی زمین کی دیکھی گئی اور عرب جابجا گھوڑوں اور خچروں پر سوار ایک راستہ سے دوسرے راستہ کو جاتے ہوئے دکھائی دیے اس جنگل میں نہ کوئی ہرن دیکھا نہ کوئی پرند مگر سنا ہے کہ بعض آدمیوں نے ایک دو چکارہ دیکھے تھے اور یہاں کے پہاڑوں میں درندہ سنی گئی وجہ اس کی یہ ہے کہ دیہات قریب قریب آباد ہیں پھر اٹھارہویں اسٹیشن محاجہ پر پہنچے اس کے قریب بھی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اسی لئے یہ قریب کی زمین پتھریلی ہے مگر اس سے آگے پھر عمدہ زمین دہامنی واقع ہے یہاں ریل کی ہر گاڑی میں دو دروازے گاڑی کے طول کی دونو طرف ہوتی ہیں پس مقام حیفا سے ہر گاڑی میں دو سپاہی محافظ پولیس گاڑی کے دونوں دروازوں پر حفاظت کیلئے ہروقت موجود رہتے ہیں اور وہ یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کس جگہ جاؤ گے اور وہاں کس جگہ اترو گے اور حاجی کے ماسوا خاصکر سیاحوں سے خوب تحقیقات کرتے ہیں اور جبتک وہ سیاح مقیم رہتا ہے روزمرہ حاضری لیتے اور اوس کی بابتہ ہوٹل والے کے ذمہ داری بھی لی جاتی ہے یہ ضابطہ عمل اس واسطے ہے کہ شاید ان میں کوئی جاسوس نہو پھر انیسویں اسٹیشن خبت پر پہونچے یہاں تک بھی تمام جنگل اور کہیں کہیں میں پتھر بچھے ہوئے ہیں پھر بیسویں اسٹیشن حُباب پر پہونچے یہاں بھی اوسیطرح کا جنگل تھا پھر اکیسویں اسٹیشن بُسیما پر پہنچے یہاں کی بھی وہی کیفیت تھی اور جنگل بھی اونہیں جنگلوں کے

قریب سر سبز ہے پھر بائیسویں اسٹیشن وبیر علی پر پہنچے اس جگہ چند باغات بھی دیکھے گئے یہ جگہ
ایک نشیب ہے بلکہ ایک جھیل سی ہے اور اس میں سبزہ بھی دکھائی دیتا ہے نہ معلوم وہ کس قسم
کا سبزہ ہے اس مقام کی جانب شمال دونوں طرف پہاڑ چلے گئے ہیں اور رُخ قبلہ کا یہاں سے
جانب جنوب ہے جب وہ مذکورہ بالا سبزہ یعنی کھیت قریب آئے تو معلوم ہوا کہ جوار کی کھیت
ہیں کیونکہ جوار کے بھٹیاں نکل رہی تھیں یہ مقام بھی نہایت ہی سر سبز جگہ ہے پھر تئیسویں اسٹیشن
کسوہ پر پہنچے اس کے آگے جنگل خوب سر سبز تھا اور پانی بہتا ہوا آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا اور
اور مکا کے کھیتوں میں بھٹے نکل رہے تھے اور اوس پانی کے کنارہ کنارہ بہت اشجار لگے ہوئے
تھے پہاڑوں کے درمیان یہ جگہ بہت عمدہ معلوم ہوتی تھی ہر دو جانب کے پہاڑوں کی مسافت
اندازاً ایک میل کے قریب ہوگی اب ہم اوس مقام پر ہیں جہاں پہاڑ ختم ہو گئے اور سطح میدان
ہے اور کھیت ہیں اور کھیتوں میں لمبی لمبی پٹیاں زمین کی بنی ہوئی ہیں اور بطور حد فاصل بہت
چھوٹی چھوٹی پست منڈیروں کی نشانیاں ہو رہی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں اراضی
کی نشانیاں ہیں زمین بہت سر سبز دشاداب نہریں جاری باغات جگہ جگہ موجود ہیں انہیں
سر سبز باغوں کی درمیان میں ریل ہوتی ہوئی چوبیسویں اسٹیشن قدم شریف پر پہنچے اور پھر
یہاں سے روانہ ہوکر اوسیطرح کی بہت سر سبز باغوں میں ہوتی ہوئی پچیسویں اسٹیشن شام
یعنی دمشق پہ پہنچے قریب وقت مغرب کے خداتعالےٰ جل شانہٗ کے فضل وکرم سے ہم سب
بخیر وعافیت ریل سے اسٹیشن دمشق پر اترے بگھیاں کرایہ کر کے سوار ہوئے شہر میں ہوتی
ہوئی ہوٹل پر جس کا نام دارالسرور ہے بسر ورتمام پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے ابھی یہ اسٹیشن عمدہ
بنا ہوا نہیں ہے مگر اب عمدہ تیار ہو رہا ہے لیکن یہ ہوٹل دارالسرور نہایت عمدہ ہے اسکے
کمرے خوب آراستہ ہیں اور عمارت دو منزلہ ہے یعنی اوپر نیچے دونوں منزلوں میں کمرے بنے
ہوئے ہیں لیکن وسعت عمارت کے مقابلہ میں صحن البتہ چھوٹا ہے اور وسط صحن میں حوض بنا ہوا ہے
جس میں ہر وقت فوارہ چلتا رہتا ہے حوض کا مخزن ایسا رکھا گیا ہے کہ دن رات حوض میں

پانی خوب بھرا رہتا ہے اور حوض سے جس قدر پانی زائد ہوتا ہے وہ بہکر نہر میں چلا جاتا ہے اور یہ
اجرائے آب اس حوض سے دن رات جاری رہتا ہے اور پانی حوض کا اس قدر سرد ہے کہ
فوارہ بننا دشوار ہوتا ہے کیونکہ یہاں بہت سردی ہوتی ہے ہم سب شب کو یہاں
روئی کے لحاف اوڑھتے تھے حوض کے چوطرف گملے پھولوں کے رکھے ہوئے تھے جب پائخانہ
میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ وہاں بھی پانی جاری ہے اور صرف خالی لوٹے رکھے ہوئے ہیں
اون میں نہر سے فقط پانی بھرنے کی تکلیف کرنی پڑتی ہے پائخانہ خوب صاف رہتے ہیں اور
متعدد و نوعدد پائخانہ ہیں چونکہ کوہ لبنان اس شہر سے قریب جانب شمال ہے اور اوس
سے ایک پانی کی چادر بہت اوپر سے گرتی ہے پس اوسی پانی سے شہر میں دو نہریں لائی گئی
ہیں ان نہروں کا نام عین ہے یہ دونوں بڑی نہریں ہیں ان نہروں میں نل لگے ہیں ان کے ذریعہ
سے جگہ جگہ شہر میں پانی جاتا ہے یہ نل ہر وقت جاری رہتے ہیں کسی وقت پانی روکا نہیں
جاتا بخلاف ہندوستان کے کہ وہاں وقت مقررہ تک پانی ملتا ہے پھر بند کر دیا جاتا ہے اور
دن نوعدد پائخانوں میں بھی ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے یعنی قدمچوں سے کچھ ہٹکر بالشت بھر چوڑا
ایک دہورا پختہ بنا ہوا ہے اوس میں سے ہوکر پانی بہتا ہے تکان راہ دور کرنے کے لئے اپنی
قیام گاہ پر ٹھہر کر جناب بھائی صاحب صاحبزادہ محمد عبد الرحیم خان صاحب بہادر سے ملنے گیا
الحمد للہ کہ اون سے ملاقات ہوئی اور اون کو کامل صحت کے ساتھ پایا اون کو مجھ سے ملکر اور مجھکو
اون سے ملکر باہم بہت خوشی ہوئی اون کے ہمراہیان سے بھی ملاقات ہوئی سب کو خیریت
سے پایا وللہ الحمد صرف اصغر شاہ صوبہ دار کو بیمار پایا۔ بھائی صاحب جس مکان میں قیام پذیر
تھے وہ بھی اچھا تھا اور اوس مکان میں بھی حوض تھا اور فوارہ چل رہا تھا وہاں پائخانہ بھی ویسے
تھے جیسے دار السرور کے اور اس ہوٹل دار السرور سے بھائی صاحب کا مکان قریب تھا
دوسرے دن دمشق میں ایک بڑا جلسہ محمولہ غلاف مقدسہ مکہ مکرمہ کا تھا شاید چھٹی یا ساتویں ذیقعدہ
کو یہ جلسہ ہر سال ہوتا ہے اور لائق دیکھنے کے ہوتا ہے کیونکہ ہر سال محمل لایا جاتا ہے ان دنوں میں

بسبب اس جلسہ کی کرایہ بگھیوں کا بہت گراں ہوگیا تھا اور جس دن ہم دمشق میں پہنچے اوسی دن برخوردار عبدالحیی خاں کو بخار شدت سے ہوگیا تھا مگر صبح تک خدائے تعالے شافی مطلق جلشانہٗ کے فضل وکرم سے آرام ہوگیا پھر صبح بگھیاں کرایہ کرکے مقام قدم شریف پر گئے کیونکہ محمل وہیں جاتا ہے آج کے دن کرایہ کی تعدادفی بگھی ایک گنی عثمانی تھی پس ظاہر ہے کہ کرایہ بہت گراں تھا غرض ہم سب سوار ہوکر مقام قدم شریف میں پہنچے اور وہاں سے جلسہ کے مقررہ جگہ پر گئے راستہ میں بہت ہجوم آدمیوں کا تھا بگھیوں کا چلنا مشکل ہوگیا تھا غرض ہم بشکل تمام جلسہ کے مقام پر پہنچے اور جس جگہ سب بگھیاں کھڑی تھیں اوسی جگہ ہماری بگھیاں بھی ٹھہرگئیں راستہ کے دونوں طرف تو بگھیاں کھڑی تھیں درمیان میں راستہ تھا آدمی بھی بکثرت تھے اور ماسوا انکے شہر کے مکانات کی چھتوں اور دوکانوں پر بھی ہزارہا آدمی تھے اور قریب تین سو طلبہ جنگی مدرسہ کے جن کی عمریں چھ سے بارہ سال تک کی تھیں اور جنگی تعلیم پاتے تھے فل ڈریس یعنی اپنی مکمل وردی جنگ کے پہنے ہوئے ہتھیار لگائے یعنی پوری جنگی مستعدی کے ساتھ قواعد مبارزت کے نہایت مطابق ایک مضبوط و مستحکم دیوار کی شکل میں برابر صف باندہے بازار حمیدیہ میں محمل کی سلامی اداکرنے کے واسطے ساکن و ساکت کھڑے تھے یہ کل جنگی طلبا ترکوں اور عربوں کے بچے تھے بعد دس بجے کے محمل شہر سے باہر کی جانب یعنی بجانب قدم شریف اوس وقت وہاں توپیں سر کی گئیں نصف گھنٹہ کے بعد محمل آتا ہوا ہم لوگوں کو دکھائی دیا محمل سے قبل کچھ افسر فوج کی وردیاں زریں نہایت عمدہ پہنے ہوئے محمل کو اونٹ پر سے اوتارنے کے مقام پر آئے اور حاکم دمشق اور دیگر افسر سب زرق برق تھے یہ کل آکر اوس چبوترہ پر بیٹھ گئے جو اس مطلب کے واسطے قدیماً بنایا گیا ہے عمدہ عمدہ گھوڑے عربی اون کی سواری کے تھے چبوترہ پر شامیانہ ایستادہ تھا اوسکے نیچے کرسیاں ترتیب وار لگی ہوئی تھیں ہماری بگھیاں بھی چبوترے کے قریب کھڑی تھیں اور بہت سے لوگ بگھیوں میں سوار ہوکر آئے تھے اون کے بگھیوں میں عمدہ جوڑیاں عربی گھوڑوں کی جتی ہوئی تھیں اور شہر کے بہت سے آدمی تماشائی گھوڑوں اور گھوڑیوں پر سوار تھے

عمدہ سے عمدہ گھوڑیاں تھیں جب محمل قریب آیا تو پھر توپیں سر کی گئیں یہ ایک خچروں کا توپخانہ تھا
جو محمل ہی کے ساتھ تھا توپخانہ اپنا فرض ادا کرکے ٹھہر گیا اوس کے بعد ایک رسالہ خچروں کا
آیا اور رسالہ بھی اس ترتیب سے ٹھہر گیا کہ نصف سوار تو راستہ کی ایک جانب اور نصف دیگر دوسری
جانب جمکر کھڑے ہوگئے اور محمل کے آگے ایک جنگی پلٹن اور اوس پلٹن کا بینڈ بجتا ہوا چبوترہ کیجانب
آیا اور یہاں بھی وہ پلٹن جو محمل کے آنے کی منتظر تھی اوس کے نصف آدمی بھی ایک جانب راستہ
کے اور نصف دیگر دوسری جانب جم کر کھڑے ہوگئے پھر وہ سب افسر بھی جو شامیانہ
کے نیچے کرسیوں کے اوپر چبوترہ پر بیٹھے ہوئے تھے کھڑے ہوگئے اور سب کے سب چبوترہ
سے نیچے اوتر کر محمل کی جانب آئے اور محمل کا اونٹ آگے بڑھا کر بٹھا دیا گیا - پھر فوج نے سلامی
دی اور دعا و فاتحہ کے واسطے سب نے ہاتھ اوٹھائے اور بعد دعا محمل اونٹ پر سے اوتارا گیا اور
اوس میں مقدس غلاف زرین کعبہ مکرمہ کا تھا اوس غلاف مقدس کے ساتھ ایک نشان اسلامی
شاہان سابق کا بھی جداگانہ اونٹ پر ہوتا ہے اور یہ رواج قدیم چلا آتا ہے یہ دونوں تبرکات اس
جگہ سے کعبہ شریف و مدینہ منورہ کو جایا کرتی ہیں اس ترتیب کے ساتھ کہ پہلے مدینہ منورہ جاتے
ہیں اور بعدہ کعبہ شریف کو روانہ ہوجاتی ان کے ساتھ بڑے بڑے فاضل اور علما ہوتے ہیں اور سلطنت
کی جانب سے جو ایک ترکی حاکم اس تمام لشکر کا قافلہ سالار قافلہ کا مقرر کیا جاتا ہے اوس وقت
اوس کو امیر محمل کا لقب عطا کیا جاتا ہے اور وہ امیر محمل کہلاتا ہے یہ امیر محمل اوس کل قافلہ کا سب
سے بڑا حاکم ہوتا ہے اور اسکو اس لشکر اور کل قافلہ کا کامل اختیار ہوتا ہے اور یہی امیر محمل ہر
سال بادشاہ کی جانب سے نیابتاً کعبہ شریف و مدینہ منورہ جایا کرتا ہے الغرض جب محمل و نشان
اونٹوں پر سے اوتاری گئی تو مذکورہ بالا سب افسروں نے اون کو ہاتھوں میں لے کر دعا مانگی
اور توپخانہ سے توپیں سر ہونے لگیں پلٹن نے سلامی دی اوس وقت بہت آدمیوں کو رقت نہایت
ہوئی ہم ایسے مقام پر تھے کہ یہ سب جلسہ ہمارے قریب ہی تھا پھر اوس محمل کو اوسی شامیانہ والے
چبوترہ پر لے گئی اور تھوڑی دیر کے بعد یہ جلسہ ختم ہوگیا اور غلاف و نشان وہیں قدم شریف میں رکھی گئی

اور اب بارہویں ذیقعد کو یہ محمل اور نشان مدینہ منورہ روانہ ہوگی اور قدیم سے یہ ضابطہ جاری ہے
کہ توپخانہ اور رسالہ اور پلٹن ان کے ہمراہ جاتی ہیں اور اب ریل جاری ہو جانے کی وجہ سے یہ سب
ریل میں اول مدینہ کو جاتی ہیں پھر وہاں سے کعبہ شریف کو بذریعہ اونٹوں کے لیجاتے ہیں اور اسی
مقام قدم شریف پر حجاز ریلوے کے انجن و گاڑیاں رہتی ہیں یعنی یہ مقام اس لائن کا صدر مقام
ہے غرض بارہ بجے تک یہ جلسہ ختم ہوگیا یہاں یہ بیان کر دینا بھی موقع کی مناسب ہے کہ بعد
حج خالی محمل غلاف کا اور نشان پھر واپس دمشق میں آجاتے ہیں یعنی ہر سال اسیطرح سے ہوا کرتا
ہے پھر اوسیدن بعد ظہر کے میں مسجد جامع امویہ کو گیا بہت عمدہ مسجد ہے تعمیر نہایت عمدہ ہے
اور بلند مسجد ہے اسی مسجد میں جانب شرق ممبر سے کچھ ہٹکر حضرت یحییٰ علی نبینا و علیہ السلام کی
قبر ہے یہ وہی بابرکت و مصدر فیوض قبر ہے جس کی نسبت گلستان میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ لکھتے
ہیں در جامع دمشق بر بالین یحییٰ علیہ السلام معتکف بودم اس قبر مبارک پر سنگ مرمر کا قبہ بہت خوبصورت
بنا ہوا ہے آج بھی اس مرقد مبارک کی زیارت مجھے نصیب ہوئی و للہ الحمد کہ زیارت بندگان کا غدو
گناہ یہ مسجد زیارت گاہوں کا مجمع ہے پس یہ مسجد کی بائیں جانب صحن کے کنارہ کے دالان میں حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر مقدس کو دفن کرنا ظاہر کیا جاتا ہے اور موئے مبارک جناب
رسالتماب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ کا بھی سر کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں اسی جامع
دمشق یعنی مسجد امویہ کی مشرقی منارہ پر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا نزول ہوگا یہ منارہ مسجد
کے باہر ہوتا ہوا آیا ہے مگر ایک محیط دیوار کی اتصال سے مسجد کے درمیان میں کر دیا گیا ہے صحن مسجد
بہت بڑا نہیں ہے اس مسجد کی چھت لداؤ کی ہے اور جو طرف مسجد کے دالان ہیں یعنی تین طرف
دالان اور چوتھی جانب کا دالان مسجد ہے مسجد کا قبلہ کی جانب کا رخ یہاں گویا جانب جنوب معلوم
ہوتا ہے فن تعمیر کے متعلق جو ایک بڑی صنعت اس مسجد کی تعمیر میں کام میں لائی گئی ہے وہ یہ ہی کہ
خاص مسجد جو لداؤ کی ہے اوس کا لداؤ بہت چوڑا ہے یعنی اندر سے مسجد کا دالان بہت عریض ہے
اور مسجد کے باہر شمال کی جانب سلطان صلاح الدین مرحوم اور اون کے وزیر عماد الدین مغفورین کی

قبریں ہیں ان مشاہیر اسلام کی قبروں کی زیارت کے لئے بھی گیا سبحان اللہ ان حضرات نے دین
کے کام میں جیسی کوششیں کی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت کرے آمین سلطان
مغفور کی قبر پر یہ آیت لکھی ہوئی کاغذ پر نہایت خوشخط رکھی ہوئی ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ
وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ صدقت یا اللہ المقتدر جرمن سلطنت کے بادشاہ جو حال میں موجود ہیں اور زمانہ حال
کے اخباروں نے اون کو حاجی ولیم کے لقب کے ساتھ ملقب کیا ہے جب سا ہیں بیت المقدس
آئے تھے تو خاص ان قبور کی زیارت کے لئے بحکم ضرورت دمشق میں بھی آئے تھے چنانچہ اونہوں نے
سلطان صلاح الدین کی قبر پر برسم نذرانہ سونے کا ایک تاج جس میں سلطنت جرمن کے نشان
کی علامت عقاب مرتسم ہے چڑھایا تھا جو اب اون کی قبر کے سرہانے رکھا ہوا ہے یہ تاج
۱۳۱۵ھ ہجری کو سلطان مبرور کی قبر پر چڑھایا گیا تھا اوس میں لکھا گیا ہے إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
پس اگر یہ خبر اخباروں کی کہ جرمن کا شاہ مشرف باسلام ہوگیا اور مزید براں یہ کہ اوس نے حج بیت اللہ
العظیم سے بھی شرف حاصل کیا ہے تو ظاہر کہ ان اللہ یحب المحسنین کی نسبت جو اوس کا یقین
تھا وہ بالکل تکمیل اور تصدیق کو پہنچگیا یعنی اللہ محب المحسنین نے اوس کو اس احسان نذر تاج کے تبادلہ
میں مشرف باسلام فرماکر بتقاضائے یحب المحسنین اوس کو اپنے گھر میں مدعو فرماکر اوس کو ملقب بحاجی
ولیم فرمادیا اب اس سے بڑھ کر اور کیا محبت ہوگی یہ حب اللہ اللہ تعالےٰ سب بندوں کو نصیب کرے
آمین ثم آمین یا اس آیتہ شریفہ کے ذریعہ سے شاہ جرمن نے سلطان صلاح الدین مغفور عرش
آشیانی کی وہ جانکاہ کوششیں دنیا کو جتائی اور بتائی ہیں جو اسلام اور ملت کی حمایت میں عمل میں
لاکر ایک بہت بڑا بھاری احسان تمام ملک کے سر پر رکھا اور قیامت تک قوم و ملت کا ایک
محسن عظیم تسلیم کیا گیا پس شاہ جرمن اس آیتہ شریفہ کو تاج میں مرتسم کرا کے آیتہ شریفہ اس
امر کی تصدیق کرتا ہے کہ محسن کو بعد وفات بھی ملت ایسا حبیب و عزیز رکھتی ہے کہ شاہان عالیشان
تک اوس کی قبر پر برسم نذرانہ تاج چڑھاتے یعنی اوس کو زندہ جاوید جانتے ہیں یا یہ کہ سلطان
صلاح الدین بعد قبول نذرانہ شاہ جرمن سے بطریق شکریہ فرماتا ہے کہ ان اللہ یحب المحسنین اور یا ثالثاً اس

آیتہ شریفہ کے تاج پر مرتسم کرنے سے میرے قیاس میں شاہ جرمن کی یہ ارادت ہو کہ سلطان مبرور و مغفور نے اپنی فتوحات کے اندر جو سلطنت جرمن کی صیانت و سلامتی بھی مرکوز خاطر فرما رکھی تھی اوسی سلامتی سلطنت کی بابت سلطنت مذکور نے اس تجدید اتحاد کے وقت جو جنگ حال میں پھر باہم ترکوں اور جرمنیوں میں جدید امر لوط و مضبوط فرمایا گیا ہے شاہ جرمن نے اوسی احسان سابق کا تا یامرت تک کے لئے اقرار صادق اور اقبال واثق اس نظر سے کیا ہے کہ اس جدید اتحاد میں بھی سلطان ترکی خلداللہ ملکہ سلطنت جرمنی کی قیام و دوام کا ویسا ہی لحاظ مبذول فرماتے رہیں جیسا کہ سلطان صلاح الدین مبرور و مغفور نے مبذول فرمایا ہے جب شہر کے اوس حصہ میں جو مسجد جامع کی متصل تھا آگ لگی تھی اور بہت سا حصہ شہر کا جل گیا تھا تو اوسیکے ساتھ اس مسجد کا بھی تیسرا حصہ جل گیا تھا اور یہ آگ چند سال کا عرصہ ہوا کہ عہد سلطان عبدالحمید خان خلداللہ ملکہ ہی میں لگی تھی لیکن پھر سلطان عز نصرہ نے ایسے عمدہ طور سے اوسیطرح قدیم پر ایسی مرمت و درستی کرا دی کہ جدید کام قدیم سے اچھا معلوم ہوتا ہے ایسا سنا گیا ہے کہ آبادی اس شہر دمشق کی بہ تعداد کثیر ہی قریب قریب آٹھ لاکھ کی آبادی ہے جس میں مسلمان چھ لاکھ ہیں باقی یہود و نصاریٰ ہیں اس مسجد کا طول مع صحن ایک سو ساٹھ قدم دو وہرہ کا اور عرض میں کچھ کم ہوگی اس شہر کی بازار بڑے بڑے ہیں اور اون میں متعداد بازار پٹے ہوئے بھی ہیں اور یہ پٹاؤ لداؤ کا نہیں ہے بلکہ بجائے لداؤ کے زمانہ حال کے نئی روشنی کے مطابق ٹین کی چادریں خوبصورتی سے ڈالی گئی ہیں جس بازار میں ہو کر میں مسجد کو گیا تھا وہ کسیقدر چوڑا بازار ہے اور ٹین کی چادروں کا اوس پر سایہ یا لداؤ ہو رہا ہے اور نام اس بازار کا سوق الحمیدیہ ہے یہ سوق الحمیدیہ بڑا بازار ہے اسی بازار کی ایک جانب حضرت ابو ہریرہ کی قبر ہے رضی اللہ عنہ اور بازار کے چوپڑ یعنی چوراہے چوک لداؤ کے ہیں بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں چونکہ یہاں برف باری ہوتی ہے اس سبب سے بازار پاٹ دئے گئے ہیں اور بہت سے بازار کھلے ہوئے بھی ہیں سڑکیں نہایت عمدہ ہیں یعنی پتھر کی سنگین بنی ہوئی ہیں اور بعض کنکروں کی کٹی ہوئی سڑکیں بھی ہیں۔ دمشق میں خاص یہاں کی صنعت و حرفت کی اشیا اور نیز دیگر ممالک مثل فرانس و روس و جرمن کے اشیا کی بہت

ہوتی ہے۔ کپڑا ہر قسم کا عمدہ سے عمدہ اور دیگر نوع کا سامان بھی کثرت سے ملتا ہے اور
یہ کی بنی ہوئی مال کی بھی بہت کثرت سے تجارت ہوتی ہے۔ اس قدیم شہر میں
یں اور مدرسے ایسا سُنا ہے کہ تین سو ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہاں ٹرین بھی بجلی کی قوت سے چلتی ہے
اور روشنی بھی اس شہر میں بجلی کی ہوتی ہے۔ گرد و نواح میں باغات بکثرت ہیں اور نہر کا پانی خصوصاً
ان گرمائی و بارش کے دنوں میں ایسا ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جیسا کہ جاڑے کے موسم میں ہمارے
میں ہوتا ہے۔ میوہ جات بھی کثرت سے ملتے ہیں بلکہ میوہ جات کا تو یہ بقعہ معدن ہے
انگور انجیر شفتالو آڑو نارنگی اور کئی قسم کے میوے بکثرت ہوتے ہیں انجیر یہاں کا سفیدی مائل اگرچہ
چھوٹا ہے مگر بہت ہی شیریں ولذیذ ہوتا ہے آڑو البتہ بڑے ہوتے ہیں اور نارنگی کا موسم
یہ نہیں ہیں یہاں دمشق میں اور نیز دیگر مقامات شام میں بھی ناگ پھن یعنی تھوہر میں جو سرخ پھل
لگتا ہے اس کو یہاں کے لوگ بہت کھاتے ہیں ایسا سُنا ہے کہ شیریں بہت ہوتا ہے
بیسیوں ٹوکرے بھرے ہوئے بازاروں میں رکھے رہتے ہیں یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ان
کھانے سے تنقیہ اور صفائی شکم کی ہوتی ہے قہوہ خانہ یہاں و نیز دیگر بلاد میں بہت ہی
ہیں شام کے ملک میں چار و قہوہ جس کو انگریزی میں کافی کہتے ہیں اور نیز حقّہ کے استعمال کے
لوگ بہت عادی ہیں اور ان کا رواج بہت ہی کثرت سے ہے جگہ جگہ ان اشیاء کے استعمال
واسطے مکانات جن کو قہوہ خانہ کہتے ہیں بنے ہوئے ہیں اس شہر میں ہوٹلیں بھی ...
غرض قیام کے دوسرے دن میں قبرستان کی زیارت کو گیا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ
وحضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امہات المؤمنین ان ہر دو ازواج مطہرات پیغمبر خدا صلی اللہ
وسلم کی زیارت نصیب ہوئی والشکر للہ اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبر کی زیا...
یہ اون حضرت عبداللہ نابینا کی والدہ ہیں جن کے حق میں یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰیٓ
اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر پر یہ شعر لکھا ہوا ہے مگر کامل شعر موقع
پڑھنے میں نہیں آیا جو الفاظ پڑھنے میں آئے ہیں وہ یہ ہیں ؎

شاہ اقلیم شفاعت کہ نبی قرشی ؛ پرتو انداز رسالت دو جہاں کرنشین

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی قبور کی بھی زیارت نصیب ہوئی اور
حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی قبر بھی یہیں ہے اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم یہاں بہت سے
شہید ہوئے ہیں اون کی قبریں ممیز نہیں کی گئیں ہیں اس لئے اون کی قبروں کا پتہ نہیں چلتا
لیکن اب بھی سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی جانب سے بعد تحقیقات کامل جس بزرگ کی قبر ثابت
ہوجاتی ہے اوس پہ قبہ تعمیر کرادیا جاتا ہے اور یہ کارروائی سلطان عبدالحمید خاں کی وقت
سے جاری ہوئی ہے ایک اور قبر ہے جس کو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر بتلاتے ہیں اوس کے
مجاوروں نے یہ بیان کیا کہ یہ جناب رسالتماب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں میرے
نزدیک اون کا یہ بیان لائق اعتبار نہیں اس لئے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا جناب رسالتماب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں سے ہیں نہ کہ کنیز یا شاید اس نام کی کوئی کنیز بھی ہو اور یزید
کی قبر بھی دیکھی یہ ایسی بدترین مقام میں ہے کہ جو راستہ اس قبرستان کے پاس سے ہوکر گذرتا
ہے اوس کی ایک جانب تو یہ قبرستان ہے اور دوسری جانب شہر ہے پس شہر والی
سمت میں ایک نہایت مغضوب و مقہور دکھائی دینے والا ویرانہ ہے اوس ویرانہ کے ایک کھنڈر
میں کہ دل دوزخ بھی شاید اسی مقوت و مغلوب ہئیت کا ہوگا یزید کی قبر ہے جس کی مذمت میں
کسی نے یہ قطعہ کہا ہے اور واقعات سے اس مذمت کو ثابت کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے قطعہ

دوستدار پیمبر بندہ ازیں آگہ نیست ؛ کہ اندوازسہ کش اوبہ پیمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیمبر بشکست ؛ مادر او جگر عم پیمبر بمکید
او بنا حق حق داماد پیمبر بگرفت ؛ پسر او سر فرزند پیمبر بہ برید
پس بریں شخص کسی لعنت و نفریں نکند ؛ لعن اللہ یزید او علی فعل یزید

غرض جو شخص یزید کی قبر کی طرف جاتا ہے یزید کی قبر پہ پتھر برساتا ہے چنانچہ ایک بہت بڑا ڈھیر
پتھروں کا وہاں ہوگیا ہے شعر

حسن ز بصرہ بلال از حبش شعیب از روم ؛ ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

ے دن ہم حضرت محی الدین عربی رحمتہ اللہ کی قبر پر گئے یہ شیخ تصوف کی سب سے بڑے امام
اوران کی قبر شہر کے گوشہ شمال و مغرب میں کوہ لبنان کے بہت قریب واقع ،
اس قبر پر ہم شہر دیکھنے کی غرض سے شہر میں گئے تھے شہر خوب آباد ہے جس راستہ
ہم گئے تھے اوس راستہ میں ایک نہر جاری ہے یعنی بازار کے ختم ہو جانے کے بعد وہ راستہ آ
ایا بازار کی سڑک ہے پھر نہر جاری ہے بارہ قدم کی چوڑی ہے اور اوس میں گھٹنوں گھٹنوں
تک بلند پانی بہتا ہے اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے یعنی دوسری جانب نہر کی وہ سڑک ہے ا
بہت کشادہ ہے سڑک پر نہر سے قریب درخت لگے ہوئے ہیں اوس کے بعد عدالت کا
بڑا مکان ہے اوس کا نام دار القضا ہے ان بزرگان مذکورہ بالا کی زیارت کے بعد ہم دیگر دو
بزرگان قوم کرد کی قبر پر گئے اون میں سے ایک صاحب کا نام ایوب رحمتہ اللہ علیہ ہے قبر میں
انکا ایک پاؤں لات مارنے کی وضع پر اوپر اوٹھا ہوا ہے اور پاؤں کا پنجہ نظر آتا ہے چونکہ یہ قبر
غار کے اندر ہے اس وجہ سے غار کی تاریکی میں کچھ زیادہ دکھائی نہیں دیتا اور لبنان پہاڑ پر
ذوالکفل نبی علی نبینا و علیہ السلام کی قبر واقع ہونے کی بابتہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے لیکن پہاڑ کی
چڑھائی کے سبب سے اوس جگہ لوگ نہیں جاتے اور ہابیل و قابیل پسران حضرت آدم ابوالبشر
علی نبینا و علیہ السلام کی قبروں کا پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہونا بھی ظاہر کیا جاتا ہے واللہ اعلم یہ شہر
نہ بہت کشادہ ہے نہ بہت تنگ بلکہ درمیانی ہے البتہ جس جگہ نہر ہے وہ سڑک بہت
وہ ہے اور اون دونوں دروازوں یعنی باب صغیر و باب جابیہ کی مواقع جنکی طرف سے
رضوان اللہ تعالے عنہم نے شہر دمشق فتح کیا تھا نیز میں نے دیکھے اگرچہ ان ابواب کا
نشان بھی باقی نہیں ہے مگر وہاں کے لوگوں کی زبانی سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ وہ
دروازے نصب اور قائم تھے اس شہر دمشق کی اب آبادی بہت ہوگئی ہے اور جو دروازہ
باب الشرق کے نام سے موسوم تھا وہ جگہ بھی آباد ہے اور بازار کہ پٹے ہوئے نہیں ہیں اونکی عمارا

کے طرز مثل عمارات بمبئی کے ہے یہاں کے باشندوں کے زبانی یہ بھی سنا گیا کہ یہاں پچیس
ہزار فوج سلطانی بھی رہتی ہے اور قدم شریف جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے میں اوس کو دیکھنے بھی گیا
تھا اور ایک مدرسہ جنگی تعلیم کے واسطے بھی قایم ہے جیسا کہ مجملا اوپر بیان کیا گیا یہاں بچوں کو چھ
برس کی عمر سے پندرہ برس کی عمر تک جنگی تعلیم دیجاتی ہے بعد پندرہ برس کی عمر کے وہ لڑکے
فوج میں بھرتی ہوجاتے ہیں اور دس برس تک فوج کے کام میں رہتے ہیں بعد دس برس کے اونکو
رخصت کردیا جاتا ہے اور اون کے عوض وہ دوسرے بچے فوج میں لے لئے جاتے ہیں جو
اس دس برس کے عرصہ میں فوج میں لینے کے قابل ہوجاتے ہیں غرض پچیس برس کی عمر تک تمام
قوم کے ہر نرینہ اولاد سے فوج میں کام لیا جاتا ہے اور رخصت کرنے کے بعد بھی اہل رخصت کو
حسب ضابطہ قدرے ماہانہ ملتا رہتا ہے تاکہ جنگی خدمت کا حق آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے قایم اور
بحال رہے چنانچہ اسی ماہانہ کی بنا پر بوقت ضرورت اون کو پھر طلب کرلیا جاتا ہے ایک پلٹن تو بالکل
ہی نئی عمر کے لڑکوں کی دیکھی ترکی لڑکے جو نہایت متانت اور سنجیدگی اور قواعد کے پابندی کے ساتھ
جارہے تھے اور اوس کا کمانڈر افسر بھی ترکی لڑکا ہی تھا بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کوہ لبنان ایسا سنا
ہے کہ بہت پرفضا پہاڑ ہے تمام پہاڑ پر آبادی ہے اور نہایت سرسبز ہے اور کثرت سے خوب
و خوش منظر باغات لگے ہوئے ہیں افسوس کہ مجھکو اوس کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا دمشق سے
بیروت جانے والوں کو راستہ میں یہ پہاڑ ملتا ہے الغرض دمشق ایسا شہر ہے کہ کم سے کم اوس
میں پندرہ روز تو ضرور رہے اوس وقت پوری سیر ہوسکتی ہے میرا رہنا صرف تین شب اور دو دن ہوا
کس لئے کہ حج کے دن بہت تھوڑے باقی رہ گئے تھے اور مجھکو پہلے اس سے کہ مکہ مکرمہ کو جاؤں
مدینہ شریف کو جانا منظور تھا اور چونکہ دمشق سے تیسرے دن مدینہ منورہ کو ریل کے جانیکا قاعدہ ہے
اور اوس روز اتفاق وقت سے صرف ایک دن ہی بعد ریل بھی مدینہ منورہ کو جانے والی تھی اس سبب
سے میں نے مدینہ منورہ کے جانے کا قصد کیا اور نیز اس قصد کے مؤیدیہ امور بھی مہیا تھے کہ فی الحال
آمد و رفت بھی کم تھی اور برادر صاحب مکرم صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خانصاحب بہادر کو بھی اسی اثنا میں معہ

۔۔ست المقدس جانا تھا بلکہ اون کے جانے کا وقت بھی مقرر ہوچکا تھا پس ان سب جو ا
کرچو تھے ہی دن میں نے بھی مدینہ منورہ جانے کا قصد کرلیا اور بعد صبح کی نماز کے ہم
۔۔ دمشق پر گئے باوجود اوس کی آمد ورفت کے اسٹیشن پر بڑا ہجوم تھا بڑی مشکل سے ٹکٹ
کیا کرایہ اوس وقت سکنڈ کلاس کا نی کس بیاسی روپیہ آٹھ آنہ کا تھا اور کرایہ تھرڈ کا فی کس
۔۔ روپیہ چار آنہ تھا بھائی صاحب مکرم بھی مجھکو اسٹیشن تک پہنچانے آئے تھے اون سے خاص
کے ریل میں سوار ہونے کے وقت مجھکو بہت مدد ملی یعنی خاصکر میری خاتون محل و برخوردار کی سوار
لانے میں اوس ہجوم کے اندر جناب ممدوح نے بڑی کوشش کی اور اسٹیشن پر خاص کر قوم کرغز
ل بخارا جو روسی رعایا ہیں اور نیز رعایائے ایران کا بڑا ہجوم تھا اور ان دونوں سلطنتوں کے سفیر
موجود تھے جب اجازت گاڑیوں میں سوار ہونے کی دی گئی تو مسافرین کا یہ حال تھا کہ ایک
سرے پر گرا پڑتا تھا بلکہ گاڑی میں دروازوں سے سوار ہونے کا انتظار نکر کے لوگ کھڑکیوں میں سے
ڑی کے اندر چڑھ گئے بعض تو اس اضطراب کے اندر کھڑکیوں میں پھنس بھی جاتے تھے الغرض بڑی
مشکل سے سوار ہوکر ہم گاڑی میں بیٹھے اور پھر بھی کئی سو مسافر باقی رہ گئے سفیر روس اور سفیر ایران
نے بہت کوشش کی کہ انہی گاڑیوں میں اور گاڑیاں لگادی جائیں مگر اسٹیشن ماسٹر نے جو کہ ترک
تھا اوس وقت اون سفیروں کا کہنا نہیں مانا لیکن پھر ایسا سنا گیا کہ بارہ بجے دوسری ٹرین بقیہ
زین کے واسطے روانہ کی گئی المختصر میں بھائی صاحب سے رخصت ہوکر ریل میں بیٹھ گیا اور ریل
ہوکر اسٹیشن درعا پر پہنچی درعا جو دمشق سے روانگی اسبق کے حساب سے گیارہواں اسٹیشن
ہے تو وہی اسٹیشن آئے جو درعا سے دمشق تک اوپر لکھے گئے ہیں اور وہ دس اسٹیشن ہیں اب جبکہ
مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو اس جدید روانگی کا اول اور اوس اسبق روانگی کا بارہواں اسٹیشن
عذر آیا یہاں سے ایک لائن اور بھی گئی ہے پھر ہم بحساب اسبق تیرہویں اسٹیشن نصیبہ پر پہنچے
اومیں درمیانی راستہ اکثر آباد نہیں دیکھا اور حسب نوشتہ سابق دمشق سے یہ اسٹیشن تیرہواں ہے
۔۔ن مفرق پر پہنچے اس راستہ کا جنگل بھی آباد نہیں تھا بلکہ ویران تھا یہاں ریل بہت چکر

مغرب کے ریل یہاں سے جاتی ہے اور چونکہ اب اس راستہ میں موڑ کی چڑھائی واقع
لئے یہاں سے ریل میں دو انجن لگائے جاتے ہیں اور شاید ایک اسٹیشن تک یہ
نجن لگے رہتے ہیں اس مسافت میں ایک ٹنل بھی آیا تھا اور ٹنل سرنگ کی راہ کو کہتے ہیں جو
پہاڑ کو برما کر نکالی جاتی ہے اور یہ سترہواں اسٹیشن تھا پھر اسٹیشن قصر پہ پہنچے چونکہ اب رات
تھی اور چاروں طرف تاریکی چھا گئی تھی کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا تو اس راستہ کے حالات نہیں لکھ
سکا البتہ پہاڑ بکثرت تھے اور یہ اٹھارہواں اسٹیشن ہے پھر اوسی تاریکیٔ شب میں اسٹیشن خیرا پہ پہنچے
یہ اونیسواں اسٹیشن تھا پھر رات ہی کے سلسلہ میں اسٹیشن لین پہ پہنچے یہ بیسواں اسٹیشن ہے
پھر ایک حصہ شب گذرنے پر اسٹیشن ضع پہ پہنچے یہ اکیسواں اسٹیشن ہے پھر قریب نصف شب
اسٹیشن حوزیب پہ پہنچے یہ بائیسواں اسٹیشن ہے اب چونکہ شب زاید گذر گئی تھی میں سو گیا
بڑی تکلیف رات کو رہی کیونکہ ہم چار آدمی ایک درجہ سکنڈ میں تھے اور چاروں آدمیوں کی اوسی ایک درجہ
اس ترتیب سے نشست بنی ہوئی تھی کہ دو ایک طرف نشست کر سکیں اور دو دو
ف مقابل میں بیٹھ جائیں اور اوپر پلنگ بھی نہیں رکھے گئے تھے ایسی حالت میں بیٹھے بیٹھے سونا ا
میں نے اس بدخوابی میں گذشتہ اسٹیشن نہیں لکھے جب صبح کو کسیقدر ہوش ہوا اور آنکھ کھ
معانکی اسٹیشن پر گاڑی کھڑی تھی مجھکو بڑی تشویش ہوئی کہ اس راستہ کے اسٹیشن نہیں لکھے
ہٗ مگر حسن اتفاق سے میرے ساتھ سید جمال الدین تھے اونہوں نے نام لکھ لئے تھے اونسے
یں نے وہ نام نقل کر لئے میرے درجہ سکنڈ میں جو اس وقت تین آدمی دیگر میرے رفیق سفر تھے
میں سے ایک کا نام خان صاحب احمد یار خاں ہے اور باقی دو جو اون کے صاحبزادہ ہیں اون ک
نام میں بھول گیا یہ تینوں صاحب بڑے لایق اور خوش اخلاق اور دیندار ہیں شہر ملتان ضلع پنجاب
والے ہیں معاشرت دنیا کی لحاظ سے انکی آمدنی بھی قریب ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ک ہ
میرے ساتھ بہت مہربانی اور اخلاق سے پیش آئے اون کے ساتھ چند آدمی تھے خانصا کر
بھی سعادت مند جوان اور نمازی اور پرہیزگار تھے اور ڈاڑھیاں بھی سبکی قصوالشوارب

اس وجہ سے جاتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں راستہ میں بہت ملتی ہیں اور وہ راہ کے خط مستقیم
کی معارض ہیں اور یہ ہنفرق چودھواں اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن حربۃ الاسمر پر پہنچے اس راستہ میں
روئیدگی کے جنگل بھی بعض جگہ ملتے تھے لیکن یہاں کے پہاڑ خشک تھے مگر اشتر غار وغیرہ کی خشک
جھاڑی اونپر ہوگی کیونکہ بدو لوگ اونٹ چراتے ہوئے اونپر دکھائی دیتے تھے اور یہاں یہ ضابطہ
نہایت عمدہ ہے کہ ہر اسٹیشن پر حفظ وامن قائم رکھنے کے لئے متعدد سپاہی بھی رہتے ہیں
یہ اسٹیشن پندرہواں ہے پھر اسٹیشن زارقا پر پہنچے یہاں گاؤں کی آبادی اچھی نظر آتی تھی
یعنی بہت سے گھر پختہ بھی دکھائی دیتے تھے یہاں چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کو کاٹ کر ریل کو خوب
چکر سے لے گئے ہیں راستہ سے جانب مغرب گاؤں کے نیچے پہاڑوں کے بیچ میں خوب سبز
باغات دیکھے گئے یہاں ایک بڑا تالاب ہے جس کو ندی کہہ سکتے ہیں اس نالہ کی ریل کو خوب
چکر دے کر لے گئے ہیں اس نالی پر چھ دروازہ کا پُل بنا ہوا ہے یہاں بہت عمدہ سبزہ زار ہے اور
گائیں بکریاں بیل وغیرہ بھی یہاں بہت دیکھے گئے یہ نالہ خوب جاری ہے کاشت یہاں
کی درو ہو چکی ہے کھیتوں میں سبز گھانس کھڑی ہوئی ہے اور یہ سبزی راستہ کے ساتھ ساتھ برابر
چلی جارہی ہے یہاں تک کہ جانب جنوب ایک اور گاؤں ملا یہاں مکا کے کھیت ابھی تک کھڑے
ہوئے ہیں ان کھیتوں میں نہر کاٹ کر پانی دیا جاتا ہے البتہ ایک بڑا لطف دکھائی دے رہا ہے
ریل کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کے بیچ میں کنیروں کے گنجان درخت لگے ہوئے ہیں اور یہ جوش
بہار کے ساتھ پھول رہے ہیں سبحان اللہ ایک عجیب کیفیت معلوم ہوتی تھی اور پھر اس پر بہار
نشاط انگیز منظر پر طرہ یہ کہ ریل دامن کوہ میں سینکڑوں چکر کھاتی ہوئی پر پیچ رفتار کے ساتھ کبھی
کسی رُخ کبھی کسی رُخ سے اٹکھیلیوں کے ساتھ آغوش کوہ سے نکلی جارہی ہے یہ پہاڑی سلسلہ
خوب دور تک چلا گیا ہے مگر اس سلسلہ میں بہت اُونچے پہاڑ نہیں ہیں یہ اسٹیشن سولہواں ہے
پھر ہم اسٹیشن عمان پر پہنچے یہاں ریل ایک گھنٹہ توقف کرتی ہے اور یہاں انجن بھی زائد رہتے
ہیں وجہ توقف یہ کہ یہاں تبدیلی انجن کی ہوتی ہے اور لالٹین بھی اسی اسٹیشن پر روشن کی جاتی ہیں

بعد مغرب کے ریل یہاں سے جاتی ہے اور چونکہ اب اس راستہ میں موڑ کی چڑھائی واقع ہے اس لئے یہاں سے ریل میں دو انجن لگائے جاتے ہیں اور شاید ایک اسٹیشن تک یہ انجن لگے رہتے ہیں اس مسافت میں ایک ٹنل بھی آیا تھا اور ٹنل سرنگ کی راہ کو کہتے ہیں جو پہاڑ کو برما کر نکالی جاتی ہے اور یہ سترہواں اسٹیشن تھا پھر اسٹیشن قصر پہ پہنچے چونکہ اب رات گئی تھی اور چاروں طرف تاریکی چھاگئی تھی کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا تو اس راستہ کے حالات نہیں لکھ سکا البتہ پہاڑ بکثرت تھے اور یہ اٹھارہواں اسٹیشن ہے پھر اوسی تاریکی شب میں اسٹیشن خبرا پہ پہنچے یہ اُنیسواں اسٹیشن تھا پھر رات ہی کے سلسلہ میں اسٹیشن لین پر پہنچے یہ بیسواں اسٹیشن ہے پھر ایک حصہ شب گذرنے پر اسٹیشن ضع پر پہنچے یہ اکیسواں اسٹیشن ہے پھر قریب نصف شب اسٹیشن حوزیب پر پہنچے یہ بائیسواں اسٹیشن ہے اب چونکہ شب زاید گذر گئی تھی میں سو گیا بڑی تکلیف رات کو رہی کیونکہ ہم چار آدمی ایک درجہ سکنڈ میں تھے اور چاروں آدمیوں کی اوسی ایک درجہ اس ترتیب سے نشست بنی ہوئی تھی کہ دو ایک طرف نشست کر سکیں اور دو دوسری طرف مقابل میں بیٹھ جائیں اور اوپر پلنگ بھی نہیں رکھے گئے تھے ایسی حالت میں بیٹھے بیٹھے سونا تھا میں نے اس بد خوابی میں گذشتہ اسٹیشن نہیں لکھے جب صبح کو کسیقدر ہوش ہوا اور آنکھ کھلی تو معانکی اسٹیشن پر گاڑی کھڑی تھی مجھکو بڑی تشویش ہوئی کہ اس راستہ کے اسٹیشن نہیں لکھے مگر حسن اتفاق سے میرے ساتھ سید جمال الدین تھے اونہوں نے نام لکھ لئے تھے اونسے میں نے وہ نام نقل کر لئے میرے درجہ سکنڈ میں جو اس وقت تین آدمی دیگر میرے رفیق سفر تھے ان میں سے ایک کا نام خان صاحب احمد یار خاں ہے اور باقی دو جو اون کے صاحبزادہ ہیں اون کے نام میں بھول گیا یہ تینوں صاحب بڑے لایق اور خوش اخلاق اور دیندار ہیں شہر ملتان ضلع پنجاب کے رہنے والے ہیں معاشرت دنیا کی لحاظ سے انکی آمدنی بھی قریب ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ہے یہ میرے ساتھ بہت مہربانی اور اخلاق سے پیش آئے اون کے ساتھ چند آدمی تھے خانصاحب کے صاحبزادہ بھی سعادت مند جوان اور نمازی اور پرہیزگار تھے اور ڈاڑھیاں بھی سبکی تصوالشوارب!

واغنو الحیہ کے مصداق تھیں ان اصحاب کو بھی مثل میرے بڑی تکلیف رہی اب یہاں سے میں ناظرین
کو یاد دلاتا ہوں کہ میرے سو جانے کے سبب سے اسٹیشنوں کے ناموں کا سلسلہ بائیسویں اسٹیشن
سے ترک ہوا تھا پس اب حسب نقل نوشتہ جمال الدین اوس سلسلہ کی تکمیل میں اوسی بائیسویں
اسٹیشن سے سلسلہ شروع کرتا ہوں پھر ہم اسٹیشن سواقہ پر پہنچے یہ تیئسواں اسٹیشن ہے پھر
اسٹیشن منسرانہ پر پہنچے یہ چوبیسواں اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن منزل پر پہنچے یہ پچیسواں اسٹیشن
ہے پھر اسٹیشن حزبتہ القرلقرہ پر پہنچے یہ چھبیسواں اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن الحصا پر پہنچے یہ ستائیسواں
اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن حروف الدردا پر پہنچے یہ اٹھائیسواں اسٹیشن ہے پھر عنطرہ اسٹیشن پر
پہنچے یہ اسٹیشن اونتیسواں ہے اوس کے بعد داویہ جردون پر پہنچے یہ تیسواں اسٹیشن ہے بعدہ اوسی
معان اسٹیشن پر پہنچے جہاں صبح کو میری آنکھ کھلی یہاں ایک گھنٹہ کے قریب گاڑی ٹھہری اس مقام
کے اسٹیشن پر خوب آبادی ہے اور کچھ فوج سلطانی بھی رہتی ہے یہ اکتیسواں اسٹیشن ہے یہاں
سے روانہ ہونے کے بعد راستہ میں کثرت سے پہاڑ ملے اور میدان بھی بڑے بڑے جستہ جستہ
مقاموں پر ہیں مگر ویران ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بسبب پہاڑوں کے یہ ملک ویران بہت ہیں پھر
اسٹیشن نمطر الحج پر پہنچے یہ بتیسواں اسٹیشن ہے بعدہ بیر شدید پر پہنچے یہ تینتیسواں اسٹیشن ہی
پھر عنیدہ پر پہنچے یہ چونتیسواں اسٹیشن ہے پھر بطن الغول پر پہنچے یہ پینتیسواں اسٹیشن ہے بعدہ
وادی اتم پر پہنچے یہ چھتیسواں اسٹیشن ہے پھر تل الشحم پر پہنچے یہ سینتیسواں اسٹیشن ہے پھر
ایک اور اسٹیشن پر پہنچے اس کا نام معلوم نہ ہوسکا یہ اڑتیسواں اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن رطہ پر پہنچے
اوسی نام کا دوسرا رطہ ہے اور یہ اونتالیسواں اسٹیشن ہے پھر اسٹیشن مو ورہ پر پہنچے یہ چالیسواں
اسٹیشن ہے اس راستہ میں بھی پہاڑی سلسلہ ہے مگر راستہ سے کچھ فاصلہ پر ہے راستہ
کے مقام پر میدان اور بالو ریت کے ٹیلہ ہیں پھر ہارت الحما اسٹیشن پر پہنچے یہ اکتالیسواں اسٹیشن
بہت عمدہ ہے یہاں کھجوروں کے درخت ایک وسیع میدان کے ختم ہونے تک لگے ہوئے ہیں پھر
مرات الحج اسٹیشن پر پہنچے یہ بیالیسواں اسٹیشن ہے یہاں سے چلنے کے بعد بہت بڑا میدان

ڈبہت فرق سے دکھائی دیتے تھے اور کہیں قریب بھی آجاتے تھے بعدہ بیر ہر
یہ پہنچے یہ تینتالیسواں اسٹیشن ہے اس جگہ ایک چھوٹی سی لغبیہ لگی ہوئی ہے اور او
اوسوقت ایک فوارہ بھی چل رہا تھا یہ نظارہ ایسے جنگل خشک میں بہت اچھا معلو
اور چاہ کا پانی ہوا کے پنکھے کے ذریعہ سے فوارہ کے پانی کے خزانہ میں پہنچایا جاتا تھا اور او
سے انجن کو بھی پانی دیا جاتا تھا پھر الحرم پر پہنچے یہ چوالیسواں اسٹیشن ہے اب چند اسٹیشنو
خوب برابر میدان چلا آرہا ہے اور کچھ فاصلہ سے پہاڑوں کا سلسلہ بھی چلا جارہا ہے مگر زراعت
غیرہ کچھ نہیں ہے پہاڑوں کا سلسلہ اس قسم سے ہے کہ کہیں بڑے کہیں چھوٹے
ل کسی مقام پر طویل بعض جا پر سیاہ وغیرہ دور سے اون کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ شاید
پرانی عمارت ہے یا کوئی آبادی ہے جنگل میں اونٹ جو اسہ چرتے ہوئے کہیں کہیں نظر پڑے پھ
لحصب پر پہنچے یہ پینتالیسواں اسٹیشن ہے پھر تبوک پر پہنچے یہ چھیالیسواں اسٹیشن ہے یہاں
روں اور انجیر کے باغات ہیں انجیر یہاں کا بہت عمدہ اور بہت شیریں مثل قند کے ہوتا
ایسا کہ بسبب مٹھاس کے زائد نہیں کھائے جاتے اور اسٹیشن سے کچھ فرق سے آبادی
بھی ہے اور اسٹیشن پر دمید سبزہ سے خوب سبزی ہورہی ہے یہاں اس اسٹیشن کی عمارت کا
م بھی ہنوز جاری ہے اور اس اسٹیشن پر چاہ پر بھی پنکھا لگا ہوا ہے اوس کے ذریعہ سے پانی چاہ کا
لاجاتا ہے اور انجن کو پانی دیا جاتا ہے یہاں فاضل انجن بھی موجود رہتے ہیں اس اسٹیشن
سے مدینہ منورہ تک اکتیس اسٹیشن ہیں یہ تبوک وہی مقام ہے جہاں رسول خدا پیغمبر اکرم واعظ
ں اللہ علیہ والہ وسلم برائے جنگ ہرقل بادشاہ روم تشریف لائے تھے اس مقام پر صلح نہید
ئی کیونکہ کافر خوف کے سبب سے لڑنے کو نہیں آئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تھوڑے دن دہاں قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے غرض ہم یہاں سے
وادی قتیں پر پہنچے یہ اسٹیشن سینتالیسواں ہے پھر دارالحج پر پہنچے یہ اڑتالیسواں اسٹیشن ہے
میں برابر میدان آرہا ہے اور وہی پہاڑی سلسلہ بھی دو طرفہ فاصلہ سے دکھائی دے رہا ہے

یہاں ریل خوب موڑ سے گئی ہے پھر استبکا پر پہنچے یہ اونچاسواں اسٹیشن ہے یہاں
راستہ ریل کا جہاں تک ممکن ہوسکا ہے پہاڑوں کو کاٹ کر نکالا ہے اور جہاں قطع کوہ امکان
سے باہر ہوگیا ہے وہاں ریل کو ٹنل کے اندر سے لے گئے ہیں اب پہاڑ زاید ملتے جاتے ہیں
اور کسی جگہ درخت مغیل یعنی ببولوں کے بھی دکھائی دیتے ہیں مگر صرف اوس جگہ جہاں جھیل ہے
یا کچھ میدان ہے اور یا پر مینڈا اور بنی کی بھی روئیدگی دیکھی گئی اور پہاڑی ندی پر بیٖن[۲] دروں کا پل
بھی اس راہ میں آیا پھر الاخضر پر پہنچے یہ پچاسواں اسٹیشن ہے اس جگہ کے خاص اسٹیشن
پر گاڑی نہیں ٹھیری بلکہ ایک چاہ کچھ فاصلہ سے تھا گاڑی جاکر ٹھیری اوس جگہ کسیقدر موڑ بھی تھا
اور اوس وقت اسٹیشن پر مال گاڑی بھی کھڑی تھی اور وہاں اوس موڑ پر بھی جہاں جھیل تھی اور کسیقدر
کثرت سے درخت مغیل کھڑے تھے اور جواسہ اور جھاؤ کی جھاڑیاں تھیں پس وہاں بھی پہاڑوں
کے بیچ میں ایک پل بنا ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور اب یہاں بھی ایک اور پل ہے جس
میں تعدد چودہ در ہیں یہ سب پل زمین کے ساتھ مسطح بنے ہوئے ہیں یعنی ان کے در بہت
بلند نہیں ہیں پھر حامض پر پہنچے یہ اکانواں اسٹیشن ہے اس راستہ میں بھی درخت مغیل دیکھنے
میں آئے پھر اسعد پر پہنچے یہ باونواں اسٹیشن ہے پھر معظم پر پہنچے یہ ترپن واں اسٹیشن ہے پھر
خشم آیا یہ چون واں اسٹیشن ہے پھر ضع آیا یہ پچپن واں اسٹیشن ہے پھر دارالحمرہ آیا یہ چھپن
واں اسٹیشن ہے پھر مطالعہ آیا یہ ستاون واں اسٹیشن ہے پھر ابوطاقہ آیا یہ اٹھاون واں
اسٹیشن ہے پھر المرجم آیا یہ اونسٹھ واں اسٹیشن ہے پھر لعرکۃ الناقہ آیا یہ ساٹھواں اسٹیشن
ہے پھر مدائن مالح آیا یہ اکسٹھواں اسٹیشن ہے بعد الجبش آیا یہ باسٹھواں اسٹیشن ہے
پھر العلا آیا یہ ترسیٹھواں اسٹیشن ہے پھر البدائع آیا یہ چونسٹھواں اسٹیشن ہے پھر مشتیہ آیا
یہ پینسٹھواں اسٹیشن ہے پھر سبل المطر آیا یہ چھیاسٹھواں اسٹیشن ہے قلعہ الزم نوم آیا یہ سڑسٹھواں
اسٹیشن ہے پھر بیر الحدید آیا یہ اڑسٹھواں اسٹیشن آیا پھر طویرہ آیا یہ اونتہرواں اسٹیشن
ہے یہاں پہاڑ بہت ہیں ان سب اسٹیشنوں کے درمیانی راستہ میں پہاڑی سلسلہ چلا گیا ہے

اس اسٹیشن سے چند میل گاڑی چلی تھی کہ انجن میں کچھ خلش واقع ہوگئی اس لئے اس جگہ پاؤ گھنٹہ گاڑی
ٹھہری اور بعد کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم سے پہلے آنے والی گاڑی لڑ گئی تھی چنانچہ اوس کا ایک ڈبہ بھی
شکستہ عین سڑک پر پڑا ہوا تھا اوس کو ہٹانے کی سبب سے گاڑی ٹہرائی گئی جب لائن
صاف ہوگئی تب گاڑی چلی یہاں کچھ اونٹ بھی پہاڑوں میں چر رہے تھے اس راستہ میں بہت
سے پہاڑ اور درخت کنیر وانکڑا اور کھیت وغیرہ بہت ہیں پھر مدرج پر پہنچے یہ اسٹیشن
ستر واں ہے یہاں بھی پہاڑ بہت ہیں اور درخت کھجور کے زائد ہیں درخت کنیر و دیگر اشجار
بھی کھڑے ہیں ایک ندی بھی ہے اوس پر پل بنا ہوا ہے پھر مدیہ آیا یہ اسٹیشن اکہتر واں ہے
ہماری گاڑی میں اکثر حجاج مسافر ملک باکو کے ہیں جو ایک روسی علاقہ ہے یہ لوگ ہر اسٹیشن پر
گاڑی سے اوتر کر جنگل میں ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی سرخ کنکر چنتی تھی میں نے بھی ایک کنکر اوٹھا کر
دیکھا تو اندر سے کچھ نرم چکھا تو کچھ مٹھاس معلوم ہوتی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی قسم کا گوند ہو
یا ترنجبین کی قسم کی کوئی شے ہو یا من ہو میں نے نام نہیں دریافت کیا اور ماسوا اس کے اون
کی زبان بھی کوئی نہیں جانتا البتہ اگر کسی عرب سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ بتا دیتا اب اوس
کے بعد کے جنگل میں ریت کے میدان اور پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے اور جھاڑیاں بھی بکثرت ہیں
میرے خیال میں شاید یہ جھاڑیاں فراش کے درخت ہوں کیونکہ کسیقدر دور سے دیکھنے
میں اون کی پتیاں بالکل فراش کی سی معلوم ہوتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کھجڑ کے درخت
بھی ہیں مگر یہ یقینی طور پر شناخت میں نہیں آئی شاید یہ ہنگوٹ کے درخت ہوں اور پولیس
سلطانی کے سپاہی ہر اسٹیشن پر موجود رہتے ہیں پھر ابو العمرہ پر پہنچے یہ بہتر واں اسٹیشن ہے
پھر اصطر پر پہنچے یہاں بھی پولیس کے سپاہی رہتے ہیں یہ اسٹیشن تہتر واں ہے یہاں ایک
پہاڑ پر قلعہ کہنہ کے نشان معلوم ہوتے ہیں اور جھاڑیاں قد آدم ہیں اور بڑے درخت بھی بہت
کھڑے ہیں بعض جگہ جہاں جھیل ہے سبزی نظر آتی تھی پھر لونتیزہ پر پہنچے اس راستہ میں بھی
پہاڑی سلسلہ ہے اور جھاڑیاں بھی ہیں یہ چوہتر واں اسٹیشن ہے پھر بیاصیق پر پہنچے یہاں کی

جنگل میں بھی جھاڑیاں ہیں اور ایک جگہ راستہ پہ سیاہ کمبل تانے ہوئے چالیس پچاس بدوی
مرد و عورت بلکہ اس سے زیادہ مقیم دیکھے یہ بہترواں اسٹیشن تھا پھر پواط پر پہنچے یہ چہترواں اسٹیشن
تھا اس راستہ میں ریتی کے میدان ملے پھر ایک اور اسٹیشن پر پہنچے جس کا نام یاد نہیں یہ ستتروان
اسٹیشن ہے یہاں سے چند میل کے بعد ایک ٹیلہ پر چند خیمے نصب کئے ہوئے دیکھے گئے معلوم
ہوا کہ اس جگہ مسافرین کی حفاظت کے واسطے سلطانی فوج رہتی ہے پھر محیط آیا یہ اسٹیشن اٹھترواں
ہے یہاں پہاڑ پر بھی سلطانی فوج رہتی ہے مگر نیچے اسٹیشن پر زائد فوج رہتی ہے پہاڑی سلسلہ تو
چلا ہی جارہا ہے اس اسٹیشن سے تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی مدینہ منورہ کے مکانات و جبل احد و
باغات و چاہات وغیرہ نظر آنے لگے بعدہ خود مدینہ منورہ کے مکانات و مسجد مدینہ منورہ اور
رحمت مجسمہ یعنی قبہ شریف سبز رنگ جس میں مرقد مبارک جناب رسالت مآب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور دولت کونین کا دفینہ ودلیعت ہی دکھائی دینے لگا ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے ٭ قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

اوس وقت دل کو جو خوشی و فرحت اور ایمان کو جو راحت و قوت دمبدم اور لحہ بلحہ حاصل ہوتی چلی
جاتی تھی وہ قابل بیان نہیں کیونکہ آنکھیں جو اوس طلعت کو اقتباس کر رہی اور مشرف بلذت ہو رہی تھیں
اونکی زبان بیان نہیں ہے اور زبان جس کو بیان عطا کیا گیا ہے اوس نے وہ نظارہ دیکھا نہیں کیلئے
کہ اوس کی طلعت بین آنکھیں نہیں فلہذا بیان محال اور روح کو جو تازگی اوس کا نشاط اور کیفیت خود
روح ہے اور بس بہت لوگوں کے دل جوش خوشی کے دفور میں بھر آئے رونے لگے فی الحقیقت اوس
وقت سب پر ایک ایسی ہی عجیب حالت طاری تھی جس کی کیفیت وہی حالت طاری ہونے پر معلوم
ہو سکتی ہی الغرض ریل باغات کے درمیان ہوتے ہوئے اسٹیشن مدینہ منورہ پر جا ٹھیرے یہ اوناسیواں اسٹیشن ہی

حالات مدینہ منورہ زاد اللہ حرمتہ

میں اور جملہ اہل قافلہ بعد عصر قریب مغرب کے مدینہ شریف کے اسٹیشن پر ریل سے اوترے

اسٹیشن شہر سے باہر بجانب مغرب ہے اور شہر سے اوس کا فاصلہ اندازاً ایک میل کا ہوگا
اور اس مسافت میں کچھ آبادی بھی درمیان میں پڑتی ہے اس اسٹیشن کی عمارت فی الحال عمدہ طور
سے مکمل نہیں مگر اسی کے قریب ایک جدید اسٹیشن عمدہ تیار ہو رہا ہے جب تیار ہو جائے گا
گاڑی اوسی جگہ آکر ٹھیرا کرے گی ایک جدید مسجد بھی اس جدید اسٹیشن کے لئے تعمیر کردی گئی
ہے یہ مسجد لداؤ کی ہے اور شاید اس میں تین گنبد لداؤ کے ہیں جب سب مسافر ریل گاڑی سے
اوتر گئے تو شہر کی جانب روانہ ہونے کے لئے اسٹیشن کے باہر آئے یہاں دیکھا کہ قریب
دو سو معلم کے زائرین کے انتظار میں کھڑے ہیں ان کے لئے قدیم سے یہ ضابطہ منضبط ہے کہ جو
مسافر جس معلم کے حلقہ سے تعلق رکھتا ہے اوسی مسافر کو وہ معلم اپنے ساتھ لیلیتا ہے چنانچہ میرے
ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا یعنی محمد عمر معلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کس جگہ سے آئے ہو میں نے کہا
ٹونک سے اونہوں نے کہا میرے ساتھ چلو اسیطرح ہر معلم آواز دیکر دریافت کرلیتا ہے کہ کونسا
مسافر کس ملک کس ضلع کس شہر کا ہے پس جن مسافروں کا تعلق جس معلم کے ساتھ ثابت
ہوتا ہے وہ مسافر اوسی معلم کے ساتھ ہو جاتے ہیں ہمارے معلم محمد عمر سے ٹونک و رامپور اور چند دیگر
شہروں اور ریاستوں کا تعلق ہے ان جملہ معلموں کے پاس اونکی متعلق ریاستوں اور حکومت
ترکی کی اسناد موجود ہیں حکومت ترکی کی طرف سے اسناد حاکم حجاز عطا کرتا ہے اور چونکہ
معلم کثرت سے ہیں اس لئے بخیال اژدہام کے اندر جانے کی اجازت نہیں ہے البتہ مزدور
اندر جانے پاتے ہیں اور یہ بھی دیکھا اور معلوم ہوا کہ مکہ شریف کو ریل کی لائن لیجانے کے لئے
ریل کا سامان بہت کثرت سے اسٹیشن پر رکھا ہوا ہے الغرض ہم سب معلم کے ہمراہ اس
مقام پر آئے جہاں کرایہ کی سواریاں کھڑی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ یہاں یہ قاعدہ بھی قدیم سے منعقد
ہے کہ بگھیوں اور فرودگاہ کے مکانوں کا کرایہ اور اسی قسم کے دیگر امور بتوسط معلم انجام پاتے ہیں
چنانچہ بمعرفت معلمان کئی بگھیاں کرایہ کی گئیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی زبان میں بگھی کو اربعیہ
کہتے ہیں یعنی چار پہیوں کی گاڑی کہتے ہیں ہمارے واسطے بھی ہمارے معلم نے دو بگھیاں کرایہ کیں

اور ہم اون میں سوار ہو کر شہر کو روانہ ہوئے یہ بگھیاں اس قسم کی تھیں جیسے ہمارے ٹونک کے
تانگے مگر تانگہ میں چار آدمی ایک ہی کھٹولی میں باہم ملے ہوئے بیٹھتے ہیں اور ان بگھیوں میں جدا جدا
دو بیٹھکیں ایک دوسرے کے مقابل بگھی کی سطح سے پنڈلی کے طول کی برابر بلند بنی ہوتی ہیں اور
ہر بیٹھک میں دو آدمی باہم مقابل اپنے پاؤں لٹکا کر نشست کرتے ہیں یعنی دو آدمی ایک جانب اور دو
آدمی دوسری جانب بیٹھتے ہیں اور دیگر کئی طرز کی بگھیاں بھی ہوتی ہیں ان سب میں خچر اور گھوڑے
جوتے جاتے ہیں الغرض ہم جہاں پناہ یعنی شہر پناہ مدینہ کی مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوئے شہر
پناہ کے دروازہ پر حسب قاعدہ پہرہ لگا رہتا ہے جسم انسان وحیوان یعنی صانع حقیقی کی تجویز کامله
کی مطابق اس شہر مقدس کی بھی نو دروازہ ہیں اور یہ دروازہ شہر کے اندر جانے کے لئے حسب
دستور شہر پناہ کے ہی وقت میں تعمیر کی گئی ہیں اون کی تفصیل یہ ہے، باب[۱] المصری، باب[۲] الحطامیہ
باب[۳] الجمعہ باب[۴] الصغیر باب[۵] الشامی باب رقاق الحسن[۶] باب الحمیدی[۷] باب الجمعہ[۸] باب[۹] مزروان
اور یہ نام محلہ مزروان کے نام پر موسوم کیا گیا ہے باب القاسمیہ اور جو آبادی اس شہر پناہ کے باہر
ہے اونکی دروازوں کی تفصیل یہ ہے باب[۱] الکوفہ باب[۲] العریبہ باب[۳] القبا باب[۴] العوالی غرض سب
ہمارے معلم محمد عمر کی مکان پر جا کر ٹہیرے یہ اچھا معمولی ساخت کا مکان ہے اس کے سامنے مسجد
نبویہ و گنبد مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ہر وقت نور کا عالم دکھائی دیتا ہے اس مکان
میں چند کمرہ جدا جدا ہیں چنانچہ صاحبزادہ عبدالرحمن خاں وغیرہ بھی اسی مکان کے کمروں میں ٹہیرے
ہوئے تھے یہ مکان باب الحمیدی کے متصل واقع ہے اور اسی مکان کے پاس بجلی کی روشنی روشن
کرنیکا ایک انجن لگا ہوا ہے اور اسی کے ذریعہ سے صحن مسجد نبویہ میں کہ وہی صحن مرقد مبارک بھی ہے
روشنی کی جاتی ہے اس مکان قیام کی جس کمرہ میں ہم مقیم تھے اوس کے سامنے ایک میدان واقع ہے
سلطان عبدالحمید خاں خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کا ارادہ تھا کہ اس میدان کو مسجد نبویہ میں شامل کر دیا جائے مگر چونکہ
چند مکانات افتادہ مسجد اور میدان کے درمیان میں واقع ہیں اور اون کی خریداری ابھی تک نہیں
ہوئی ہے اس سبب سے یہ میدان شامل حرم شریف نہیں کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس

خنت کرنے کی ممانعت اس حکم کے ساتھ ہے کہ بروقت فروخت سلطنت کو اطلاع
ہی جائے ایک قہوہ خانہ بھی ہمارے مکانکے سامنے بنا ہوا ہے اور حرم شریف ہمارے مکانسے
سب جنوب بہت ہی قریب واقع ہے پس بعد مغرب ہم سب حرم شریف میں داخل ہو ئے
اوس وقت ایک خوشی کا ناپیداکنار دریا سینہ و دل میں جوش مار رہا تھا کہ آغوش وکنار میں نہیں سماتا تھا
کہ جب قبہ شریف پر نظر پڑی تو ایک ایسی نئی طور کی نشاط آمیز خوشی پیدا ہوئی جسکی کیفیت
احساس بھی دل و دماغ کو عمر بھر نہیں ہوا تھا دنیا کی ساری خوشیاں اس کے سامنے ہیچ و پوچ نظر
آنے لگیں اور روح کو اسقدر فرحت و تازگی حاصل ہوئی کہ گویا روح آج اپنی مقام محمود و مکان مقصود
پر ہے الغرض اس تمام سور و سرور کی اظہار سے ناطقہ قاصر ہے اور یہ فرحت بیان سے باہر ہے
ایسا ہی بدنصیب ہوگا جو رسول پاک صاحب لولاک سید المرسلین و خاتم النبئین و شفیع المذنبین
حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم کے مرقد مبارک کو دیکھکر خوش نہو فی الحقیقت بڑی
نصیب والے وہ لوگ ہیں جن کو خدائے تعالےٰ جلشانہ و عم نوالہٗ اس مقام پاک یعنی دیہیم خاک و
تاج افلاک کی زیارت نصیب کرے غرض ہم نے نماز مغرب وہیں پڑی اور بعد نماز مغرب معلم کی
تعلیم کے موافق باب السلام کی طرف جاکر سلام وادعیہ وغیرہ پڑہیں اور انہیں کے ساتھ داخلہ
مسجد کے وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا بھی معلم نے پڑہوائی پھر آگے بڑھکر اور ایک مقام پر
دعا کی گئی پھر مرقد تبارک وتعالےٰ پر جاکر خاتم المرسلین والنبیئن پر دعا وصلوۃ پڑہی گئیں اور اونکے بعد
حضرت خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ وخلیفہ دویم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر
دعائیں پڑہی گئیں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مدفون ہونا مختلف فیہ ہے ممبر مسجد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم وقبہ شریف کے گوشۂ جنوب و شمال میں حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اذان دینے
کی جگہ کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس جگہ جاکر بھی دعا پڑہی گئی یہ جگہ مسجد میں شامل ہے اور اسی جگہ
حرم محترم کا سب سے بڑا منارہ واقع ہے پس مؤذن اسی جگہ پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ
پڑہ لیتا ہے تب بعد کو آذان دینے کے لئے منارہ کلاں پر چڑہتا ہے اور شہر میں اذان دینا بھی پہلے

اسی منارہ کلاں سے کیا جاتا ہے زاں بعد دیگر چار مناروں پر اذان شروع ہوتی ہے مرقد مبارک
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ اشرف نہایت مستحکم اور اعلیٰ تعمیر کے ساتھ بنا ہوا ہے اوس کے ہر
چہار سمت کی دیوار گرداگرد میں کہیں کوئی دروازہ یا کوئی مدخل نہیں ہے یعنی قبہ اشرف ہر چہار
جانب سے بالکلیتاً تیغا کیا ہوا ہے تاکہ سوائے ملائکہ کے اور کوئی متنفس اوس کے اندر نجانے پائے
اور اوس پر سونے کا کام ہو رہا ہے اس قبہ اقدس کے اندر مرقد مقدس جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ
آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم یعنی مخزن دولت کونین اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالےٰ عنہما کی متبرک قبریں ہیں اوس کا گنبد اسعد بالکل سبز ہے سبحان اللہ دریائے رحمت کا حباب
ہے اس قبہ اقدس کی گرداگرد مثل غلام گردش کے ایک درجہ اور ملحق کیا گیا ہے اس درجہ کی دیوار بیرونی
سنگین نہیں ہے بلکہ بجائے اوس کے ہر چہار سمت پیتل کی جالیاں چاندی کے چوکٹھوں میں جڑی
ہوئی نصب کی گئی ہیں اور یہ جالیاں گنبد اسعد کی پائین کی بلندی تک بلند ہیں ان جالیوں کے اوپر
کے نصف حصہ میں نہایت خوشخط یاقوت رقم پیتل کے حروف میں کہیں کلمہ طیبہ کسی جگہ کلمہ شہادت
وغیرہ اور کسی مقام پر کلام اللہ الکریم کی نہایت نفیس صنعت کے ساتھ جھلی ہوئی ہیں اور جالیوں کا
نصف حصہ بلحاظ تعظیم آیات شریفہ ان حروف و آیات سے خالی اور بالکل سادہ و معرا ہے ان
جالیوں کے اوپر کی حصہ پر سبز اور اطلس زریں یعنی زربفت کا سبز غلاف پڑا ہوا ہے اور اوپر سے نیچے
کے حصہ کے پائیں یعنی زمین تک بڑے بڑے طویل سبز پردے سادہ مخمل کے پڑے رہتے ہیں حسب
ضرورت اوٹھا دئے اور چھوڑ دئے جاتے ہیں صرف اسی درجہ اول کے اندر جو جالیوں سے محاط اور مثل
غلام گردش کے قبہ اقدس کے گرداگرد ہر چہار سمت نافذ ہے خاص خاص اور ممتاز اشخاص جانے پاتے
ہیں وہاں کے مجاورین و خدام کو خوشامد وغیرہ سے خوش کر دینے پر ہر شخص جا سکتا ہے اور اسی
ضابطہ کی وجہ سے اس جالیوں والے درجہ کے باہر سے کل زائرین وغیرہ زیارت سے شرف
حاصل کرتے ہیں اور اس مقام سے قبہ اقدس کی دیوار کا جس قدر حصہ جالیوں میں دکھائی دیتا ہے اوس
میں نہایت اعلیٰ قسم کے جواہر حسن تناسب کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور قبہ اقدس کی گوشہ مغرب

پر یک بہت بڑا قطعہ یکرنگ شفاف بے جرم بے داغ بے رگ براق عظیم القدر الماس کا
ہے خیال میں شاید یہ لعل ہو مگر مشہور یہی ہے کہ وہ ہیرا ہے اسکی تابانی درخشانی و
روشن کی روشنی پر بھی چمک اور دمک کے اعتبار سے غالب ہے اور شب کو تو۔ ۔شنی
کی جگمگاہٹ چشمہ خورشید کو خیرہ و تیرہ کر دیتی ہے یہاں کے لوگ بیان کہتے ہیں کہ اس
قبہ اشرف کی ملصق ایک مکان میں بہت سے گراں قیمت جواہر بحفاظت تمام الماریوا ... ا
ہیں اور اون کا یہ بھی بیان ہے کہ اس قبہ مقدسہ سے وصل ایک نہانخانہ بھی ہے جس کو عوام
تہ خانہ کہتے ہیں بنا ہوا ہے اور اوس میں بھی بکثرت جواہر رکھے ہوئے ہیں اور جو لوگ برسم نذرانہ
قدمقدس پر جواہر چڑھاتے ہیں وہ اسی نہانخانہ میں بحفاظت تمام ودلیعت رکھدئے جاتے ہیں او
دفتر محفوظ اسی میں رکھے جاتے ہیں اور تعلق شیخ الحرم سے ہے کیونکہ کل حرم کے وہی بڑے
ہیں تمام حرم شریف میں معہ قبہ شریف کے جو روشنی کی ہانڈیاں لٹکتی ہیں وہ سب سونے
چاندی کی ہیں اور سونے کے زنجیروں میں آویزاں ہیں اور ان کے علاوہ لگن وغیرہ بھی سب
سونے کے روشن کئے جاتے ہیں ان لگنوں میں تو موم بتیاں جلتی ہیں اور ہانڈیوں اور گلاسوں میں
زیتون کا تیل جلتا ہے جب خادم صبح کو زنجیروں میں ہانڈیاں نکالکر پاک و صاف کرنے کی غرض سی
لیجاتے ہیں تو بہت سے آدمی دوڑ کر اوس باقیماندہ تیل میں اپنے ہاتھ ڈبو کر بہ نیت حصول
برکت اوس تیل کو اپنے منہ پر مل لیتے ہیں اگرچہ خدام اون کے اس فعل سے خود وقت میں
پھنسنے کی غرض سے تیز قدم جاتے ہیں مگر وہ تو اپنی تیز قدمی سے اپنا کام کر ہی لیتے ہیں اس مسجد
محترم میں بہت سے جھاڑ عمدہ سے عمدہ اور ایسے ہی ہانڈیاں نفیس سے نفیس کثرت سی آویزاں
و فرشی جھاڑ نہایت نفیس اور بہت عمدہ شب کے وقت قبہ شریف کے دروازہ کے سامنے
رکھے جاتے ہیں یہ دروازہ شمال رویہ ہے اور اسی دروازہ کے سامنے ایک بڑا چبوترہ بنا ہوا ہے
اوس پر خواجہ سرا بیٹھتے ہیں اور بعض معزز شخص بھی اوسی پر بیٹھتے ہیں اور مسجد کے خدام تعداد میں
جن میں سے پچاس تو خواجہ سرا اور اڑھائی سو مؤذن اور ڈیڑھ سو پیش امام ہیں اور باقی دیگر

جہاز بتی وغیرہ کی روشنی کرنیوالی ہیں یہ حرم شریف سلطان عبدالمجید خاں مرحوم نے تعمیر کیا
ہے بہت خوبصورت ہے مسجد کے اندر کے درجہ یعنی دالان تعداد میں چودہ ہیں یعنی جیسے ہمارے
ملک میں مساجد میں دوہرے دالان ہوتے ہیں ویسی ہی اس مسجد کے اندر عرض میں ایک کے بعد
دوسرا علیٰ ہذا القیاس چودہ دالان ہیں اور اون پر بجائے چھت کے لداؤ ہے یعنی ہر دالان لداؤ
کا ہے اور بعض جگہ اسی لداؤ میں روشنی کے واسطے روشندان بھی بنے ہوئے ہیں اور جس قدر کہ قدیمی
مسجد نبوی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے اور جس میں بعد کو جس قدر جدید
عمارات اضافہ کی جاتی رہی ہیں اون سب کی حدود و علامات اور نشانیاں بھی اس حرم یعنی اس
مسجد نو تعمیر میں بغرض امتیاز علیحدہ کر دی گئی ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں وہ
قدیمی مسجد نبویہ جس قدر طول میں بڑھائی گئی ہے اوس کی نشانی علیحدہ ہو رہی ہے اور اوسی طرح
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں طول میں جس قدر بڑھائی گئی ہے اوس کی نشانی علیحدہ
ہے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں اوسی طول کے مناسب یہ مسجد مقدسہ عرض میں
یعنی آگے کو قبلہ کے رخ بڑھائی گئی ہے وہ نشان بھی موجود ہے اور اوسی جگہ حنفی مصلی ہے اسی
مصلی کے پاس دونوں طرف دو موم بتیاں جھروکہ کے ستون کے برابر موٹی شب کو روشن کی جاتی
ہیں عشار کی نماز شروع ہونے سے پہلے اور بعد ادائے جماعت نماز گل کر دی جاتی ہیں حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے وقت میں جس قدر مسجد پہلے تھی اور پھر جس قدر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے اوس کو بڑھایا ہے پس ان دونوں قبل اور بعد کی تعمیرات کے درمیان بغرض امتیاز ایک دیوار
خورد ایک گز اونچی بنا دی گئی ہے اور اوس پر ایک جنگلہ لگا دیا گیا ہے الغرض جس نے مسجد بڑھائی
ہے اوس نے کچھ نہ کچھ نشانی قدیم و جدید کی تمیز کے لئے ضرور قایم کر دی ہے اس مسجد کی ایک
جانب باغیچہ بھی ہے اوس میں ایک درخت کھجور کا اور باقی بیری کے درخت لگے ہوئے ہیں اور
اوسی کے متصل ایک چاہ ہے اور اوس موصوفہ درخت کھجور کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ درخت
جناب پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ہے چنانچہ اوس کی کھجوریں ہر سال تبرکاً

المعظم خلد اللہ ملکہم کے واسطے جاتی ہیں اور اس چاہ کا پانی تمام نمازی پیتے ہیں اس چاہ کا منہ
ٹماسا بنادیا گیا ہے اور اوس کا پانی بہت شیریں اور ہاضم ہے اور بہت سرد ہے اس
فائدہ مند دیگر جگہ نہیں ہے اور صحن مسجد کے چاروں طرف دالان ہیں جو عرض میں خوب
ہیں اور سب دالانوں میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور باعتبار رفعت بھی یہ دالان اونچے
اور سب لداؤ کے ہیں اون میں سونے کے تحریر کا کام ہورہا ہے اور مشرقی جانب صحن کا
توں کی نماز کے واسطے مخصوص ہے پس اوس میں عورتوں کے لحاظ سے صرف
کے پردے یا آڑ تعمیر کردی گئی ہے اور تمام صحن مسجد میں سنگریزی بچھی ہوئی ہیں اور جس ستون سے
صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی کو توبہ قبول ہونے کی غرض سے باندھا تھا اوس ستون کی
بھی زیارت کی اگرچہ اب وہ اصلی ستون نہیں ہے مگر اوس کی جگہ جو ستون قایم کیا ہے اوس کو دیکھا یہ
ستون مسجد کے سنگ مرمر اور دیگر قسم کے پتھروں کے تراشے ہوئے ہیں اور مسجد نبوی کا طول
اٹھتر قدم دوہرے کا ہے اور عرض ساٹھ قدم دوہرے کا اور پندرہ در ہیں یہ در صرف اوس درجہ کے ہیں
جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد مبارک ہے اور اس درجہ مسجد کے اندر دیواروں پر کتبے کندہ
ہورہے ہیں اور باہر صحن کی دیواروں پر جناب رسالتماب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور چارو
اور دیگر صحابہ عشرہ مبشرہ وغیرہ کے نام کندہ ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اور مسجد کے تمام فرش
بجائے سادہ جانمازوں کے قالین کے ہیں اور مرقد مبارک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے بائیں
اور ممبر اس مسجد کا بہت عمدہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اوس پر خطبہ پڑھا جاتا ہے مجھکو
جمعہ کی نماز ادا کرنے کا وقت ملا میں خطیب کے قریب ہی بیٹھا تھا درمیان خطبہ کے جب
پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ اور پڑھتے کے ساتھ ہی ہاتھ اوٹھا کر مرقد مبارک کیطرف
کیا اوس وقت دل پر جو اثر ہوا اوس کا بیان نہیں ہوسکتا بے اختیار یہ معلوم ہوتا تھا کہ جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیات ظاہری بہ نفس نفیس خود اوس طرف رونق افروز ہیں اس ممبر کے قریب
ہی ایک محراب بنی ہوئی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ اس جگہ پیغمبر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ دا زدا

واصحابہ وسلم امامت فرماتے تھے اوراب یہی محراب شافعی مصلی ہے اس ممبر اور مرقد مقدسہ کے درمیان جو جگہ ہے اوسکی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ٹکڑا جنت کی زمین کا ٹکڑا ہے چنانچہ مرقد مبارک کے قبہ کی دیوار پر جو غلاف پڑا ہے اوس کے داہنی جانب یعنی جانب مغرب یہ حدیث لکھی ہوئی ہے مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ الغرض مرقد مبارک سے وہ ممبر اور یہ جگہ سیدہی جانب ہے یعنی مغرب کی جانب ہے اوراس جگہ نماز پڑھنے سے بہت ثواب ملتا ہے ادنی یہ کہ خاص دنیا میں جنت کی زمین پر نماز پڑہنے کا شرف حاصل ہوتا ہے بارک اللہ ثم بارک اللہ اور مواجہ ممبر کے چار ستون سنگ مرمر کے ہیں اور اون پر چھت ہے مکبر اسی چھت پر کھڑے ہوکر تکبیر کہتے ہیں اوراسی وضع کی ایک اور بھی عمارت شروع دالان یعنی اول دالان میں بنی ہوئی ہے اوراوس میں کسیقدر وسیع جگہ ہے اور کل احاطہ مسجد کے پانچ دروازہ ہیں اور وہ ان ناموں سے پکارے جاتے ہیں یعنی باب السلام دویم باب الرحمۃ یہ دونوں جانب غرب ہیں اور سویم باب النسار اور باب جبریل یہ دونوں جانب شرق ہیں حضرت جبریل علیہ السلام بحیات ظاہر نبی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرف سے تشریف لایا کرتے تھے یہ دونوں روضہ مبارک سے بہت قریب ہیں اور اسی جانب مسجد کی دیوار سے متصل ایک چبوترہ بنا ہوا ہے شیخ الحرم وہاں بیٹھتے ہیں اور پانچواں دروازہ باب المجیدی جانب شمال ہے اس طرف کا دالان سلطان عبدالمجید خاں نے تعمیر کیا ہے اسی کی جانب ہم مقیم ہیں قریب مسجد کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا مکان اب بھی اوسی وضع پر جدید تعمیر مسجد کے شامل ہے جس وضع پر کہ بحین حیات حضرت ممدوح اوس قدیم مسجد نبوی کے ملصق تھا اوراوس کا دروازہ بھی اس جدید تعمیر میں اب بھی مسجد ہی کے اندر اوسیطریق سے برآمد ہے جس طریق سے کہ حسب فرمان جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قدیم مسجد کے اندر برآمد تھا یہاں یہ بھی ایک رسم خیر قدیم سے جاری ہے کہ ہرسال میں ایک دفعہ روضۃ مبارک کے صحن میں کہ وہی صحن مسجد بھی ہے کھجوریں لٹائی جاتی ہیں شاید یہ کھجوریں اوسی درخت کھجور کی ہوں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اتفاقاً یہ رسم میرے سامنے ادا کی گئی اور وہ اس طرح کہ مسجد کی چھت پر سے نیچے

کھجوریں پھنکی گئیں اور اون کو زائرین اور حاضرین نے نہایت کامل ارادت اور شوق وعقیدت
ساتھ لوٹنے کا شرف حاصل کیا جیسے کہ ہندی مثل ہے کہ راولی کا تیل پلو میں جھیل ان دنوں
عبدالحفیظ خاں یعنی سلطان مراکو بھی یہاں آئے ہوئے ہیں وہ چند دفعہ روضہ مبارک کے یعنی
جالیوں والی غلام گردش میں اندر گئی اور ہر دفعہ بیس بیس گنی سلطانی سکہ کی انہوں نے برسم نذر
یہ سلطانی گنی قیمت میں ۱۴ سکہ کلدار کی ہے ایک مرتبہ افسر جنگ بھی روضہ مبارک
اوسی غلام گردش میں گئی تھی اس داخلی میں سلطان مراکو اور وہ ساتھ ساتھ تھے یہ افسر جنگ
یادو کن کے سرداروں میں سے ہیں اور پرسوں وہ بذریعہ ریل حیفا کو گئی اور وہاں سے بذریعہ
وہ جدہ کو جائیں گے مسجد کے عقب میں بجانب قبلہ ایک باغیچہ ہے اوس میں ایک درخت بیری
اوس کی نسبت لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ درخت بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہے اس باغیچہ میں ایک درخت نیب کا بھی ہے جس کو نیم بھی کہتے ہیں یہ درخت بیگم صاحبہ
لگایا ہے ایسا مشہور کرتے ہیں کہ یہ باغ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفریح کا ہے
یہ بھی مشہور کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وبعدہ خلفا رضی اللہ عنہم اس جگہ بیٹھکر مشورہ کیا کرتے
تھے اور باغ کے مقابل میں بجانب مشرق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان ہے اور وہ ہی مشہد
بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے یعنی حضرت مغفور اوس میں شہید کئے گئے ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہ
حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان بھی اسی جگہ ہے اس مسجد نبوی میں چند علما درس بھی
اور وعظ بھی کہتے ہیں اکثر متوکلین اسی مسجد میں رہتے ہیں چنانچہ میں نے ان متوکلین آدمیوں سے
بھی ملاقات کی یہ شہر مطہرہ یعنی مدینہ منورہ بہت آباد ہے اور روز بروز ہر طرح کی ترقی بڑھتی چلی جاتی ہے
خصوصاً تجارت کو بہت ہی ترقی ہے اور کیوں نہ ہو یہ وہی شہر تو ہے جس میں اوس اولوالعزم
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد مبارک ہے جو وحی کے ذریعہ سے اپنی اُمت کو تجارت کی تاکید اکید
فرمایا کرتے تھے چنانچہ یہاں تمام دنیا کا سامان دستیاب ہوتا ہے اور میوہ جات تو ہر قسم کا
بہت عمدہ شیریں جس میں بہت کم ترشی جس کو میخوش کہتے ہیں بہت لذیذ اور بہت بڑا اور اس

کلائی پر پیدا نہ ہوتا ہے ایک انار کا میں نے وزن کرایا تو تین پاؤ ہندی کا وزنی تھا اور تربز تو یہاں کا مشہور ہے بہت عمدہ اور شیریں ایسا ہوتا ہے کہ اوپر کے پوست تک شیرینی سرایت کئے ہوئے ہوتے ہیں اور اسیطرح خرپزہ بھی یہاں کا بہت عمدہ شیریں ہوتا ہے اور یہاں کی زمین بوجہ کثرت رحمت رب العلمین ایسی سیراب ہے کہ سال میں دو دفعہ فصل خربزوں کی مہیا ہو جاتی ہے اور کھجوریں تو یہاں کی محتاج بیان نہیں کہ مسلم عالم و عالمیان ہیں بہت ہی عمدہ ہوتے ہیں پھر ان میں بھی مشہور چار پانچ قسم کے ہیں شیلبے و حلوا و برنی و عجوہ وغیرہ اس شہر برکت بہر مکۂ معظمہ یعنی مدینہ منورہ کا بازار قدیمی تنگ ہے البتہ آبادی جدید کشادہ ہے فی الحال مدینہ شریف کی آبادی سوالاکھ کے قریب سنی گئی ہے اور ملک شام مدینہ شریف سے جانب شمال ہے بحکم آنکہ زیارت بزرگان کفارہ گناہ میں نے اس شہر کے بزرگ یعنی مدینہ منورہ میں بعض بزرگوں کی قدمبوسی سے بھی شرف حاصل کیا چنانچہ میاں معصوم صاحب سے ملاقات کی صاحب دل لوگوں کے طبقہ سے ہیں اور بہت بزرگ با اثر شیخ ہیں اکثر اشخاص وہاں کے اون کے معتقد ہیں یہ مریدین کی تعلیم باطنی کے لئے حلقہ بھی کرتے ہیں اور دوسرے مولوی ندیم صاحب ہیں جو مولوی صاحب سبوق الذکر کے داماد ہیں یہ بہت لایق شخص ہیں صاحب رائے بھی ہیں ان کی رائے ایسی صائب ہے کہ قابل مشورہ ہیں چنانچہ مجھکو ان کی وجہ سے مشکلات سفر میں بہت کچھ مدد ملی مولوی معصوم صاحب کے فرزند ارجمند اور ایک محدث صاحب مدراسی سے بھی ملاقات ہوئی ان ملاقاتوں سے فارغ ہو کر ہم جنۃ البقیع کی زیارت کو گئے اس جگہ حضرت عثمان و حضرت عقیل اور حضرت ابراہیم فرزند فخیم جناب رسول اللہ اکریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسن و حضرت عباس و جعفر صادق و حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہم و حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ رضی اللہ عنہا اور اکثر اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین غرض ان سب حضرات کی مزارات کی زیارت نصیب ہوئی اور یہاں اور بہت صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں بھی ہیں پھر ہم شہداء احد کی زیارت کو گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کی اور دیگر شہداء احد کے مزارات کی بھی زیارت کی رضی اللہ تعالی عنہم

انہیں اس مشہد مبارک کی ایک مقام پر نہر جاری ہے اس نہر کا نام سنایا ہے نہر کے ذریعہ سے اون
باغوں کو پانی دیا جاتا ہے جو یہاں بکثرت ہیں اور جس جگہ دندان مبارک جناب سرورکائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کا اسی مقام احد کی جنگ عظیم میں شہید ہوا تھا اوس جگہ کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور کوہ
احد کو بھی دیکھا وللہ الحمد کیونکہ اسی کوہ احد کے شان میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کوہ احد ہمسکو دوست رکھتا ہے اور ہم اوس کو دوست رکھتے ہیں یہ کوہ احد مدینہ منورہ سے جانب
شمال ہے راستہ میں چونکہ قطاع الطریق کا خوف ہے اس سبب سے بقاعدہ چوکیات چند
جگہ فوج سلطانی اور چند توپیں بھی رہتی ہیں پھر ہم مسجد قبا کو گئے اس جگہ کو پرانا مدینہ کہتے ہیں اور وجہ ایسا
کہنے کی یہ ہے کہ جب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرماکر بجانب مدینہ منورہ
نہضت فرما ہوئے اور اس مقام قبا میں تشریف لائے تو بنی عوف کی بیحد اصرار کرنے پر بتقاضائے
مروت لون کے مکان میں ناچار قیام فرمانا پڑا اور پھر اسی سلسلہ میں تمام اہل قبا نے جناب رسالتماب
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسجد بھی قبا میں تعمیر فرمانے کی درخواست کی جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس درخواست کو بھی منظور فرمایا اور لوگوں کو پتھر جمع کرنے کا حکم دیا اور خاص اپنے عصائے مبارک
سے بغرض تعین سمت قبلہ ایک خط کھینچکر بطور سنگ بنیاد خاص اپنے دست مبارک سے ایک
پتھر اوٹھا کر مقام بنیاد پر رکھدیا اور پھر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ اب تم بھی پتھر رکھو پس جب
اصحاب پتھر لانے لگے تو اون کے ساتھ ساتھ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفس نفیس خود تعمیر
کے واسطے پتھر اوٹھا کر لاتے تھے پس اس عظمت کے ساتھ یہ مسجد تیار ہوئی ہے اور اس تعمیر مسجد
کی وجہ سے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے باختلاف روایات ہبیں روز تک قبا میں قیام فرمایا
اور اسی وجہ سے اوس کو پرانا مدینہ کہنے لگے اور در اصل یہی مقام قبا مدینہ منورہ کے توابع ہی سے اوس کا
ایک محلہ ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے پس اس قبا میں ہم نے چند زیارتیں
کیں اور بیر عرس و بیر خاتم کو بھی دیکھا یہ بیر خاتم اس تاریخی واقعہ سے لبریز ہوکر مہربان کو یوں کشادہ کرتا
ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ سے اسی چاہ میں مہر نبوت گر گئی تھی اور اسی وجہ سے

اس کو بیر خاتم کہتے ہیں ہر چند تلاش کی گئی اور کنوئیں میں بانس ڈالی گئی مگر مہر مبارک رشک ماہ و مہر نہیں ملے اور یہ اس لئے کہ حضرت عثمان کے بعد خلافت نبوت کا دور ختم ہو چکا تھا پس خاتم نبوت واپس لے لی گئی اور چونکہ امارت کا دور شروع ہو گیا تھا پس امارت کی مہر حضرت علی کو کہ وہ امیر کے لقب کے ساتھ ملقب کی گئی اور امیر معاویہ کو دیدی گئی اس مقام پر ایک چاہ میں سے نہر بھی جاری ہے پانی اس کا نہایت شیریں ہے اہل مدینہ اسی نہر کا پانی پیتے ہیں بہت عمدہ پانی ہے اس نہر کا نام عین زرقہ ہے اس کے سوا ایک کھاری نہر بھی جاری ہے جو نہر اول کے آب شیریں کو بین طریق پہ ممتاز کرنے کی غرض سے اللہ الکریم کی جانب سے جاری کی گئی تھی ہنوز جاری ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ کی مسجد بھی دیکھی اور مسجد عمرہ بھی دیکھی اس مسجد عمرہ میں نماز پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا مدینہ سے جانب جنوب ہے مسجد قبا کے راستہ میں بھی فوج سلطانی رہتی ہے اس موضع قبا کے راستہ میں باغات بہت ہیں مدینہ منورہ سے قبا چار پانچ میل کے فاصلہ پہ ہے اگرچہ مسجد قبا پرانی مسجد ہے مگر اور پرانی مسجدیں بھی یہاں باقیات صالحات سے ہیں کوہ احد بھی مدینہ منورہ سے پانچ چھ میل کے ہی فاصلہ پہ ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قبر کی جگہ پر ہر سال رسم رجبی ادا کی جاتی ہے اور اس تقریب میں دور دور سے مخلوق آتی ہے مسجد نبوی مذکورہ بالا کے باہر یعنی دروازہ مجیدی کے متصل پانی کا نل لگا ہوا ہے اور اوس میں ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں اور وضو کرنے کی جگہ بھی بنی ہوئی ہے وہاں بیٹھکر وضو کرتے ہیں شاید اور دروازوں پر بھی ایسا ہی ہو میں نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا اور جس دن محمل روضہ مقدسہ کے غلاف کا مسجد نبوی میں آیا میں اوس وقت مسجد میں موجود تھا پس جس مقام پر مرقومہ بالا محمل کا قیام تھا وہاں سے محمل اپنے اونٹ پر لادا گیا اور پھر نہایت شان و شوکت سے خوب جلوس کے ساتھ توپیں چلتی ہوئیں مسجد کے دروازہ باب السلام پر پہنچا اوس وقت آدمیوں کا بہت ہجوم تھا یہاں محمل کو معہ غلاف زرین کے اوس کے اونٹ سے اوتار کر مسجد نبوی یعنی مرقد مبارک کے احاطہ میں لایا گیا یہاں تمام بڑے بڑے سردار اور اکابر قوم و ملت اور شیخ الحرم زرین وردیاں پہنے ہوئے موجود تھے جب روضہ اقدس و مبارک

لے جانے کے واسطے ارادہ کیا تو اون سب نے اپنی اپنی وردیوں پر بنظر آداب پیمبر حجازی اور بہ
پوشاک پاک رسول عربی خاص عربی وضع کی چغے پہن لئے بعدہ محمل کو اندر لے جاکر رکھدیا
سب لوگ منتشر ہوگئے اور میں بھی اپنی قیام گاہ پر آگیا یہاں مناسب مقام یہ بیان کردینا
نہ ہوگا کہ جس قدر تیل وبتی کا خرچ یہاں سال بھر میں ہوتا ہے اور نیز جو جو مصارف وغیرہ
کئے جاتے ہیں ان سب کی رقم آج ہی کے دن دمشق سے یہاں آتی ہے اور اسیطرح
محال کا خزانہ ملازمین وغیرہ کے خرچ کے واسطے یہاں آتا اور یہیں رہتا ہے اور روضہ
کا غلاف بھی خاصکر جب کبھی جدید سلطان تخت نشین ہوتا ہے پس اوسی وقت بطور
نذرانہ تخت نشینی یہاں آتا ہے غرض ہر سال نہیں آتا ابھی تک سلطان محمد خاں خامس کی تخت
پر اون کی جانب سے بطور نذرانہ غلاف نہیں آیا ہے مگر آئے گا ضرور کیونکہ یہاں کے لوگ
بیان کرتے ہیں کہ اس غلاف کو پاکدامن یعنی باکرہ شہزادیاں بنتی اور مرتب اور تیار کرتی
اور اسی لئے اس کی تکمیل میں بہت عرصہ گذرتا ہے کم از کم مدینہ منورہ میں ایک ماہ تک رہی
پورا حال معلوم ہوا اور اس عرصہ میں عبادت مسجد نبوی میں کیا کرے کہ بڑا ثواب واجر ہے
ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار نیکیوں تک عنایت ہوتا ہے بلکہ مدینہ منورہ میں صرف رہنا
ثواب ہے اور یہاں کے موت اور یہیں دفن ہونا سب جگہ کے مرنے اور دفن ہونے سے بہتر
ہے کیونکہ قیامت قایم ہونے پر یہاں کا مردہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اوٹھے گا او
یہی داخل شرف مدینہ ہی ہے کہ مدینہ شریف کی کسی چیز کی برائی کرنی بڑا گناہ ہے نعوذ باللہ
یہ بات بھی مدینہ شریف کی ہے خواص میں داخل ہے کہ مردود دجال کا دخل اس میں نہ
ہوگا اور نہ طاعون کے بیماری کبھی وہاں آوے گی غرض مدینہ شریف کی بہت سی صفات
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں اور اس کی بہت تعریف کی ہے
اللہ تعالےٰ مجھکو اور سب مومنین ومومنات کو مدینہ شریف میں رہنا نصیب کرے اور وہاں
کی موت اور باایمان وہاں کی موت اور دفن ہونا نصیب کرے آمین ثم آمین اب چونکہ حج کے

دن قریب آگئے تھے اس سبب سے میرا ارادہ کعبہ شریف جانے کا ہوا اور میں مدینہ شریف
میں چودہ دن رہا اور صاحبزادہ عبدالرحمن خاں خلف صاحبزادہ احمد یار خاں صاحب مرحوم معہ اپنی اہلیہ
کے اور نوشہ میاں و منجھلے میاں و حکیم برکات احمد صاحب جو حضور نواب صاحب بہادر ٹونک کے
خاص معالج ہیں اور ٹونک کے علما و فضلا کے زمرہ میں داخل ہیں بہت سے طالبعلم ان سے بہرہ
یاب ہوتے رہتے ہیں اور حسب و نسب میں سید ہیں اور منشی فیض احمد صاحب یہ بھی لایق ہیں
ریاست کے محکمہ مال میں کام کرتے ہیں اور مولوی خلیل صاحب منجملہ مفتیان محکمہ شرع شریف
ریاست ٹونک یہ صاحب بیس روز رہے کیونکہ یہ اصحاب مجھ سے چند دن پہلے مدینہ شریف میں
پہنچ گئے تھے القصہ ہم سب نے یہ تجویز کی کہ کعبہ معظمہ کو اونٹوں کی سواری پر جانا بہتر ہے پس ہم سب
نے شغدف کے اونٹ کرایہ کئے کرایہ ان شغدف والے اونٹوں کا فی اونٹ مکہ معظمہ تک بالن
روپیہ طے ہوا اور ماسوا اس کے ایک روپیہ روزمرہ بنام نہاد بخشش تا داخلہ مکہ معظمہ اور پھر
اوس کے ساتھ فی بدو یعنی مالک شتر دونوں وقت کا کھانا مزید برکرایہ طے ہوا ایک شغدف میں
دو ٹھیکیں ایک اونٹ کی جانب راست دوسری جانب چپ علیحدہ علیحدہ پلنگ نما ہوتی ہیں
پس اون پر دو آدمی علیحدہ علیحدہ بیٹھتے ہیں اور کچھ اپنا ضروری سامان کھانے پینے کا بھی اوس میں رکھ
لیتے ہیں اور ہر دو جانب کے وزن کو ایک میزان میں تول لیتے ہیں اور پھر اس میزان کے ہر دو پلہ
کو اوسی ایک خط پر مساوی رکھنے کا اون کو ہر دم خیال رکھنا پڑتا ہے تاکہ کوئی پلہ اوسی ساوات کے
خط سے نیچا نہ ہونے پاوے اور شغدف اوسی جانب کو پھسل کر اونٹ سے نیچے نہ گر پڑے اور
دوسری سواری اونٹ کی شبری والی ہے پس اس کا کرایہ فی اونٹ پچاس روپیہ اور بخشش اور
کھانا دو وقتہ ہر روز تا داخلہ بیت اللہ طے ہوا شبری میں دو آدمی برابر بیٹھتے ہیں کیونکہ یہ مثل ایک ؟؟
عدد کسیقدر دراز پلنگ کے اونٹ کی پشت پر اپنی طول کے ساتھ اونٹ کے طول میں پالان کر
اوپر کسی جاتی ہے اوس کے نیچے صندوق وغیرہ سامان بھی رکھ دیتے ہیں شبری میں البتہ سونے
کی تکلیف ہوتی ہے اور سامان لادنے کے اونٹ علیحدہ ہوتے ہیں اور چونکہ پانی کی کمیابی کی وجہ

میں تکلیف ہوتی ہے اس سبب سے مشکیں و صراحیاں آنے جانے والے لوگ مکہ
و مدینہ منورہ سے خرید کر اپنے لاتے لیجاتے ہیں اور اون سے راستہ میں بہت آرام
غرض روانگی کے دن ہم سب روضہ مبارک پر جناب پیغمبر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نے کے لئے گئے اوس وقت ہم سب کو جو صدمہ فرقت در نج جدائی رسول اللہ صلی اللہ
کا ہوا اوس کا بیان نہیں ہو سکتا کونسا مسلمان ایسا ہوگا جس کو ایسے وقت میں رنج و صدمہ
المختصر ہم نے احرام مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر ہی باندہ لئے اگرچہ احرام باندہنے کی جگہ ذوالحلیفہ
جو مدینہ شریف سے چار میل ہے مگر قطاع الطریق اور سارقان کے خوف کی وجہ سے مسجد
ہی سے ہم نے احرام باندہی کہ یہ بھی جائز ہے اور نیز محرم کو لٹیرے نہیں لوٹتے ہیں کہ اللہ کے
جاتا ہے اور اللہ کا مہمان ہوتا ہے چنانچہ ایک قافلہ کو کہ وہ محرم نہ تھا ہمارے چلنے سے پہلے ذوالحلیفہ
ٹ لیا قطاع الطریق نے ہمارے واسطے جن لوگوں کے اونٹ کرایہ کئے گئے تھے وہ لوگ قبیلہ
ازن سے تھے یہ حوازن قریب پچاس ہزار کی تعداد میں ہیں اور اون میں متعدد چند قبیلہ ہیں اور ہر قبیلہ کا
دار جدا ہوتا ہے ہمارے اونٹ جس قبیلہ کے تھے اوس کے سردار کا نام سلیمان تھا
وہ اچھا سردار ہے الغرض بائیسویں تاریخ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ ہجری کو ہم سب قریب بارہ
جانب بیت اللہ الکریم روانہ ہوئے مسجد نبوی سے باب السلام کی طرف سے رخصت
مولوی ندیم صاحب کے اخلاق اسلامی کا میں شکر گذار ہوں کہ وہ اسٹیشن کے قریب تک
مجھکو پہنچانے آئے تھے پھر یہاں سے وہ ہم سب سے نہایت خلوص کے ساتھ ملکر رخصت ہوگئے
ہمارا قافلہ روانہ ہوا ہمارے قافلہ کے ساتھ مصری قافلہ بھی تھا راستہ میں بہت کوہستان ملا
ٹی دیر کے بعد ہم ذوالحلیفہ پہنچ گئے یہاں ایک قافلہ اور ٹھیرا ہوا تھا اس مقام میں چاہ و سبزہ زار
ہر کچھ فوج بھی یہاں رہتی ہے اور مدینہ شریف و ذوالحلیفہ کے درمیانی راستہ میں بھی فوج
نی رہتی ہے یہ ذوالحلیفہ اس جانب کے ملکوں کا میقات ہے یعنی اس طرف سے آنیوالی
یا غیر حجاج مسلم مکہ مکرمہ میں آنیوالے اسی مقام پر احرام باندہتے ہیں پس ہمارا قافلہ یہاں نہیں

ٹہیرا کیونکہ ہم محرم ہو چکے تھے البتہ بعد مغرب قافلہ نے ادائے نماز کے واسطے چنداں توقف کیا اور ہم
سب نے نماز مغرب ادا کی اور اوسیوقت نماز عشار کی بھی ادا کی یعنی دونوں نمازیں جمع کیں مگر مولوی
برکات احمد صاحب و مولوی خلیل صاحب و منشی فیض احمد صاحب وغیرہ نے جمع نہیں کیں اور اپنی
اوسی امام ابو حنیفہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کے پابند رہے اور یہ جمع صلوتین اسواسطے کیا گیا
کہ بدوہ لوگ جو سفر میں عشار کو مغرب کے جمع کر لینے کے مسئلہ سے واقف ہیں پس وہ بجز مغرب
کے کسیوقت قافلہ کو نہیں ٹہیراتے کسی کو کیسی ہی ضرورت کیوں نہ ہو وہ قافلہ کو نہیں روکتے صرف
اوس کے معترہ مقام پر جاکر ٹہیراتے ہیں پس بعد ادائے نماز پھر ہمارا قافلہ روانہ ہوا چونکہ اس منزل کا متعلق
زیادہ خطرناک ہے اس سبب سے قافلہ شب کو یہاں نہیں ٹہیرا اور ماسوا اس کے یہ منزل بھی جسکو
ہم طے کر رہے تھے بڑی تھی مصری لوگ راستہ میں بندوقیں بھی چلاتے جاتے تھے اس راستہ
میں ہم کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے والے بھی چند قافلہ ملے تمام شب قافلہ چلتا رہا اور صبح کو قریب
طلوع آفتاب منزل پر پہنچا اس منزل کا نام بیر درویش ہے یہاں ہم چھ پہر کے بعد پہنچے کیونکہ یہ
منزل بڑی ہے یہاں دامن کوہ میں قافلہ ٹہیرا قافلہ کی مسلسل روانگی کی وجہ سے آخر اون اکثر آدمیونکی
نماز قضا ہو گئی جنہوں نے اپنے مذہب میں غلو کیا اور بوجہ غلو مغرب میں عشار میں شامل نکر کے
غلو کی تقلید میں خاص امر الہی کی بھی فرض کو بھی مفت فوت کر دیا اور اس غلو کی محویت میں اس حدیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کہ اختلاف امت رحمت ہے نیز فراموش کر گئے آخر انسان کو سوچنا چاہیے
کہ اس اختلاف میں جو رحمت ہے وہ کیا ہے بس وہ یہی ہے کہ اضطراب کی حالت میں دوسرے
مذہب کی مختار روایت پر عمل کر لیا جاوے کہ الدین یُسرٌ اور ماسوا اس کے حق تو اہلسنت کی ہر چہار
فرقوں کے اندر دائر ہے یعنی شافعی حنبلی مالکی نیز حنفی پر ہیں اور بالتحقیق مومن و مسلم ہیں پس انکے مختار
روایت پر عمل کرنے سے ایمان اسلام کے دائرہ سے ہرگز باہر نہیں ہوسکتے اور دین محمدی سے ایمان
و اسلام ہی مراد ہے اور مقصود ہے اور بس آمدم بر سر قصہ سفر کہ خاص اس جگہ دامن کوہ میں جہاں
قافلہ ٹہیرا تھا آبادی نہ تھی مگر اس جگہ سے کچھ فاصلہ پر پہاڑوں کے بیچ میں شاید آبادی تھی کیونکہ بدوی لوگ

نب سے اشیا فروخت کرنے کو قافلہ میں آتے اس جگہ دوپہر قیام کیا پھر بعد ادائے نماز
عصر یعنی مقدم نماز ظہر ہی کے ساتھ موخر نماز عصر کو بھی ظہر ہی کے وقت ادا کر لیا گیا اور اس عمل کو
شرع میں جمع تقدیم کہتے ہیں پس جمع تقدیم کے بعد قافلہ روانہ ہوا حکیم برکات احمد صاحب د
لوی خلیل صاحب و منشی فیض احمد صاحب اور بعض دیگر مسافرین نے جمع نہیں کیں جمع تقدیم لسان
ع میں اس کو کہتے ہیں کہ عصر کے فرض بھی ظہر کے وقت ظہر کے فرضوں کے ساتھ جمع کر لئے جاویں
پہلے ظہر کے فرض پڑھیں بعدہ اوسی سلسلہ میں عصر کے فرض پڑھ لیں اسیطرح مغرب کے
تت عشار کے فرض بھی مغرب ہی کے فرضوں کے ساتھ پڑھ لیں یعنی مغرب کے فرض پڑھ لینے کے بعد
ہی عشار کے فرض بھی پڑھ لئے جاویں امام شافعی و جملہ محدثین کا یہی مذہب ہے لیکن مذہب حنفی میں یہ
تقدیم درست نہیں ہے اور ایسے اضطراب کے وقت میں دوسرا معمول بہ جمع تاخیر ہے پس
جمع تاخیر اس کو کہتے ہیں کہ ظہر کے فرض میں تاخیر کی جاوے اور وہ عصر کے فرضوں کے ساتھ عصر کے
قت پڑھے جاویں اور اسیطرح مغرب کے فرض میں تاخیر کی جاوے اور وہ عشاء کے فرضوں کے
قت پڑھی جاویں یعنی ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشار کے ساتھ جمع کریں الغرض جیسا
قت کا تقاضہ ہو ویسا کریں اور یہ بھی حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے مگر جملہ محدثین کے نزدیک جائز
جہ اختلاف مابین محدثین و احناف صرف یہ ہے کہ حنفی مذہب میں اوس حدیث کے معنی جس میں
سفر کے حالت میں نمازوں کا جمع کر لینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ لئے گئے ہیں کہ
نماز ظہر اپنے آخیر وقت ظہر میں ادا کی جاوے اور عصر اول وقت عصر ہی میں ادا کرے اور اسیطرح
رب و عشار میں اور جو لوگ ظہر و عصر کو جمع نہیں کرتے تھے وہ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ عصر کے
قت لونٹوں پر سے اوتر کر لونٹوں کی ہر دو قطار کے بیچ میں بیٹھکر وضو کر لیا کرتے تھے اور بعد فراغت
ضو کچھ قدم اونٹوں کی قطار سے آگے بڑھکر نماز ادا کرتے تھے اس عرصہ میں اونٹ قریب آجاتے
ض جب سب حجاج اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہوگئے تو اوس درمن کو مسے جہاں
رہا تھا قافلہ کی تیاری ہوئی اور پھر قافلہ روانہ ہوا مدینہ منورہ سے پہاڑی سلسلہ صرف اسی مقام تک

ہے اور یہ بہت دشوار گذار راستہ ہے جب قافلہ روانہ ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد ریتا ملا بعدہ بیر عباس ملا پہلے قافلے اسی جگہ قیام کرتے تھے اور اس جگہ پہلے آبادی بھی تھی مگر قبائل کے باہمی تنازع سے اب یہ جگہ ویران ہوگئی ہے مگر مکانات کے کھنڈر ہنوز باقی ہیں اون میں ایک یا دو آدمی بھی شاید آباد ہوں ایک چاہ یعنی وہی بیر عباس موجود ہے اس کے بعد پھر سلسلہ پہاڑوں کا شروع ہوا بعد مغرب ادائے نماز کے واسطے قافلہ ٹھیرا جب تمام لوگ اپنی حاجت ضروری اور نماز سے فارغ ہوگئے تو قافلہ روانہ ہوا اس منزل میں اونٹوں پر سے کھانا سب کھاتے ہیں کیونکہ یہ راستہ بہت ہی پرخطر ہے اور اس سبب سے مصری مسافر راستہ میں بندوقیں خوب چلاتے جاتے ہیں برخوردار عبدالحی خاں دن کو تو اونٹوں پر اور بعض وقت اونٹ سے اوترکر حکیم مولا بخش کی گود میں چلتا تھا حکیم جی اس سے بہت محبت رکھتے ہیں اور برخوردار بھی حکیم جی سے بہت انسیت رکھتا ہے البتہ شب کو مجبور ہوکر اونٹ ہی پر سوتا بیٹھتا رہتا ہے برخوردار کہ ایک بچہ محض ہے اور تکلیفات سفر کا مقابلہ نہیں کرسکتا تاہم اللہ جل شانہٗ کے فضل وکرم سے بہت اچھی طرح تندرست رہا آج بھی شب کو ایک قافلہ مکہ شریف سے مدینہ منورہ کو جاتا ہوا ملا پچھلی شب کو ہمارا قافلہ دوسرے مقام یعنی بیر درویش پر پہنچا یہاں چوکیدار چوکسی کو آگئے چوکسی کا یہاں یہ قاعدہ ہے کہ جب قافلہ شب کو ٹھیرتا ہے تو تمام اہل قافلہ کے گرد شغدفوں اور شبریوں ہی سے ایک حلقہ مثل شہر پناہ کے کرلیا جاتا ہے اور اوس میں آمد ورفت کے لئے ایک راستہ رکھدیا جاتا ہے اور شغدفوں کی پشت پر اونٹوں کو بٹھادیا جاتا ہے اوس کے بعد چوکیدار رہتے ہیں ان چوکیداروں کے حلقہ سے کوئی مسافر باہر نکلنے نہیں پاتا یہاں تک کہ صبح صادق کے بعد نکلنے کی اجازت ہوتی ہے ان چوکیداروں کو چوکیداری کا حق قافلہ والوں کے طرف سے دیا جاتا ہے اس منزل کی مسافت کم تھی پانچ چھ پہر میں یہ راستہ طے ہوا تھا اس مقام پر بھی آبادی نہیں دیکھی گئی جب یہاں سب مسافروں کو کھالے اور حاجت ضروری سے فراغت حاصل ہوگئی تب نماز ظہر ادا ہوچکنے کے بعد قافلہ جانب صفرا وادی کہ یہ ایک جنگل کا نام ہے روانہ ہوا کوہستان کا سلسلہ برابر چلا جارہا ہے کسی جگہ پہاڑوں سے کچھ فاصلہ سے اور کسی جگہ پہاڑوں کے بیچ میں سے ہوکر

راستہ جاتا ہے راستہ میں ایک پہاڑ کے دامن میں حضرت عبدالرحیم برائے رحمتہ اللہ علیہ عاشق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم کا مزار واقع ہے شب کیوجہ سے اور نیز بدولیوں کے خوف سے
اس مزار پر جانا نہیں ہوا چلتے ہوئے سواری میں سے فاتحہ پڑھکر اون کی روح کو ثواب پہنچا دیا یہ حضرت
عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ بہت ذوق شوق کے ساتھ اپنے وطن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت پر سعادت وبرکت کے واسطے روانہ ہوئے تھے مگر زیارت نصیب نہیں ہوئی راستہ ہی
میں انکا انتقال ہوگیا اس راستہ میں کسیقدر آبادی بھی ہے پھر تیسری منزل یعنی صفراوادی میں
صبح صادق کے وقت پہنچے یہ مقام یعنی صفراوادی خوب آباد ہے اور آبادی تین قطع میں علیحدہ علیحدہ
منقطع ہوکر واقع ہوئی ہے اور الگ الگ بھی پہاڑوں کے دامن میں خوب آبادی ہے ہمارا قافلہ
پہاڑوں کے نشیب میں ٹھیرا کیونکہ اس جگہ باغات کھجوروں کے بہت ہیں اور ایک نہر بھی جاری
ہے اوس کا نام نہیں معلوم ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہاڑ سے نکلکر آئی ہے اس نہر کا پانی گرم تھا
مگر بہت سخت گرم نہیں بلکہ کم گرم مثل تازہ پانی کے تھا یہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ سال گذشتہ
میں اندازاً آٹھ سو آدمی مسافر شدت بارش کی وجہ سے سیل کی طغیانی میں بہہ گئی تھی ختی کہ اونٹ بھی
بہہ گئے تھے اور چونکہ یہاں کے کچھ آبادی بھی بہہ گئی تھی اس وجہ سے آبادی کے چھ ٹکڑے الگ الگ
ہوگئے ہیں اس جگہ تمام اشیا ضروری دستیاب ہوتی ہیں یہاں شب کو قافلہ اوسی حلقہ بندی کے
ضابطہ کے موافق ٹھیرا تھا اور حق چوکیدارہ فی شغدف چار آنہ اور شبری بھی چار آنہ ہی دئے
جاتے تھے البتہ سامان کے اونٹ کا کچھ نہیں دیا جاتا تھا اس جگہ سے ایک راستہ بدر ہوکر بھی جاتا
ہے مصری قافلہ کے مسافر اسی راستہ سے بدر کو گئے اور صرف ایک ایک مجیدی فی اونٹ اون
سے زیادہ لیا گیا مجھ سے بھی بدر کو جلنے کے لئے کہا گیا تو چونکہ راستہ میں بہت سے کم استطاعت
والے لوگ بھی میرے ہی ہمراہ ہوگئے تھے پس اون کے لحاظ سے میں نے اپنے ساتھیوں اور اون
دیگر مسافروں مثل مولا بخش قادیانی وغیرہ سے مشورہ کیا اون سب نے یہ عذر کیا کہ آپ اگر
بدر کے راستہ سے جاویں گے تو ہم سب کو بھی اوسی راستہ سے جانا ہوگا اور ہم میں ایک ایک مجیدی

دینے کی گنجائش نہیں ہے پس ان مساکین کی رعایت سے میں اوس راستہ سے نہیں گیا کہ
میرے سبب سے اوروں کا نقصان کیوں ہو اور دوسرا سبب یہ بھی تھا کہ اگر میں بدر کے راستہ
سے جاتا تو اونٹ کم رہ جاتے اور پھر ایسی صورت کمی میں ان باقیماندہ مسافرین قافلہ کا لوٹ لیا جانا
یقینی تھا فلہذا لامحالہ ان سب کو بھی جن میں مفلس مساکین ہی تھے بدر ہی کے راستہ سے جانا
پڑتا پس اون غربا کی مجبوری کو میرے دل نے گوارا نہیں کیا اور میں نے بدر کے راستہ سے جانیکا
انکار کر دیا اس مقام صفرا وادی میں ایک قبرستان بھی ہے اور یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے قبر بھی اسی جگہ ہے جناب پیغمبر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان سے بہت محبت رکھتے تھے اہل قبرستان پر فاتحہ اونٹوں ہی پر سے پڑھکر اون کی ارواح
پاک کو ثواب پہنچا دیا یہ قبرستان راستہ میں آبادی کے متصل ہی واقع ہے اس جگہ سے ہم بعد
نماز ظہر روانہ ہوئے اور مغرب کے وقت مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے ٹھیرے بعد ادائے نماز پھر
روانہ ہوئے اور بارہ بجے شب کے اَبیَارِین حصَانی پر پہنچے یہ چو تھا مقام ہے یہاں تین چار چاہ
قریب قریب واقع ہیں اور اس سبب سے اس منزل کا نام ابیارین حصانی رکھا گیا کیونکہ ابیار جمع
بیر کی ہے اور بیر عربی میں کنوئیں کو کہتے ہیں اس جگہ بھی اچھی آبادی ہے آٹا وشکر و گوشت اور پکا ہوا
کھانا سب اشیاء یہاں دستیاب ہوئیں میں نے ایک دوکان میں جاکر چارپائی مکانات ان آبادیوں
کی صرف جھونپڑیں بنی ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ یہاں کچھ لکڑیوں کے مثل کڑیوں وغیرہ کے مکانات
بھی ہوتے ہیں اور باغات یہاں اکثر تو کھجوروں ہی کے ہیں اس مقام سے ہم بعد ادائے نماز ظہر
وعصر جمع تقدیم کے بعد روانہ ہوئے پھر مغرب کے وقت نماز مغرب وعشاء جمع تقدیم کے ساتھ ادا کرنے
کے لئے ٹھیرے بعد ادائے ہر دو نماز پانچویں مقام پر شیخ پر شب کو گیارہ بجے پہنچے یہاں بھی چوکیدار
آگئے اور شبر لیں اور شغدفوں کا ایک حلقہ اوسیطرح سے بنا لیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے صبح
ہونے پر معلوم ہوا کہ یہاں بھی آبادی ہے اشیاء ضروری سب ملتی ہیں لیکن یہاں پانی کھارا ہے شیریں
پانی دور سے لایا جاتا ہے یہاں دو پہر رات سے صبح کو ظہر تک قافلہ ٹھیرا جب سب ضروریات سے

فارغ ہو گئے تو بعد ظہر قافلہ روانہ ہوا اور پھر مغرب کے وقت بعد جمع تقدیم نماز سے فارغ ہو کر روانہ ہوئے اور ہم چھٹے مقام مسطورہ میں پہنچے اڑھائی بجے شب کے پانی یہاں کا بھی اچھا نہیں تھا اور اور وہ بدری قافلہ بھی یہاں ہمارے قافلہ سے آملا تازہ مچھلیاں بھی یہاں بکنے کے لئے آئیں کیونکہ اس جگہ بھی آبادی ہے ہم نے یہ ضابطہ قرار دے لیا تھا کہ شب کے وقت ہمارا قافلہ جب مقام سے قریب پہنچا تو مشعلیں روشن کر لی جاتی تھیں یہ مشعلچی مدینہ شریف میں ملازم رکھ لئے گئے تھے جو مشعلچی میرے یہاں ملازم تھا اوس کا نام محمد اسحاق تھا اور دو صاحبزادہ عبدالرحمن خاں نے رکھے تھے ان دونوں میں سے ایک کا نام عبدالقدیر تھا اور دوسرا جو حبشی شیدی تھا اوس کا نام ابوالخیر تھا اور خدمت مشعل کے علاوہ پاسبانی اور جان و مال کی حفاظت بھی ان مشعلچیوں کے متعلق کر دی گئی تھی اور قافلہ کا اچھی جگہ اور اچھی طرح سے قیام کرانا اور اوتروانا اور زبان عربی میں گفتگو کرنا میں نے اپنے مشعلچی کو خدمات کے صلہ میں ساڑھے بیاسی روپیہ دیئے تھے اور صاحبزادہ عبدالرحمن خاں اور اون کی جماعت نے نوگنی دو شخصوں کو دی تھیں الختصر جب مسافر اس مقام پر حوائج ضروری سے اور نماز ظہر و عصر یعنی جمع سے فارغ ہو گئے تو پھر قافلہ یہاں سے ایک بجے روانہ ہوا اور عصر کے وقت وہ دریائے شور نظر آیا جو ینبوع و رابغ کے درمیان واقع ہے مغرب کے وقت نماز ادا کرنے کے واسطے ٹہر گئے یعنی مغرب و عشار جمع تقدیم کے ساتھ بعد ادائے نماز قافلہ روانہ ہوا اور اب ہم ساتویں مقام رابغ میں شب کو ڈیڑہ بجے پہنچے رابغ بہت آباد جگہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اچھا خاصہ ایک قصبہ ہے دوکانیں بہت ہیں سامان اس جگہ بہت اور ہر قسم کا ملتا ہے یعنی ہر قسم کا کپڑا اور تام چینی اور چینی کے برتن بکتے ہیں ایک قہوہ خانہ بھی ہے اور اناناس وغیرہ کا مربہ اور شکر و آٹا اور کھانا پکا ہوا وغیرہ غرض سب چیزیں ملتی ہیں اس مقام پر ایک قلعہ بھی ہے جس میں معدودے چند سپاہی رہتے ہیں دو توپیں بھی پرانی قسم کی قلعہ کے باہر رکھی ہوئی تھیں باغات کہجوروں کے کثرت سے ہیں اور سمندر اس قصبہ سے ایک میل کے فاصلہ سے ہے اور مچھلیاں وہاں فروخت ہوتی ہیں کشتیاں بھی دریا میں دکھائی دیتی

ہیں بعض بعض مکان پختہ بھی بنے ہوئے ہیں کسی ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی یہاں ہے نام
اون کا مجھکو یاد نہیں رہا اس جگہ پہاڑ نہیں ہیں بلکہ بہت دور کے فاصلہ سے ہیں اسی قصبہ رابغ سے
ایک راستہ جدہ کو بھی جاتا ہے بعد فراغت حوائج ضروری و نماز ظہر و عصر ہمارا قافلہ اس مقام
رابغ سے روانہ ہوا مغرب کے وقت ٹہر کر نماز ادا کی بعدہ پھر قافلہ روانہ ہوکر سورج نکلنے کے قریب
آٹھویں منزل قدیمہ پر پہنچا یہ منزلیں مساوی مسافت پر نہیں ہیں بلکہ کسی منزل میں چھ پہر میں اور کسی
میں پانچ پہر میں کسی میں چار پہر میں قافلہ مقام پر پہنچتا تھا اس مقام قدیمہ میں بھی آبادی ہے مگر
بہت کم کچھ پہاڑ اور باقی میدان اور جھاڑی ہے درختوں کی قسم یاد نہیں رہی اس مقام میں جب
ہم سب حوائج ضروری سے فراغت پاچکے تو قافلہ روانہ ہوا اور مغرب کے وقت ٹہر کر بعد ادائے
نماز پھر قافلہ روانہ ہوا اور شب کے ایک بجے لظوقا میں جس کو دف بھی کہتے ہیں قافلہ جا پہنچا یہ نواں
مقام ہے اور یہاں کسیقدر آبادی بھی ہے سبز پیاز اور مرغی انڈہ یہاں بہت سے ملتے ہیں یہاں بھی
پہاڑی سلسلہ اور بعض جگہ میدان واقع ہیں اس مقام میں جب سب کو حوائج ضروری و نماز سے فراغت
حاصل ہوگئی تب قافلہ روانہ ہوا اور حسب دستور مغرب کے وقت جمع تقدیم ادا کرنے کے لئے ٹہر گیا بعد
ادائے نماز قافلہ پھر روانہ ہوا کچھ رات گذرنے کے بعد بہت ہی پہاڑ ملے اور خصوصاً جب مقام کی مسافت
دو تین میل رہ گئی تب تو بہت ہی کثرت سے پہاڑ ملے ایسے کہ ہر قافلہ کو علیحدہ راستہ سے گذرنا
پڑا کیونکہ کسی جگہ تنگ کہیں سے چوڑا کسی جگہ سے اونچا کسی جگہ سے نیچا غرض ان سب نشیب فراز
میں اوترتا چڑہتا ہوا سخت مصیبت اور ہزار وقت سے شب کے دو بجے دسویں مقام بیر عسفان میں
پہنچ گیا کہ جس میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چاہ میں بسبب کم ہونے پانی کے اپنا
لعاب دہن مبارک میں پانی لے کر کلی کردی تھی اوس کی برکت سے اوسیوقت سے پانی بہت
ہوگیا ہے اسی چاہ کا سب مسافرین پانی پیتے ہیں اور وہاں کے رہنے والے بھی اسی چاہ کا پانی پیتے
ہیں ہم چند آدمیوں نے بھی تبرکاً و تیمناً چاہ پر جاکر پانی پیا اگرچہ استعمال میں وہی پانی تھا مگر پانی کی توفیر
میں مطلق کمی نہ تھی اس جگہ بھی آبادی ہے لیکن اوس کے چوطرف پہاڑ ہیں پھر یہاں سے بھی حوائج ضروری

سے فارغ ہوکر دس بجے دن کے قافلہ روانہ ہوا اور مغرب کے وقت نماز کے واسطے ٹھہر گیا
بعد فراغت ہر دو نماز یعنی جمع تقدیم کے بعد قافلہ روانہ ہوکر شب کے دو بجے فاطمہ وادی میں پہنچا
یہ بارہویں منزل ہے یہ جگہ بہت اچھی ہے یہاں وہی نامی نہر ہے جسکا نام نہر زبیدہ ہے اس نہر
کے کنارہ کنارہ ایک جانب تو کھجوروں وغیرہ کا باغ ہے اور دوسری جانب سبزی دور تک
چلی گئی ہے یہ جگہ بہت پرفضا ہے اس نہر خاص میں ہم سب خوب نہائے یہاں پہاڑ کسیقدر
فرق سے ملے ہیں جب ہم یہاں سب کاموں سے فارغ ہوگئے تو قافلہ روانہ ہوا راستہ میں کثرت
سے پہاڑ ملے پھر حضرت میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا مبارک و میمون مزار ملا اس مقام کا نام شرف
ہے یہ ایک موضع ہے بعض شخص اونٹوں پر سے کود کر زیارت مزار میمونہ مقدسہ سے مشرف ہوئی کیوں کہ
بدویوں نے قافلہ نہیں ٹھہرایا حکیم برکات احمد صاحب و دیگر اشخاص زیارت کرنے گئے تھے یہ جناب
رسالتماب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں سے ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہا آگے چلکر
مجھکو حاجت ضروری کا تقاضہ محسوس ہوا میں نے اپنا اونٹ چلتے ہوئی قطار میں سے کھلوا کر ٹھہر ادیا
میرے ساتھ محمد عمر معلم و عبد اللہ و جان محمد ٹھہر گئے اور ذکریا بھی ٹھہر گئے قافلہ آگے چلا گیا بعد فراغت
ہم پانچوں تومی خدا تعالےٰ جلشانہ کے فضل سے کچھ واقعہ نہیں ہوا اور ہم بسلامت قافلہ میں جا ملے
قافلہ مسجد تنعیم میں نماز پڑھنے کے لئے ٹھہر گیا تھا یہی مسجد عمری کے نفل پڑھنے کی جگہ ہے
اگرچہ ہم سے یہ جگہ قریب تھی مگر جب ہم مسجد کے پاس پہنچے تو قافلہ روانہ ہوگیا ہم نے وضو کرکے
نماز ادا کی اور بعد نماز میں بھی ادن چار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا شہر مکہ شریف سے اس مسجد
تک تین کوس کا فاصلہ ہے اور اس سب راستہ میں آبادی ہوگئی ہے اس لئے میں اپنے
اونٹ پر سوار ہوگیا اور معلم صاحب اور محمد ذکریا اپنے اونٹ پر سوار ہوگئے راستہ میں کسی جگہ چند
مکانات عمدہ بنے ہوئے اور کسی جگہ میدان ملتے گئے غرض اسی طور سے مکہ شریف کے قریب
آبادی ہوگئی ہے جب شہر قریب رگیا تو دو پہاڑ ملے داہنی جانب کے پہاڑ کی جڑ میں ایک غار
کے اندر ابو لہب کی قبر ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اور ادسی مرتبہ کا دشمن بھی تھا

پس کافر لعنتہ اللہ علیہ حجاج میں سے ہر حاجی اوس کی قبر پر پتھر پھینکا مارتا ہے اور اسی سنگسار کیوجہ سے ایک بڑا ڈھیر پتھروں کا اوس کی قبر پر ہوگیا ہے اس جگہ جب ہم آگے بڑھے تو شہر مکہ معظمہ دکھائی دیا اور تھوڑی دیر کے بعد بفضلہ تعالےٰ شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے وللہ الحمد یہاں میرے ایک ملازم مصطفےٰ جو میری تلاش میں آئے تھے مجھسے مل گئے شہر میں داخل ہوکر ہم سکو بڑی خوشی ہوئی

حالات مکہ معظمہ

تھوڑی دیر کے بعد ہم مکان قیام پر پہنچے یہ مکان نواب فردوس زمانی بیگم صاحبہ یعنی محل سوئم جناب نواب صاحب بہادر ٹونک نے بنوایا ہے واسطے قیام مسافرین کے خصوصاً حجاج کی بقیمت پینتیس ہزار روپیہ کو خرید کیا ہے بہت عمدہ مکان ہے متعدد کمرہ ہیں جن میں کم وبیش دو سو آدمی ٹھہر سکتے ہیں انشاءاللہ تعالےٰ جنابہ بیگم صاحبہ کو اس کا بہت بڑا اجر ملے گا یعنی تا قیامت ثواب ملتا رہے گا ٹونک ریاست کی طرف سے کوئی رباط مکہ معظمہ میں نہیں تھی یہ ایک رباط ٹونک کی جانب سے جنابہ بیگم صاحبہ کی عمل حسنہ کے باعث سے قایم ہوگئی میں بھی اسی رباط میں ٹھیرا یہاں بھائی صاحب یعنی صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خان صاحب بہادر مظفر جنگ سے ملاقات ہوئی اور برخوردار صاحبزادہ مسعود علی خاں فرزند حضور پرنور دام اقبالہ ہیں اون سے بھی ملاقات ہوئی اوسوقت ان کو بخار تھا یہ سب صاحب مع اپنے ہمراہیوں اور صاحبزادہ عبدالرحمٰن خاں وغیرہ کے اسی رباط میں ٹھیرے تھے غرض ہم مکہ معظمہ میں ۳ ذالحجہ ۱۳۲۱ ہجری کو پہنچے اور اوسی تاریخ بعد وقفہ کے حرم شریف کو گئے جس وقت ہم سب حرم شریف میں داخل ہوئے اور کعبہ شریف پر نظر پڑی بہت ہی خوشی ہوئی اوس وقت جماعت مغرب کی قایم تھی پس ہم بھی جماعت میں شامل ہوگئے بہت ہی تو می تھے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم نے طواف کعبہ مکرمہ شروع کیا حجر اسود کے مقابل سے طواف شروع ہوتا ہے اور بروقت طواف حجر اسود و خانہ کعبہ شریف کی جانب بایاں ہاتھ رہتا ہے حجر اسود کی گرد ایک حلقہ چاندی کا لگادیا گیا ہے ہم نے بمعیت معلم طواف کرنا شروع کیا

سات دفعہ کعبہ شریف کے گرد پھرنا ہوتا ہے اور اسی کو طواف کہتے ہیں مگر احرام کی حالت میں اول کے تین چکروں میں قدرے دوڑنا ہوتا ہے اور باقی چار دفعہ معمولی چال سے چلنا ہوتا ہے اور ہر شوط میں یعنی ہر پھیرے میں جب حجر اسود کے مقابل آویں تو حجر اسود کو بوسہ دینا چاہیے مگر جب اژدہام کثیر ہو اور حجر اسود تک پہنچنا دشوار ہو تو اپنے ہی مقام پر ٹھہر کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود کے مقابل اوٹھا کر ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہیے شریعت غرا سی ایسی حالت میں ایسا ہی حکم ہے کہ الدین یسر حجر اسود خاص جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے القصہ ہم طواف سے فارغ ہو گئے طواف رکن حجر اسود سے شروع ہوتا ہے رکن گوشہ مکان کو کہتے ہیں پہلے رکن عراقی پھر رکن شامی مغرب کی جانب ہے پھر رکن یمانی جنوب و مغرب کی جانب ہے پھر اوسی حجر اسود پر آجاتے ہیں جہاں سے طواف شروع کیا تھا اور یہ رکن جنوب و مشرق کی جانب ہے پس یہ چاروں رکن یعنی چاروں کونے کعبہ شریف کی معہ حطیم کے اس طریق سے خط طواف کے اندر لے لئے جاتے ہیں دو رکعت نماز طواف کے پڑھنا چاہیے مطاف یعنی طواف کرنے کے راستہ میں طواف کیجگہ سنگ مرمر کا فرش ہے مقام ابراہیمؑ کے پاس بھی دو رکعت نماز پڑھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اور یہ ایک پتھر ہے اسی کا نام مقام ابراہیمؑ ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام جس وقت کعبہ شریف کو تعمیر کرتے تھے تو اوسی پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرتے تھے چنانچہ اس پتھر میں آپ کے دونوں قدم مبارک کے نقش موجود ہیں اس جگہ نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور اسی کے قریب چاہ زمزم یعنی احاطہ حرم شریف کے اندر یہ ایک بہت عمیق کنواں ہے لاکھوں آدمی اور جانور اونٹ وغیرہ اس سے پانی پیتے ہیں اور نہاتے ہیں اور اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور تبرکاً لے جاتے ہیں مگر پانی میں کمی کبھی ہرگز نہیں آتی تمام دنیا کے پانی پر اسے فضیلت ہے بعض اوقات اس پانی میں مزہ دودھ کا سا بھی معلوم ہوتا ہے اس چاہ زمزم پر سقف ایک مکان بنا ہوا ہے اور وہی سقف شافعی مصلی ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ممبر مبارک یہی مصلے تھا آپ اسی پر نمازوں کی امامت فرمایا کرتے تھے بعد آپ کے یہ ائمہ شافعیہ کو مرحمت فرمایا

گیا کہ وہ متبع حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہم زد فزد جمعہ کے روز خطیب اسی ممبر پر کھڑے
ہو کر خطبہ جمعہ کا پڑھتا ہے یہ سب مکان یا ممبر چاہ زمزم پر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور کسیقدر اونچا ہے
اس کا زینہ بھی سنگ مرمر ہی کا بنا ہوا ہے یہ سب مقامات کعبہ شریف کی گوشہ مشرق وشمال
کی جانب ہیں اور باہم قریب قریب ہیں خانہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے مطاف یعنی طواف کی
حد سے باہر کعبہ شریف میں ایک دروازہ ہے جو جانب شرق ہے جب اس میں سے خانہ
کعبہ میں داخل ہوتے ہیں جس کو بزبان عوام دخل کہتے ہیں تو زینہ لگا دیا جاتا ہے بسبب بلند ہونے
کرسی کے اوس پر چڑھ کر کعبہ شریف میں داخل ہوتے ہیں اندر سے یہ اللہ کا گھر باعتبار عمارت بھی
بہت اچھا ہے جس گوشہ میں حجر اسود ہے اوسکے قریب یہ دروازہ خانہ کعبہ شریف کا واقع ہوا ہے
یہ دروازہ بین رکن عراقی اور حجر اسود ہے اور رکن حجر اسود سے بہت قریب ہی خانہ کعبہ شریف کے ساحت
میں دو ستون زیتون کی لکڑی کے نہایت نفیس منقش بہت ہی عمدہ نصب کئے گئے ہیں چھت
اس کی انہیں ستونوں پر پٹی ہوئی ہے دونوں کے درمیان تین در ہیں اور اس دروازہ کا تعلق شیبی
صاحب سے ہے یعنی اس دروازہ کا کھولنا بند کرنا انہیں کے اختیار میں ہے خاص داخلی کے وقت
شیبی صاحب کو موافق حیثیت داخل ہونے والے کی طرف سے ضرور کچھ نقد دینا ہوتا ہے ورنہ عام
داخلی جب ہوتی ہے تو اوس میں چاہے دے چاہے نہ دے اس عام داخلی کے وقت اب وہ
بڑا زینہ جو نواب کلب علیخاں مرحوم والئے رام پور نے بھیجا تھا لگا دیا جاتا بہت عمدہ زینہ ہے اوس
میں چار پہیے لگے ہوئے ہیں اس لئے اوس کے لگانے سے آسانی ہوتی ہے خانہ کعبہ شریف
کے شمال جانب وہی حطیم ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کی حد شمالی پر ایک دیوار مدور قوسی
شکل کی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہے شرقاً وغرباً دو دروازہ ہیں اور یہ جگہ خانہ کعبہ میں داخل ہے
یعنی حطیم مثل خانہ کعبہ کی طواف کے اندر داخل ہے اور جو ثواب نماز کا خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے سے ملتا
ہے وہی ثواب اس حطیم میں نماز پڑھنے سے عطا فرمایا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ اسی
حطیم میں گرتا ہے جس کو میزاب رحمت کہتے ہیں اور یہ پرنالہ بالکل سونے کا بنا ہوا ہے اور حطیم کے

ہنی جانب یعنی کعبہ مکرمہ کی جانب شمال حنفی مصلی ہے اوس کے اوپر بھی مکان بنا ہوا ہے مکبر اوس
چھت پر کھڑے ہو کر بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہتے ہیں اور کعبہ شریف کی مغرب جانب مصلی مالکی
ور اوس پر کوئی عمارت نہیں ہے اور بجانب جنوب حنبلی مصلی ہے اوس کے اوپر بھی عمارت
ہوئی نہیں ہے اور ان سب مصلوں کے درمیان یعنی ایک مصلی سے دوسرے مصلی تک
پیتل کے ستون نصب ہیں اون کے اندر لوہے کی تاریں ایک ستون سے گذر کر دوسرے
ستون میں پڑے ہوئے ہیں اور ان میں کانچ کی ہانڈیاں آویزاں ہیں اور یہ کل ستون خانہ کعبہ
کے گرداگرد نصب ہیں شب کو ان میں روشنی ہوتی ہے کعبہ شریف کے گرداگرد ایک کمل
ہنچا تا ہے جو نہایت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے ان ہانڈیوں میں زیتون کے تیل کا استعمال
لیا جاتا ہے اور کسی دوسری قسم کے تیل کا استعمال نہیں کیا جاتا کیونکہ وہاں کے لوگ اس
متبرک مقام پر دوسرے قسم کے تیل کا استعمال کرنا مکروہ جانتے ہیں اور شب کو خانہ کعبہ
دروازہ پر روشنی کے لئے بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے لگن بھی رکھے جاتے ہیں اون میں
م بتیاں روشن کی جاتی ہیں اور یہ لگن چاندی سونے کے بنے ہوئے ہیں اور کل خانہ کعبہ کے
پر ریشم کا سیاہ غلاف پڑا رہتا ہے اور کلمہ طیب اور قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں نہایت
خوشخطی کے ساتھ بافت میں مرتسم کی گئی ہیں اور غلاف کے اوپر کا حصہ قریب ایک ہاتھ کے چوڑا
چاروں طرف بالکل زرین ہے اور اوسی کے بافت میں بھی کلمہ و قرآن شریف کی سورتیں مثل غلاف
باخوشخطی کے ساتھ مرتسم ہیں یعنی خالص سونے کے تاروں سے یہ تمام کام بافت کیا ہوا ہے
اور اسی قماش کے ساتھ کعبہ شریف کے دروازہ پر پردہ بھی تمام و کمال زرین ہے ہر سال یہ غلاف
یا بدلا جاتا ہے جس قدر سونے کا کام ہوتا ہے وہ شریف صاحب اور شیبی صاحب کو ملتا
اور باقی غلاف ریشمی خواجہ سراؤں و دیگر خدام کعبہ مکرمہ میں تقسیم ہو جاتا ہے اور یہ غلاف
ہر سال سلطنت مصر کی طرف سے تیار ہو کر آتا ہے لیکن تیاری جب یہ غلاف مصر سے روانہ
ہو تو نہایت احتشام و تجمل اور شان و شوکت کے ساتھ روانہ کیا جاتا ہے یعنی سلطنت کی

کل فوج اوس کے ساتھ ہوتی ہے اور اونٹ پر ایک محمل میں غلاف ہوتا ہے روانگی کے شروع میں تھوڑی دور خدیو مصر باظہار عبودیت وعقیدت اونٹ کی نکیل خود اپنے ہاتھ میں لے کر چلتے ہیں اور بعد اختتام اس آئین کی ایک معتدبہ فوج کے ساتھ مکہ شریف کو یہ غلاف روانہ کردیا جاتا ہے اور یہ غلاف بھی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں پاکدامن یعنی کنواری شہزادیاں تیار کرتی ہیں مسجد الحرام کے دالان لداؤ کے بنے ہوئے ہیں اور بیچ میں عمارت کعبہ مکرمہ ہے اور اس عمارت کعبہ شریف اور ان دالانوں کے درمیان وسیع وعریض جگہ کی سڑک ہے اور مجملاً اسی کو مطاف کہتے ہیں طواف کرنے والے اسی پر طواف کرنے میں چلتے ہیں اور اون مصلوں کے درمیان تو پتھروں کا فرش ہے اور باقی ساحت میں کنکر بچھے ہوئے ہیں پھر اس مطاف کے بعد وہی احاطہ کے دالان ہیں مفصل تشریح اس حرم کی بالترتیب یوں سمجھنا چاہیئے کہ عمارت کعبہ شریف کی ملصق و متصل تو طواف کی جگہ سنگ مرمر کا فرش ہے اور مطاف کے بعد چاروں مصلی اپنی اپنی جگہ قایم ہیں اور پھر ان کے بعد وہ مذکورہ بالا حلقہ روشنی کا ہے اور اس جگہ بھی پتھر کا فرش ہے دوسرے قسم کے پتھر کا اور یہ فرش طواف کی جگہ سے ایک بالشت کے قریب اونچا ہے اس کے اوسیقدر وہ صحن یا ساحت ہے جس میں کنکر بچھے ہوئے ہیں پھر اس کنکر والے صحن یا ساحت کی بعد اوسیقدر اونچائی پر وہ دالان ہیں جو بجائے دیوار احاطہ تعمیر کئے ہیں ان دالانوں سی مکان کعبہ شریف کو جاؤ تو درمیان میں دو گز کے قریب چوڑی پتھر کے تختوں کی روشیں آمد ورفت کے لئے اوسی کنکریلی صحن یا ساحت میں بنے ہوئے ہیں یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اس احاطہ مسجد الحرام کے چالیس دروازہ ہیں مگر میں نے اونکا شمار نہیں کیا القصہ جب ہم طواف سے فارغ ہوگئے تو باب الصفا کی جانب سے کوہ صفا ومروہ سعی کے لئے مسجد سے باہر نکلے یہ مقام حرم کے احاطہ کے دالانوں کے پچھواڑے ہی ہے اور اسی دروازہ سے متصل جناب بھائیصاحب صاحبزادہ محمد عبدالرحیم خان صاحب بہادر معہ چند آدمیوں کے ایک مکان میں مقیم تھے اور یہ مکان بھی حرم میں شامل ہے اور اسی وجہ سے اس مکان میں بہت بڑا آرام یہ ہے کہ اسی مکان میں جماعت کے شریک

پڑھیجاتی ہے کوہ صفا پر چڑھنے کیلئے پختہ چونے پتھر سے زینہ بنا ہوا ہے پس اوپر سے ہم کوہ صفا پر
تره پر پہنچ گئے اور حسب ہدایت معلم اوسپر کھڑے ہوکر قبلہ کیطرف منہ کرکے جو ادعیہ کہ اسجگہ پڑھی
پڑھیں اوس چبوترہ کے متصل یہ پہاڑ ترشا ہوا ہے اور اوسپر عمارت بنی ہوئی ہے بعد ختم ادعیہ ہم اوپر
ترکر سعی کے مقام میں داخل ہوئے اب اس مقام میں دو کانیں بھی بن گئی ہیں دعائیں پڑھتے
آہستہ چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک سبز میل بنا ہوا آیا یہ نشانی اسبات کی ہے کہ اسجگہ سے دوڑنا چاہئے
س سبز رنگ کے میل تک تخمیناً نوے ۹۰ قدم کا فاصلہ ہوگا پس ہم اسجگہ سے معلم کے پیچھے پیچھے اوس دوسرے
جو مانند پہلے میل کی دیوار پر منتاز کیا ہوا ہے اور یہ فاصلہ اندازاً پچہتر قدم کا ہوگا دوسرے میل
آہستہ چلے اور کوہ مروہ پر چڑھے وہاں بھی مثل کوہ صفا کے چبوترہ پر کھڑے ہوئے اور روبقبلہ ہوکر دعا
یہاں بھی چبوترہ تک پختہ زینہ بنا ہوا ہے اسکے متصل بھی پہاڑ تراشا ہوا ہے اس دوسرے میل سے
روہ اندازاً سوا تین سو قدم ہوگا پھر مروہ سے صفا کیجانب اوسی ترتیب رفتار کیساتھ لوٹنا ہوتا ہے کہ دوڑ
دوڑنا اور آہستہ چلنے کی جگہ آہستہ یعنی درمیان میلوں کے دوڑنا ہوتا ہے اسی ترتیب کے ساتھ سات پھیرے
نے ہوتے ہیں صفا مروہ کے درمیان ایک بہت بڑا بازار قایم ہے اوسمیں ہر قسم کی اشیا مثل عمدہ قیمتی کپڑا
طرح کے برتن اور میوہ جات اور اس بازار کی درمیانی سڑک سے صفا مروہ کی سعی کا مقام ہے بعد فراغ سعی
ر ہم نے اپنے قیام گاہ پر آکر سر منڈایا اور پھر احرام کھول ڈالا اس فرصت کیوقت میں ہم نے اول
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان ولادت کی زیارت کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ
ن بھی دیکھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی چکی وغیرہ کی جگہ دیکھی
مکہ شریف کی آبادی قریب چھ یا سات لاکھ کے ہوگی بہت آباد شہر ہے جس طرف ہم رہتے تھے یہ
کشادہ ہے لیکن آگے جاکر تنگ ہوگیا ہے اور باب الصفا کیجانب کا بھی بازار کشادہ ہے اور منی کیجا
بھی کشادہ ہے اور دیگر بازار بعض تو تنگ اور بعض بہ نسبت اوس تنگ کے ذرہ کشادہ ہیں اور بعض بازا
بھی ہیں ان تمام بازاروں میں تمام دنیا کی اشیا بکثرت دستیاب ہوتی ہیں میوہ جات میں انا
ہوتے ہیں اور بادام نہایت نفیس چھلے چھلائے ایکروپیہ کی سیر سوا سیر آتی ہیں اور دیگر کل میوہ جات

اور کھجوریں بکثرت فروخت ہوتی ہیں شہر مکہ شریف میں دنکو گرمی ہوتی ہے مگر رات کو خنکی ہوجاتی ہے اور سواری یہاں عموماً گھوڑا اور خچر اور گدھا اور اونٹ ہے یہ گدھا توانا ہوتا ہے اور نہایت تیز رفتاری کے ساتھ چلتا ہے بگھیوں کا رواج بھی شروع ہوگیا ہے مگر بگھیاں کثرت سے نہیں ہیں اور بعض اونٹوں پر شغدف وشبری بھی یہاں کی کاٹھی کی جگہ کسی ہوئی ہوتی ہیں میرا اور جناب بھائی صاحب ممدوح کا جانا جبل ابو قبیس اور جبل ثور پر چڑھنے کی دقت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ تمام شد سفرنامہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً

خاتمہ کتاب

بعد ختم سفرنامہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مجملاً اصل حال حضرت نجم الامرا احتشام الملک صاحبزادہ حافظ وحاجی قاری ومولوی محمد عبدالوہاب خان صاحب بہادر صفدر جنگ مرحوم ومغفور کی جانب رجوع کیا جاتا ہے کہ ممدوح ریاست ٹونک راجپوتانہ کے ایک نہایت مشہور ومعروف سردار ونواب زادہ ہیں اون کی ٹونک میں بہت شہرت ونیک نامی ہے اونہوں نے اپنے ذاتی کاموں کو دوسروں کے کاموں پر کبھی ترجیح نہیں دی اور ہمیشہ ریاست کے بڑے بڑے عہدوں پر مقرر رہے تادم وفات مگر اون سے کبھی کسیکو کوئی شکایت نہیں ہوئی اور نہ کوئی اون سے ناراض رہا یہ سب خداوند تعالیٰ کا فضل تھا الغرض ممدوح موصوف الصدر تاریخ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ ہجری نبوی صلعم میں عازم سفر حج بیت اللہ وزیارت مدینہ منورہ ہوئے اور تاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ ہجری صلعم مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۱۳ء ملک حجاز سے با ارادہ واپسی وطن ہمایوں جہاز پر سوار ہوئے اور بتاریخ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ہجری مطابق ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء بمبئی میں جہاز سے مع الخیر واپسی ہوئی پھر پنجم ماہ محرم ۱۳۳۲ھ ہجری مطابق ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء ریل میں سوار ہوکر اپنے وطن مالوف محمد آباد عرف ٹونک میں فایز المرام داخل ہوئے ہنگام واپسی ہر دو صاحبزادگان والاشان یعنی صاحبزادہ محمد عبدالوحید خانصاحب بہادر وصاحبزادہ محمد عبدالتواب خانصاحب بہادر فرزندان جناب ممدوح بطور پیشوائی وپذیرائی بمبئی گئے اور جہاز ہی پر ہر دو صاحبزادگان نے معہ ہمراہیان خود اپنے والد بزرگوار کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا ممدوح موصوف ٹونک میں تشریف لاکر حسب سابق اپنے عہدے کے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں مشغول ہوگئے

کو عبادت الٰہی میں بہت ہی زیادہ شغف و انہماک ہوگیا تھا شب و روز میں اکثر اوقات
میں صرف فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ ماہ نومبر ۱۹۲۹ء میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے تمام حکما و اطبا
یہت غور و فکر سے مصروف خدمت گذاری تھے اور حضور پر نور امین الدولہ وزیر الملک جناب
حافظ محمد ابراہیم علی خانصاحب بہادر صولت جنگ مرحوم والئے ریاست ٹونک راجپوتانہ جو بہ
تمام براوران حقیقی و الاتی کے مرحوم سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے بذات خود تیمارداری میں
رہتے تھے اطبا و حکما و ڈاکٹران ملازمان سرکاری کو مزید تاکید فرماتے رہے اور مرض صرف یہ تھا کہ کچھ توپ
نب اور کچھ پیٹ کی جانب چھالے ہوگئے تھے اوس کے بعد اون چھالوں کی کھال اوتر کر زخم کی شکل
بہت کچھ علاج یہاں ٹونک کے طبیبوں اور ڈاکٹروں کا کیا گیا اور جے پور کے سول سرجن ڈاکٹر دجن سنگھ
ہ کا علاج ہوا اوس سے قدرے افاقہ ہوا مگر وہ زخم بالکل اچھے نہیں ہوئے پھر ڈاکٹر انصاری صاحب
لی سے پانسو روپیہ یومیہ فیس پر بلائے گئے اونکا علاج ہوا آخر اوس کے بعد نمونیہ یعنی ذات الجنب کی
یت ہوگئی اور باوجود ہر نوعہ معالجہ کے بمقتضا کل نفس ذائقۃ الموت ۔ علاج کچھ بھی مفید نہوا اور وہ
وقت آپہونچا کہ زبان حال سے ظاہر ہوتا تھا ۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ۔ آخر الامر
ریخ شب ۱۶ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ ہجری صلعم مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس
دار فانی سے رحلت فرمائی سفر آخرت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس حادثہ جانکاہ وفات مرحوم کا تمام
ٹونک کیا مسلمان اور کیا ہندو سب کو عام طور پر رنج و صدمہ ہوا بلکہ ممالک غیر سے بہت سے تعزیت نامہ
ئے اونکی وفات حسرت آیات عالمگیر اندوہ و ملال کا باعث ہوئے اللہ تعالیٰ اونکی روح کو اعلیٰ علیین وجوار
رحمت و مقربین میں جگہ دے آمین غفر اللہ لہ ولوالدیہ ۔ صاحبزادہ عبدالوہاب خان صاحب بہادر صفدر جنگ
مرحوم کی وفات کیوقت پانچ اولاد اونکی اون کے بعد رہیں صاحبزادہ محمد عبدالوحید خان صاحب بہادر و صاحبزادہ
عبدالتواب خان صاحب بہادر سالار جنگ اور اکرام النسار بیگم و عصمت النسار بیگم و زاہدہ بیگم یعنی دو بیٹے اور
بیٹیاں چنانچہ منجملہ اون کے خان بہادر صاحبزادہ عبدالتواب خانصاحب بہادر سالار جنگ نے جسوقت
فوج کے اعلیٰ افسر یعنی جرنیل فوج تھے تو قلعہ امیر گڈھ ریاست ٹونک راجپوتانہ کا دوسرا دروازہ نہایت عمدہ

اور عالیشان تیار کرایا اور اوس کی گمونگٹ پختہ بہت بہترین تیار کرائے اور اوس کے کنواڑ جھقال دیدمی منوائے تھے اوس دروازہ میں پتھر پر کھڑا ہوا یہ کتبہ لگا ہوا ہے جس کی نقل کی جاتی ہے۔ نقل کتبہ دروازہ حسب الحکم حضور امین الدولہ وزیر الملک جناب نواب حافظ محمد ابراہیم علی خانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی ایس آئی۔ جی سی آئی ای والئے ریاست ٹونک راجپوتانہ بہ اہتمام صاحبزادہ عبدالتواب خان صاحب بہادر جرنیل فوج واڈی کانگ دروازہ ہذا قلعہ امیر گڈہ تیار ہوا ۱۳۴۱ھ ہجری مطابق ۱۹۲۲ء اور چونکہ کیواڑوں کے کتبہ کی بھی یہی عبارت ہے صرف ۱۳۴۴ھ ہجری مطابق ۱۹۲۵ء کا فرق ہے۔ اسواسطے اوس کا مکرر تحریر کرنا غیر ضروری معلوم ہوا اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل عمیم سے بطفیل رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اس اسلامی ریاست کو معہ رئیس عالی شان رفیع المکان و صاحبزادگان خاندان عمیم الاحسان وجملہ رعایا و برایا تابع فرمان کو ہمیشہ ہمیش شاد کام و فایز المرام رکھے آمین ثم آمین۔

قدتم الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ ۲ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ہجری صلعم مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۴ء

العبد العاصی ابوالمظفر سید امیرحسن سہا نقوی محدث طبیب خاص حضور انور دام اقبالہ فرمانروائے ریاست ٹونک راجپوتانہ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آثار از خاکسار نامہ نگار سید سہا کان اللہ لہ

خان عالی مرات والاحشم عبدالوہاب ۔۔ نجم الامرا احتشام الملک میبودش خطاب

نیز صفدر جنگ بودہ از شجاعت مہر خواں ۔۔ حافظ و حاجی و قاری عالم عالیجاب

رفت از دنیا ورون چوں بوئے گل از بوستاں ۔۔ یا نہاں گردید از گردون گرداں آفتاب

درسن ہجری چو پرسیدم ز دل سال وصال ۔۔ یکہزار و سہ صد و ہم چہل و ہشت آمد جواب

من سہا کردم دعا ارکان رئیس باکرم

داخل فردوس گردد روز محشر بے حساب

فقرہ تاریخ وفات از حافظ عبیداللہ صاحب (صاحب خیرا دھگیا)
۱۳۴۸ھ

تقریظ نوشتہ حافظ محمد عمر صاحب جام۔۔۔۔۔۔

خواب بیداری

کچھ گھر والے سو رہے تھے کچھ جاگ رہے تھے میری آنکھیں یقیناً کھلی ہوئی تھیں مجھے یقین ہے کہ میں بیدار
تھا مگر میرے ہوش و حواس پر ایک محیط قوت طاری تھی جس کو ایک سرور بخش کیفیت اور ایک غنودگی بار
حالت سے تعبیر کرنا غیر موزوں نہیں میں اس روح پرور عالم میں کہاں تھا کیا کیا مناظر پیش نظر تھے میں
نے دیکھا کہ میں گھر سے بعزم حج مع احباب و اقارب روانہ ہوا اس وقت میرے خیالات کیا تھے اول تو
مجھے گھر کا اور گھر والوں کا کوئی خیال ہی نہ تھا اور اگر تھا بھی تو ایسا نہیں کہ میرے اس مبارک سفر خواب کا مزاحم
بن سکے میرا دل اس اشتیاق سے لبریز تھا کہ میں اس گھر میں حاضر ہونے کو جا رہا ہوں جو خلیل خدا نے بنایا
ہے اور اس ارمان سے طرب انگیز تھا کہ اس شہر کی عزت حاضری بھی حاصل کرنیوالا ہوں جو خدا کے حبیب
نے بسایا ہے اس خواب کے یہ مبارک خیالات تصور میں مجھے کبھی کہیں اور کبھی کہیں پہونچا رہے تھے میں
نے دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں حاضر ہو گیا میں نے تمام رفقا اور اقارب کی معیت میں حج سے فراغت پائی
اور پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا مسجد نبوی کی حاضری روضہ منورہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور پھر دیگر
مقامات متبرکہ کی زیارت کرتا ہوا واپس آیا جب میری پیش نظر میری واپسی اور میرے وطن کا داخلہ ہوا
تو میں ایکدم چونکا میں نے ادھر ادھر دیکھا مشاہدہ نے مجھے بتایا کہ میں چت لیٹا ہوں میرے سرہانے
ایک دیوارگیری روشن ہے میرے سینہ پر ایک کتاب ہے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام
رکھا ہے جسکا میں مطالعہ کر رہا ہوں وہ کتاب سفرنامہ حج ہے گویا حقیقتاً میں سفرنامہ حج دیکھ رہا تھا اور
میرا یہ خیال کہ میں عالم خواب میں تھا صرف خیال ہی خیال تھا جسکا سبب سفرنامہ حج کی بیساختہ زبان
اور بے تصنع بیان خیال فرمائیے -

مجھے جس نے عالم خواب میں پہونچایا تھا وہ اس سفرنامہ حج ہی کا فیض تھا یہ سفرنامہ حج ایسی ہستی کا
تالیف کردہ ہے جس کی ذات مجمع کمالات و کرامات کہی جائے تو زیبا ہے مجھے سالہا سال تک
اس مزکی عن النفس ہستی کی قدمبوسی حاصل رہی ہے سلوک میں جو اخلاق تزکیہ نفس سے حاصل ہوتے ہیں

وہ اس ذات ستودہ صفات کو دہیا نصیب تھی یہ امر واقعہ ہے کہ یہ دولت تزکیہ جناب حافظ حاجی قاری مولوی صاحبزادہ محمد عبدالوہاب خان صاحب بہادر خلف نواب محمد علی خان صاحب بہادر خلف نواب وزیرالدولہ صاحب بہادر خلف نواب امیرالدولہ صاحب بہادر غفراللہ لہم مؤلف سفرنامہ حج کو وہاب عم نوالہ کی جناب سے خاص طور پر عطا فرمائی گئی تھی میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ ظل صدیقی میں تھے آپکا حیات نامہ قطعاً معلم الاخلاق کہا جا سکتا ہے مجھے ارمان ہے کہ خداوند کریم جناب صاحبزادہ محمد عبدالتواب خانصاحب بہادر ہوم ممبر ریاست ٹونک کو اس کی جانب آمادہ فرمائے جن کی توجہ سے یہ سفرنامہ حج طبع ہوا۔

قطعہ تاریخ حافظ محمد خانصاحب جام

یہ سفرنامہ حج کعبہ کا ؛ ایک معلم ہی ہے اگر سمجھو
قلمی کھینچ دیں ہیں تصویریں ؛ دیکھ لو کعبہ و مدینہ کو
کیا صداقت ہر ایک بیانمیں ہے ؛ جھوٹ کا نام ہی نہیں پڑھ لو
سفر آخرت کے بعد چھپا ؛ یہ سفرنامہ کیوں قبول نہو
یہ تصرف ہے خاص حاجی کا ؛ کیا آمادہ اپنے بیٹے کو
عبدتواب نام ہے اون کا ؛ حق نے اون سے لیا یہ کارن کو
باپ کے نام کو کیا زندہ ؛ اجر دارین دے خدا اون کو
وہ پدر جو کہ تھے فرشتہ صفت ؛ صدہا اخلاق نیک ایک نہ دو
وہ رئیس و امیر ابن امیر ؛ عالم و حافظہ و ملائک خو
نام نامی ہے جن کا عبد وہاب ؛ تھے شریف و نجیب اور خوشخو

یہ ادسی خوش صفات کی ای جام
سفر حج کا ذکر ہے دیکھو

ہجری ۱۳۵۲

تقریظ منظوم و قطعات تاریخ کتاب سفرنامہ سعادت از نتیجہ فکر صاحبزادہ محمد امداد علیخان صاحب نظیر نائب قلعدار نواسے عالیجناب صفدر جنگ صاحبزادہ عبدالوہاب خانصاحب بہادر

تقریظ کتاب ہذا

نہ رہے نیک قصد سے خالی ⁂ کبھی عبدالوہاب خاں عالی

نانا صاحب ہی نے لکھی تھی کتاب ⁂ جب وہ حج کو گئے تھے عالیجناب

فی البیان حجاز و شان عرب ⁂ واقعات سفر سے مملو سب

نہ ہوئی بہر طبع کیوں مرقوم ⁂ کیوں نہ چھپوائی یہ نہیں معلوم

ماموں صاحب کے سر ہی سہرا تھا ⁂ اس سفرنامۂ سعادت کا

یعنی چھپوا دیا یہ ذکر خیر ⁂ اپنے والد کی یادگار سیر

نہیں اِن حوصلوں میں رکھتے جواب ⁂ عبدالتواب خانِ عالیجناب

ہوں کے سب حج کے شائقین آگاہ ⁂ مرحبا آفریں جزاک اللہ

نانا صاحب کا حال بھی ہے کچھ ⁂ اون کا حسنِ خصال بھی ہے کچھ

ہاں سوانح حیات پر اون کی ⁂ اک ضروری ہے روشنی پڑھتی

ماموں صاحب کا بھی بیان ہے کچھ ⁂ صاحب شان کی بھی شان ہے کچھ

اِس سفرنامہ کی ہو کیا تعریف ⁂ بنیاز صفت ہے یہ تصنیف

نہ سہی کو عبارت آرائی ⁂ سادگی ہے مگر یہ زیبائی

اس طرح کچھ لکھا ہے ہر اک باب ⁂ کہ مفصل ہے اور لُبِ لباب

ہے سلاست کلام میں کیا خوب ⁂ ہے روانی بیان کی خوش اسلوب

یہ فصاحت کی جان ہے گویا ⁂ یہ بلاغت کی شان ہے گویا

اس کے معنوں میں ہے وہ باریکی ؎ دُور ہو جائے دل کی تاریکی ؎

ہر سطر اس کی سلکِ مرواریدِ ؎ اس کے ہر لفظ کا ہے اجر سعید

صدق دل سے پڑھینگے سب ذرات ؎ ہیں یہ مقبول ملک کے حالات

ایسے حالات مصر و شام و حجاز ؎ ہر اک انجام ہے ہر اک آغاز

اس میں کعبہ کی ہیں تمام صفات ؎ اس میں طیبہ کے ہیں لکھے درجات

خاصگان خدا کے کام کا ذکر ؎ متبرک ہر اک مقام کا ذکر

مسجد اقصےٰ اور بیتِ حرام ؎ اور پھر مسجدِ رسُولِ انام

اس میں ہے ذکر سب مزاروں کا ؎ اور اکثر خدا کے پیاروں کا

اس میں ہیں درج حج کے سب ارکان ؎ برگزیدہ پیمبروں کا بیان

اس میں ہیں سب مناظر قدرت ؎ شانِ ملکِ عرب کی کیفیت

اس میں لکھا ہے ایسا حال سفر ؎ جو طبیعت پہ ڈالتا ہے اثر

یعنی یہ نورِ چشمِ مشتاقین ؎ یعنی یہ ہے سراجِ اہلِ یقین

درج قدرت کا کارخانہ ہے ؎ اور دلچسپ ہر فسانہ ہے

شام کا ہے بیانِ شادابی ؎ سارے شہروں کا حال تفریحی

درج ہے سیرِ بحرِ اعظم کی ؎ درج ہے ہر مقام تاریخی

دل فریب اس قدر کہ جو دیکھے ؎ چھوڑنے کو نہ دل کبھی چاہے

واہ ایسی کتاب کی کیا بات ؎ اور پھر لکھنے والا با برکات

پڑھنے والے بھی داخلِ درجات ؎ سننے والے بھی شاملِ حسنات

وصف تو کر سکیگا کیا تحریر ؎ اے نظر ختم کر بس اب تقریر

اَیسے کام اُپنے سر جو لیتا ہے

داد اُس کی خدا ہی دیتا ہے

ایضاً قطعہ تاریخ طبع سفرنامہ ہذا

مبارک سفرنامہ ایسا چھپا ہے ۔ جو مقبولِ اربابِ علم وادب ہے
نظر فکر تاریخ کے بعد بولا ۔ کہ "تاریخ حالاتِ حج عرب" ہے

ایضاً قطعہ ثانی تاریخ طبع ہجری

ایسا مرغوب یہ سفرنامہ ۔ فیض پائے گی اس سے خلق سبھی
گویا تصویر ہے حجاز کی یہ ۔ یا یہ کہیے مرقعۂ عربی
ایسی دلچسپیوں کی باتیں ہیں ۔ گویا ہے محو سیر ناظر بھی
کوئی تاریخ طبع گر پوچھے ۔ یہی تاریخ واقعہ بھی یہی
سفر حج کے ذکر چھاپے گئے ۔ یا یہ کہئے ۔ "کتابِ فضل چھپی"

دیگر عیسوی

سُنا میں نے جب چھپی ہے یہ کتاب ۔ تو پھر فکر تاریخ میں کی نہ دیر
کہا مجھ سے ہاتف نے کہدے نظر ۔ کہ ہے یہ سفرنامہ "در ذکرِ خیر"

نوحہ بر وفات حسرت آیات نجم الامرا احتشام الملک جناب عالی صفات صاحبزادہ عبدالوہاب خانصاحب بہادر صفدر جنگ ممبر کونسل عالیہ جنت آشیانی

من نتائج افکار صاحبزادہ محمد امداد علیخاں نظر نائب قلعدار قلعہ معلی نبیرہ صاحبزادہ صاحب صفدر جنگ بہادر مرحوم

ہر ایک کہتا ہے دنیا کا دل ہی سرد ہے آج ۔ سفید ماہ کا منہ رنگ مہر زرد ہے آج
زمیں پہ بھی جو دیکھو تو اُڑتی گرد ہے آج ۔ فلک بھی کھاتا ہے چکر یہ کس کا درد ہے آج

جو آنسو تاروں کی آنکھوں میں ڈبڈباتے ہیں
تو غم سے چشموں کے سینہ بھی اُبلے آتے ہیں
جو آبشاروں کی چیخوں سے دل دہلتے ہیں ؛ تو پتھروں کے جگر سے شرر نکلتے ہیں
ذرا سے پودے بھی تو منہ زمیں پہ ملتے ہیں ؛ پہاڑ سکتے میں ہیں ہلتے ہیں نہ چلتے ہیں
جو ابر روتا ہے تو برق بھی تڑپتی ہے
نہ جانے یاد پپیہے کو کس پیا کی ہے
گلوں کو کس نے علی الصبح یوں رلایا ہے ؛ پریشاں حال یہ سنبل نے کیوں بنایا ہے
یہ داغ سینہ پہ لالے نے کس کا کھایا ہے ؛ چمن کا حال الہٰی یہ کیا دکھایا ہے
یہ کیوں ہے نرگس شہلا کی آنکھ پر سکتا
اے کاش! باغ یہ اک بار پھر سنور سکتا
ہنسی وہ کیا ہوئی چڑیوں کا کیا ہے سبب ؛ جو ایک عام سکوں تھا وہ کیوں نہیں ہے اب
یہ خلق آج ہے کیوں بیقرار سب کی سب ؛ تھی ایسی کونسی نعمت جو کھو گئی یارب
ہر ایک شخص کا چہرہ ہے کیوں اور داس اور داس
الہٰی کونسی شئے تھی جواب نہیں ہے پاس
ہر اک چھپاتا ہے منہ ایک بے وفا کی طرح ؛ فلک کے دل میں نہیں رحم کچھ قضا کی طرح
مقدر اپنے ہیں بدلے ہوئے ہوا کی طرح ؛ موافق اب نہ رہا وقت بھی دوا کی طرح
غرض سکون و خوشی کا کوئی سماں نہ رہا
یہ ایسا کیوں ہوا عبدالوہاب خاں نہ رہا
وہ قاری حافظ و عالم وہ حاجی اور ثقہ ؛ رئیس کا تھا وہ بھائی عزیز سب سے ہوا
سوائے اس کے ریاست کا رکن اعظم تھا ؛ مگر ہمیشہ وہ بے لوث پاک و صاف رہا
اگرچہ دونوں جہاں کے نصیب تھے درجات
مگر ہمیشہ سمجھتا تھا مستعار حیات

سدا ادائے تلاوت نماز و روزہ و حج ٭ بہت سی اوس میں نمایاں تھیں نیکیوں کی حجج
خلاف وضع چلا یوں نہ وہ ذرا بھی کج ٭ کہ جیسے وضع کا پابند اپنی ہے سورج
یوں خاکساری میں اوس کی نہیں ہے کوئی مثال
خدا تعالےٰ کا بے مثل جیسے جاہ و جلال
سبب ہی فرض کا جود و سخا کے تھے چرچے ٭ بلا مبالغہ لاکھوں ہی روپیے بخشے
ملازمین تو درجہ غنی کا رکھتے تھے ٭ بہت شریف غریبوں پہ تھی عطا چھپکے
بہت سے چندے تھے جاری بظاہر و اخفا
غرض کسی کو وہ مایوس دیکھ ہی نہ سکا
فقیر نے بھی بلایا تو اوس کے گھر وہ گیا ٭ سدا ہر ایک سے ہنسکر کلام اُس نے کیا
ہر ایک شخص کو دعوے برابری کا تھا ٭ ہر ایک جانتا تھا یہ کہ ہے فقط میرا
مروت ایسی کہ نیچی نگاہ کے صدقے
وہ جانتا ہی نہ تھا کیسے ہوتے ہیں غصے
بے ظرف سے تو یہاں تک بھی اسنے کام لیا ٭ کہ پاس والوں کو بھی سخت ناگوار ہوا
بہت ہیں واقعے ایسے کہ آدمی اونے ٭ سنائیں روبرو باتیں ہزاروں نازیبا
مواخذہ تو کجا اور اُسے دیا انعام
اگر وہ اہل غرض ہے تو کر دیا وہ کام
رحیمی ایسی کہ سب لوگ آکے لڑتے تھے ٭ عوام برسر اجلاس ہی جھگڑتے تھے
بہت سے اہل غرض آنے تھے بگڑتے تھے ٭ جو چاہتے تھے وہ کہتے تھے اور اکڑتے تھے
کسی کو جھڑکیں یہ خدام کی نہیں تھی تاب
دیا ہر اک کو سدا نرم مسکرا کے جواب
خدا کے حکم پہ جو ہر قدم اوٹھاتے ہیں ٭ خدا کے بندوں کے ہر وقت کام آتے ہیں

جہاں میں جو قبولیت اتنی پاتے ہیں ٭ فرشتے ایسے ہی انسان تو کہاتے ہیں

برائے اہل خطا رحم سر بسر تھا وہ

ہر ایک موردِ الزام کی سپر تھا وہ

جو کچھ ہمارا ہے حالِ تباہ کس سے کہیں ٭ نصیب میں تھا یہ روزِ سیاہ کس سے کہیں

ہے ٹکڑے ٹکڑے دلِ زار اوکس سے کہیں ٭ اوٹھائیں کس کی طرف ہم نگاہ کس سے کہیں

دلوں کے چین گئے کل گئی قرار گیا

وہ خود تو جی گیا لیکن ہمیں تو مار گیا

جو تھی مفید وہ قسمت ضرر رساں ہے اب ٭ وہ پشتہ جس کا سہارا تھا بےنشاں ہے اب

وہ چیز جس پہ ہمیں ناز تھا کہاں ہے اب ٭ وہ ذات جس پہ ہمیں فخر تھا کہاں ہے اب

وہ باغ جس میں فضا تھی اُجڑ گیا اپنا

وہ کھیل جیت تھی جس میں بگڑ گیا اپنا

ہر ایک بات کی فریاد اب سنیگا کون ٭ خیال ایسا اور اتنا بھلا کرے گا کون

کہیں تو کس سے کہیں بات اب رکھیگا کون ٭ تسلیاں ہمیں دُکھ درد میں کے دیگا کون

وہ بات مٹ گئی وہ عیش سارے چھوٹ گئے

فرشتے آکے ہماری بہار لوٹ گئے

وہ نظرِ پیار کی ہنسکر وہ میٹھی بات کہاں ٭ وہ ہاتھ شانہ پہ رکھکر اب التفات کہاں

الٰہی کھو گئے وہ دن کہاں وہ رات کہاں ٭ مقدر! آہ مقدر!! ہوا ہے مات کہاں

نہ روئیں کس طرح آنکھیں سبب وہ جاتا رہا

جو آنسو پونچھنے والا تھا اب وہ جاتا رہا

صبا یہ کہنا اگر ہو ترا لحد پہ گذر ٭ کہ مضطرب ترے احباب ہیں بچشم تر

ہمارے حال زبوں کی بھی کچھ تجھے ہے خبر ٭ ترے فراق میں ہے زیست موت سے بدتر

یہی ہے رونا کہ وہ وقت اب ہنسی کا نہیں
تو سب کا تھا مگر اب کوئی بھی کسی کا نہیں

خوشی کے دیکھنے والوں پہ ہے یہ غم نازل ٭ ہر اک طرف سے ہے سو سو طرح الم نازل
یہ خوگروں پہ کرم کے ہیں کیا ستم نازل ٭ مصیبتیں یہ ہمارے لئے ہیں کم نازل

اُچاٹ نیندیں ہیں غفلت کی تیرے سونیسے
یہ ہائے ہو گیا کیا اک تیرے نہ ہونیسے

کچھ ایسا چھایا ہے عالم پہ رنج اور قلق ٭ کہ بن کے رنگ زمانے سے اڑ گئی رونق
تری ہی ذات تھی شیرازہ بندیوں کا سبق ٭ کہ اک نہ ہونیسے تیرے بکھر گئے یہ ورق

سبے دم بخود یوں ہی دنیا کہ ایک دم نہ رہا
وہ ایک وقت ابھی تھا کہ ایک دم نہ رہا

ہوا خلاف ہوئی منحرف زمانہ ہوا ٭ خدا کی شان سے بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سبق علاوہ تری موت کا فسانہ ہوا ٭ ہمارے واسطے عبرت کا تازیانہ ہوا

وہ ہم کہ سنبھلے ہوئے تھے بگڑ گئے ہیں آج،
وہ ہم کہ بگڑے ہوئے خود سنبھل رہے ہیں آج،

دلوں کو ہائے قرار و سکون کیونکر آئیں ٭ جب اپنی نعمتیں یکلخت خاک میں ملجائیں
ہیں کیسی وحشتیں اللہ ہم کدھر کو جائیں ٭ کوئی طریقہ بتادے کہ تجھکو کیسے بھلائیں

بھلا کوئی یہ تری چاہ دل سے نکلے گی
خیال آئے گا اور آہ دل سے نکلے گی

کہاتے تھے جو ترے وہ بھٹک رہے ہیں آج ٭ لحد پہ جا کے تری سر ٹپک رہے ہیں آج
جو بڑھنے والے تھے آگے ٹھٹک رہے ہیں آج ٭ کچھ ایسے دل ہیں کہ جن میں کھٹک رہی ہیں آج

اونہیں بگاڑ دیا تیری بے نیازی نے
اونہیں خراب کیا رتبۂ ایازی نے

فراق میں ترے اہلِ دیار روتے ہیں ٭ عزیز سارے ترے زار زار روتے ہیں

پیادے روتے ہیں تجھکو سوار روتے ہیں ٭ جو تخت میں تھے وہ سب اہلکار روتے ہیں
کہ نازل ایک کی جاں پر نہیں عذاب ہوئے
سبھی کی لٹ گئی دولت سبھی خراب ہوئے
ہزاروں کوس سے پردیسی لوگ آتے تھے ٭ ترے حضور سے آ کے فیض پاتے تھے
وہ بامراد ترے در سے ہو کے جاتے تھے ٭ فسانہ اپنے وطن میں ترا سناتے تھے
پلٹ گئی ہے مگر یک بیک ہوا ایسی
کہ بے وسیلہ ہوئے دیسی اور پردیسی
رہا زباں پہ ہذیاں میں بھی ذکر دین بجا ٭ کہ جاری غشی میں لب تھے جو کی گئی تلقین
عیاں تھی بستر سے اک لو لگی ہوئی بہ یقین ٭ اشارہ کرکے سنی آپ سورہ یٰسین
غرضکہ جسم سے جب مرغ روح غیر ہوا
ہر اک پکار اوٹھا خاتمہ بخیر ہوا
جو تیرے ہیں تو تری اون میں آن باقی ہے ٭ گو ناتواں سہی پھر بھی جان باقی ہے
ہر ایک خوبی ہر اک آن بان باقی ہے ٭ اگرچہ تو نہ رہا تیری شان باقی ہے
نہونے پر کسی قابل تو کر گیا ہے تو
یہ کوئی اب بھی نہ سمجھے کہ مر گیا ہے تو
نظر کی اب یہ دعا ہے کہ پاک رب غفور ٭ عطا کرے تجھے جنت میں اونکے قصور
ہو سیر خلد سے آنکھوں کو اور دل کو سرور ٭ ہو قبر نور سے ایمان کی طرح معمور
خدا کی مغفرت احسان کا صلہ ہو جائے
لحد فراخی میں خود تیرا حوصلہ ہو جائے
عطا کرے تجھے کل نعمتیں خدائے مجیب ٭ خدا کی رحمتیں تجھسے رہیں قریب قریب
ہو تو بہشت میں محبوب کبریا کا حبیب ٭ ملے مراد کہ دیدار ہو خدا کا نصیب
خدا کی جس طرح مخلوق کو رکھا راضی
اسیطرح سے ہو تجھسے ترا خدا راضی ۔ آمین

قطعات تاریخ سفر ناسعادت از نتیجہ فکر صاحبزادہ امداد علیخاں صاحب نظر

نانا صاحب آہ خان عبدالوہاب ۔۔ دارِ فانی سے ہوئے معدوم ہائے
اب تلافی جس کی ہو سکتی نہیں ۔۔ کیسی نعمت سے ہوئے محروم ہائے
تھی نوید خلد اون کے واسطے ۔۔ غم ہے اپنے واسطے مقسوم ہائے
گھٹ گیا اس نام سے اب زندہ باد ۔۔ بڑھ گیا اس نام پہ مرحوم ہائے
کس طرح اب دیکھنے میں آئیگی ۔۔ بھولی بھولی شکل وہ معصوم ہائے
رحم کرنے والا اب جاتا رہا ۔۔ یعنی وہ خود ہوگیا مرحوم ہائے

ہے یہی تاریخ رحلت بھی نظر
"ہے رحیم الخلق" اب مرحوم ہائے

ایضاً دیگر عیسوی

مر نہیں اوس کے مرگئے زندہ ہزاروں آدمی ۔۔ سخت ضرورت اوس کی تھی رہتا اگر چلیس سنہ
چاہو نظر جو عیسوی سالِ وفات تم تو ہے ۔۔ آہ بچہارہ رجب تیرہ سو اڑتالیس سنہ
۱۹ ۔۔ ۶ ۔۔ ۲۹

دیگر

وہ عبدالوہاب معظم مکرم ۔۔ ہوئی جن سے کوئی برائی نہ سرزد
ہوئے آج رخصت بہ حکم الٰہی ۔۔ وہ عبد خدا و محب محمد
ٹلیں سینکڑوں آفتیں اونکے دم سے ۔۔ مٹے شر ۔ ہزاروں بلائیں ہوئیں رد
جہاں میں وہ تھے صاحب خیر و برکت ۔۔ ملیں راحتیں خلق کو اون سے بیحد
عجب بے نیازی سے تھے وہ منکسر ۔۔ تھے اون کے لئے سنگ لعل و زبرجد
مگر آہ قسمت بری تھی ہماری ۔۔ وہ چھالے نبے آخرش موت کی زد
رہا نام عبدالوہاب اون کا باقی ۔۔ ہمیں چھوڑ کر چلدئے سوئے مرقد

جو کی فکر تاریخ رحلت نظر نے
تو ہاتف یہ بولا کہ "مغفور ایزد"
۱۳ ۔۔ ۶ ۔۔ ۴۸

دیکھ

وہ کریم الطبع دنیا سے گیا ؛ اور ہر اک ہاتھ ملتا رہ گیا
ہائے رونے سے نہ کچھ حاصل ہوا ؛ چشم تر سے ایک دریا بہ گیا
اب خوشی کی چاندنی دل پر کہاں ؛ جب وہی ماہ مسرت گہگیا
فکر تھی تاریخ کی تو ہاتف آج ؛ آہ اب رخصت بھلائی - کہگیا

۴۸ ۵ ۱۲ (مع ہمزہ)

قطعہ تاریخ طبع کتاب از احمد خانصاحب نازش سابق انسپکٹر پولیس خلف حب خانصاحب شیر عالم خانصاحب مرحوم

ملک زادہ عبد وہاب خان ؛ خلیق و حلیم و مسافر نواز
باحسان و جود و کرم بے نظیر ؛ بعلم و عمل صاحب امتیاز
کہ رفت از جہاں سوئے دار النعیم ؛ خدایش کند حشر خرم و سرفراز
چو از بہر حج کرد نیت درست ؛ خداوند بردش بہ صد عز و ناز
رواں گشت از جانب مصر و شام ؛ بہ صد شوق دل با جبین نیاز
چو باز آمدہ از سفر در وطن ؛ نوشتہ سفرنامہ ارض حجاز
ولے داد فرصت نہ پیک قضا ؛ پئے طبع ایں نسخۂ دل نواز
کہیں پور او عبد تواب خاں ؛ کہ ہست ایں زماں چوں پدر سرفراز
بسا زر بہ تالیف آں صرف کرد ؛ کہ شد طبع ایں نامۂ دلنواز

دہد جلوہ - نازش ، بہ دامان (طور ؛ سفرنامۂ مصر و شام و حجاز)

۱ شعر میں اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ مصرعۂ آخری میں لفظ "طور" شامل کرنے سے تاریخ بطور تعمیہ برآمد ہوتی ہے ؛

در مطبع محبوب المطابع برقی پریس دہلی طبع شد